جویائے حق

حصۂ اول

ایک تاریخی ناول جس مین حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی
کے مبارک حالات نہایت ہی دلچسپی اور موثر عنوان سے بیان کیے گئے ہین

مصنفہ

مولٰنا مولوی محمد عبد الحلیم شرر مرحوم

باہتمام

حکیم محمد سراج الحق پرنٹر و پبلشر

۱۹۲۷ء مین

دلگداز پریس مین چھپ کر لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگخان

دکھائی دی ہے
ناگوار شور ... مین ملی ہوئی ... شائع ہوا!
... جاتی ہین۔
کاروان سرائین ...

کارخانہ روض الریاحین لکھنؤ کا اعلیٰ عطر

(آپ ایک دفعہ آزما کے تو دیکھین)

عطر کے لیے لکھنؤ مشہور ہے مگر افسوس ہے کہ جو عطر ہے وہ باہر والون کو نہین ملتا کیونکہ کہین مال کی روانگی نوکرون کے ہاتھ ہے۔ اور اُن کے دغل وفصل کا خمیازہ اُن ہی غریبون کو اُٹھانا پڑتا ہے جو باہر سے منگوانے اور بے دیکھے خریدنے پر مجبور ہین۔ اور بعض اشتہار دینے والون کی یہ حالت ہے کہ روپیہ کا مال دو کوڑی کا بھی چار کو بھیج دیتے ہین۔ یہ تمام خرابیان دیکھ کے ہم نے ذمہ لیا ہے کہ باہر کے جو صاحب طلب فرماوین اُن کے لیے معتبر اور مستند کارخانون کے عطر اعلیٰ درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کر کے مال بخوبی جانچ کے اور بکفایت خرید کر کے روانہ کر دیا کرین جس کا بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہے۔ عطر کے شائق ایک بار امتحاناً منگوا کر دیکھ لین کہ ہمارے ذریعے سے اُنھین کیسا اچھا عطر اور کن دامون کو ملتا ہے۔

عطرون کی فہرست حسب ذیل ہے

عطر گلاب فی تولہ [illegible]	عطر مشک حنا فی تولہ [illegible]	عطر زعفران فی تولہ [illegible]	عطر نسیم فی تولہ [illegible]
,, موتیا [illegible]	,, صنوبر [illegible]	,, روح گلاب [illegible]	,, سنگترہ [illegible]
,, حنا [illegible]	,, سونگی [illegible]	,, یاسمین [illegible]	,, شہناز [illegible]
,, کیوڑہ [illegible]	,, سہاگ [illegible]	,, مخلوط عنبری [illegible]	,, ارگجا [illegible]
,, چمبیلی [illegible]	,, عروس [illegible]	,, سوندھا [illegible]	,, مولسری [illegible]
,, جوہی [illegible]	,, بیلہ [illegible]	,, ہارسنگھار [illegible]	,, خس [illegible]
,, موگرہ [illegible]	,, پانڑی [illegible]	,, گل مٹی [illegible]	,, چمپا [illegible]
,, عنبر [illegible]	,, انبہ ڈھیر [illegible]	,, گیندا [illegible]	,, گل حنا [illegible]
,, مشک عنبر [illegible]	,, مدن مان [illegible]	,, پودینہ [illegible]	,, شمامۃ العنبر [illegible]
,, ناگیسر [illegible]	,, اگر فرقی [illegible]	روح خس [illegible]	,, اگر گل نو ایجاد [illegible]

خوشبودار تیلون کی فہرست ملاحظہ ہو

روغن چمبیلی فی سیر [illegible]	روغن بیلہ فی سیر [illegible]	روغن کیوڑہ فی سیر [illegible]	روغن حنا فی سیر [illegible]

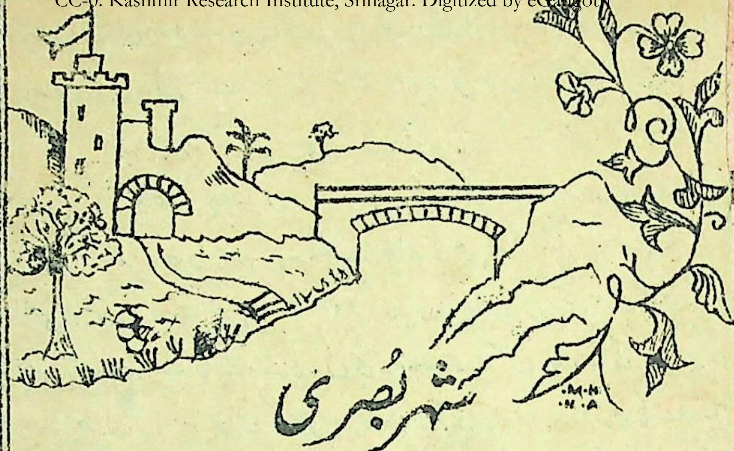
اعلیٰ درجے کا خوشبودار عمدہ بامزہ تنباکو

...ردہ تنباکو مشکی فی سیر [illegible] زعفرانی [illegible]	قوام مشکی فی تولہ ۶/ ۴/

نوٹ۔ درخواست آتے ہی ویلو...

...پ کا پتہ اودھ...

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri



شہر بُصریٰ

شمالی صحرائے عرب کا قدیم شہر بُصریٰ جو ارض فلسطین کے جنوب و مشرق مین اِن دنون اُجاڑ اور سُنسان پڑا ہوا ہے سنہ ۳۰ء مین ایسا نہ تھا۔ یہ شہر جیسا آج کل ویران ہے ایسا ہی اُن دنون جبکہ ہم اپنے دوستون کو اس کی سیر کرانا چاہتے ہین آباد اور بارونق تھا۔

یہ تاریخی شہر وادی طفیل کی سب سے جنوبی شاخ کے کنارے جو اکثر خشک پڑی رہتی ہے۔ اور بحر لوط کے جنوبی ساحل سے پندرہ بیس کوس کی مسافت پر علاقہ ادوم اور ارض بنی مواب کے درمیان کوہستان شعیر کے مشرقی دامن سے پانچ چھ میل ہٹا ہوا واقع ہے۔ آنے جانیوالون کی کثرت سے اس کی آبادی مین ہر وقت ایک شور و ہنگامہ برپا رہتا ہے اور ایسی چہل پہل نظر آتی ہے جو عرب کے کسی صحرائی شہر مین نہین دیکھی گئی۔ اگرچہ بُصریٰ کسی سلطنت کا مستقر نہین ہے۔ اور نہ کسی حکومت کا مرکز مانا جاتا ہے۔ مگر تجارت نے اس مین شاہانہ عظمت و جبروت کا سمان پیدا کر دیا ہے۔ جدھر دیکھیے دولتمند اُمرا کے قصر و ایوان اور بڑے بڑے تاجرون کے عالیشان محل نظر آتے ہین۔ سر بفلک کنیسون اور گرجون کے درمیان مین ہر وقت ہزارہا اونٹون کی قطارین گذرتی دکھائی دیتی ہین۔ اور اونٹون کے بلبلانے اور ساربانون کے تیخنے چلانے کے ناگوار شور مین ملی ہوئی قریب قریب تمام مختلف اللسان ملکون اور قومون کی آوازین سُنی جاتی ہین۔

کاروان سرائین قافلون اور ملکون ملکون کے مال تجارت سے بھری پڑی

ہین دولتمندی و حوصلہ مندی کے ٹھاٹھ ہر جگہ دکھائی دیتے ہین۔ اور شہر نہ
نہایت ہی عُجب و تمکنت سے اپنی اقبالمندی و خوشحالی پہ ناز کر رہا ہے۔

ایک تاجرانہ شہر مین ایسی شان و شکوہ اور عظمت و جبروت پیدا
کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ تک تمدنی کاروبار اور تجارت
درآمد برآمد کا چارج بحری مراکب (جہازون) نے خشکی کے جہازون
(یعنی اونٹون) سے نہین لیا ہے۔ اور اُن بری جہازون کے زبردست بیڑے
یعنی بڑے بڑے قافلے مشرقی مال تجارت کو اور اُس کے ساتھ وہان کے
صدہا جہان گرد سیاحون کو مغرب مین اور مغربی پیداوار اور ممالک غرب کے
مسافرون کو مشرق مین پہونچاتے ہین۔ جنوبی شہرون کی برکتون کو شمال مین اور
شمالی ملکون کی نعمتون کو جنوب مین لے جاتے ہین۔ اور اسی قسم کی تمام کاروائین
علی العموم اسی بارونق شہر بُصری مین سے ہو کے گزرتی ہین۔ تجار مہینون
قیام کر کے مال تجارت کا مبادلہ کرتے اور جیسے لدے پھندے آئے تھے ویسے
ہی نئی چیزون اور نئے مال سے بھرے بھرے واپس جاتے ہین۔ جن کی برکت
سے بُصری مین ہمیشہ خرید و فروخت کا بازار گرم نظر آتا ہے۔ اور لین دین کا تانتا
ہر وقت اور ہر موسم مین جاری رہتا ہے۔

مشرق سے یہان ایران و عراق کے قافلے آتے ہین جن کے ساتھ
بابل و فارس اور شمالی ہندوستان اور خطا و ختن کی نادر روزگار چیزین
ہوتی ہین۔ جنوب سے عربون کے قافلے آتے ہین جو یمن حضرموت۔ عمان اور
بحرین کی پیداوار کے ساتھ جنوبی ہند اور چین و ماچین کے عام پسند سامان
تجارت سے بھرے ہوئے ہوتے ہین۔ مغرب سے مصر و افریقہ کے قافلے وہان
کی مشہور چیزون کو لاتے ہین۔ اور شمال سے دمشق و روم کا مال آتا ہے۔ غرض
کوئی گھڑی نہین گزرتی جبکہ بُصری مین جرس کاروان کی آواز
نہ سُنی جاتی ہو۔ اور شتربانون کی حدی خوانی کا نغمہ گرد کے
دشت و جبل مین نہ گونج رہا ہو۔

اونٹون کی گلے کی گھنٹیون کے ساتھ وقتاً فوقتاً گھنٹیون کے گھنٹون کی

بلند ہونے لگتا ہے۔ اس لیے کہ یہان عیسائیون کی کثرت ہے۔ اور اُس پر شور زمانے مین جبکہ دین عیسوی مین بیسیون جھگڑے پڑے ہوئے تھے اور صدہا فرقے پیدا ہو گئے تھے بُصری اُن تمام فرقون کا امن بنا ہوا تھا جن پر رومی سلطنت جو کونسل نقیہ کے مسلمہ عقائد یعنی کیتھولک مسیحیت کی حامی تھی۔ طرح طرح کے مظالم کر رہی تھی۔ بُصری عرب کا سرحدی شہر ہونے کی وجہ سے اپنی عربی آزادی کو عزت و آبرو کے ساتھ بچائے ہوئے تھا۔ اور ایسی قابل اطمینان جائے پناہ قرار پا گیا تھا جس مین ہر دنیا کے ستائے ہوئے کو پناہ مل جاتی تھی۔ اور اسی آزادی کی برکتون سے فائدہ اٹھانے کے لیے نصاریٰ کے ہر فرقے کے اُسقف و راہب یہان آ کے سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اور اُن کے بڑے بڑے کنیسے اور عالیشان خانقاہین ہر طرف پھیلی ہوئی تھین۔

عیسائیون اور سلطنت روم کے ستائے ہوئے صدہا یہودی خاندان بھی یہان آ بسے تھے۔ قطع نظر اس کے آرمینیہ اور دیار بکر کے علاقے دولت روم اور دولت ساسانی کی جنگ و پیکار کے میدان بنے ہوئے تھے۔ جن مین سلطنت ساسانی و رومی کے زیر علم مجوسیت اور نصرانیت مین بھی سخت مقابلہ ہو رہا تھا۔ وہان کی حکومت روز بدلتی تھی۔ کبھی ساسانی قابض ہو جاتے۔ اور کبھی رومی۔ جس کی وجہ سے دونون مذاہب کے پیروؤن کو ہمیشہ موت کا خطرہ لگا رہتا۔ نتیجہ یہ تھا کہ مذکورہ ممالک کے صدہا عیسائی اور مجوسی خاندان بھی وطن کو خیرباد کہہ کے یہان آئے اور سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

غرض اس تاجرانہ شہر مین کوئی مذہب نہ تھا جس کے پیرو موجود نہ ہون اور جس کے معابد اور عزلت کدے عرب کے اس شمالی شہر مین تعمیر نہ ہو گئے ہون یہودی۔ مجوسی۔ صابی۔ بت پرست۔ عیسائی۔ اور پھر عیسائیون کے بیسیون فرقون کے پیرو آپس مین ملے جلے رہتے۔ اور آزادی کی زندگی بسر کرتے۔

ان مختلف مذہبون کے طرفدارون مین اکثر مناظرے کا سلسلہ بھی جاری رہتا اور سچ یہ ہے کہ تحقیق مذہب اور جستجوے حق کا بازار جس قدر یہان گرم تھا شاید دنیا کے کسی شہر مین نہ ہو گا عیسائیون مین سب سے بڑا اور غالب گروہ یہان

مانی آریوس اور نسطوریوس کے پیرووٗن کا تھا۔ مانی نے تیسری صدی مسیحی کے وسط مین مجوسیت اور مسیحیت کو ملا کے ایک نیا مذہب ایجاد کیا تھا۔ وہ توراۃ اور انبیاے سلف کی توہین و تحقیر کرتا۔ اپنے آپ کو حضرت مسیح کا فارقلیط موعود بتاتا۔ اور اپنی تصویر دار کتاب آرتنگ کو آسمانی کتاب کی حیثیت سے پیش کر کے اُس پر ایمان لانے کی دعوت کرتا تھا۔ آخر وہ سنہ ۲۹۶ قبل محمدؐ مین مجوسی تاجدار عجم کے حکم سے قتل ہوا مگر اُس کا مذہب اِس زمانے تک جبکہ ہمارا یہ ناول شروع ہوا ہے نہایت ہی زور و شور سے پھیلا ہوا تھا۔ اور اُس کے صدہا معتقدین جو ایران و روم دونون سلطنتون کے مجرم تھے۔ بصریٰ مین امن و امان کی زندگی بسر کرتے تھے۔

آریوس پکا مسیحی اور حضرت مسیح کے احکام کا سچا پیرو تھا۔ اُسے تثلیث کے ماننے سے انکار تھا۔ اور توحید کا زبردست حامی تھا۔ مگر نیقیہ کی کونسل نے تثلیث کو مسلم عقیدۂ مسیحیت قرار دے کے اُسے سنہ ۲۴۶ قبل محمدؐ مین ملحد و بے دین بتایا اور جلاوطن کیا گیا۔ جلاوطنی مین وہ اسی شہر بُصریٰ مین آ کے رہا تھا۔ قسطنطین نے اگرچہ چندروز بعد اُس کا قصور معاف کر کے اُس کی طرفداری شروع کر دی تھی۔ مگر تثلیث پرست عیسائیون کے شور و غل مین اُس کی توحید کی آواز نہ سُنی گئی۔ اُس کے پیرو ہر جگہ ستائے جانے لگے۔ اور آخر آریوس کے ہم خیالون کے لیے بھی بُصریٰ سے زیادہ کوئی پناہ کی جگہ نہ ہو سکتی تھی۔

نسطوریوس اتنا پکا موحد تو نہ تھا جیسا کہ آریوس تھا۔ مگر وہ بھی مسیح کو انسانی جسم اور جسمانی کامون کے ساتھ خدا نہین مانتا تھا۔ اور اس کو بھی جائز نہین کہتا تھا۔ کہ حضرت مریم کو خدا کی مان کہا جائے۔ تیسری مسیحی کونسل نے جو سنہ ۱۳۹ قبل محمدؐ مین شہر افسوس مین منعقد ہوئی تھی اُسے بھی بے دین و ملحد قرار دیا۔ اور آخر اُسے اور اُس کے پیرو نسطوری مسیحیون کو بھی بصریٰ ہی مین آزادی سے رہنے کے لیے پناہ مل سکی۔

نسطوریوس کے خارج از دین کیے جانے کو پوری صدی نہین ہوئی تھی کہ انطنوس نام ایک مسیحی نے فارقلیط ہونے کا دعوی کر کے دو حسین پری جمال اور لائق و جادو بیان عورتون کو معجزنما بتا کے ساتھ لیا۔ اور ایک نئے مذہب کی دعوت شروع کی جس کا دعوی تھا کہ مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی کا زمانہ شروع ہونے والا ہے۔ اُس کی

اور اُس کے ساتھ والی جادو نگاہ سحر بیانون کی کوشش سے باطنی مذہب نے بھی دنیا مین قدم جما لیا۔ اور اگرچہ سنہ ۱۴۱ھ قبل محمدؐ مین عام حکم جاری ہو گیا کہ جو کوئی اس مذہب کا پیرو ہو مجرم ہے۔ اور توبہ نہ کرے تو واجب القتل۔ مگر یہ فرقہ اس وقت تک زندہ تھا۔ اور اُس کے معتقدین بھی بصری مین موجود تھے۔

الغرض بصری دُنیا کے سارے مذہبون کا مامن اور مختلف عقائد کی بحثون کا دنگل بنا ہوا تھا۔ اِن مباحث اور رات دن کے جھگڑون نے بہت سے صاحب علم اور ذی ہوش لوگون کو مذہب اور نجات کے مسئلہ مین مشتبہ کر دیا تھا۔ نہ کسی عقیدے پر اُن کا دل جمتا اور نہ کسی مذہب کی روحانی تعلیمون سے اُن کے دل کو تسلی ہوتی۔ اور بصری ہی پر موقوف نہین ساری دنیا اُن دنون اسی تذبذب و تردد مین پڑی ہوئی تھی کہ سچا دین کون ہے۔ اور حق کی تلاش کی جائے تو کہان ملے گا۔ اور چونکہ تمام مختلف گروہون کی جائے پناہ بصری تھا۔ لہذا یہ شکوک و شبہات یہان سب جگہون سے زیادہ نمایان ہوتے تھے۔ یہ حالت تھی بصری کی جبکہ ہم اپنے ناظرین کو اس کی سواد مین لائے ہین۔ تجارت و مذہب نے ہم آغوش ہو کے جو دھوم دھام یہان پیدا کر رکھی ہے اُس کی سیر کراتے ہوئے ہم اُنھین آباد اور مختلف المذاق لوگون سے بھری سڑکون پر لیے جاتے ہین۔ آخر جاتے جاتے ہم شہر کے مغربی پھاٹک سے باہر نکل کے دیکھتے ہین کہ دیوار شہر سے دو تین میل کی مسافت پر کوہستان سعیر کی ایک بلند پہاڑی کے دامن مین ایک سرسبز و شاداب خطۂ زمین پر نہایت ہی تکلف اور محنت سے ایک خوش سواد باغ لگایا گیا ہے جس مین بڑے بڑے گھنے درخت سایہ کیے ہوے ہین۔ نونہالان چمن جو نہایت ہی شگفتہ معلوم ہوتے ہین باد نسیم کے جھونکون سے جھوم رہے ہین۔ جدھر نظر جاتی ہے طرح طرح کے پھول کھلے ہوے ہین۔ اس ریگستانی خشک زمین مین اس سرسبزی کی اصلی وجہ یہ ہے کہ کوہستان سعیر سے کئی چشمے اُتر کے آ گئے ہین جو اسی باغ کی آبیاری کی نذر ہو گئے ہین۔ ہزارہا طیور نے دور دور سے آ کے اِن درختون مین آشیانہ بنا لیا ہے جن کا ہنگامہ صبح و شام کے اوقات مین بڑے زور و شور پر ہوتا ہے۔

اس باغ مین گھنے اور گنجان درختون کے اندر سے ایک عظیم الشان گنبد اپنا بلند

لنگر سے باہر نکالے ہوئے ہے۔ اور اسی سے ملا ہوا ایک دیر ہے جس کے حجروں میں بہت سے راہب عبادت و ریاضت میں مشغول رہا کرتے ہیں۔ راتوں کو یہ تارک الدنیا طالبان حق شب زندہ داری کیا کرتے۔ نمازیں پڑھتے۔ اور ذکر و دستور سے ضربیں لگاتے ہیں۔ اور دن کو اپنے اس نزہت بخش باغ کی خدمت اور درختوں کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے ہیں۔ باغبانی کے علاوہ یہی راہب زائروں اور مسافروں کی خدمت کرتے ہیں۔ اس لیے کہ معتقدوں اور جویائے حق سیاحوں کی کوئی نہ کوئی جماعت ہر زمانے میں یہاں موجود رہتی ہے۔ جو لوگ ذوق و شوق اور دلی عقیدت سے آکے ان نیک نفس و پاک باطن بزرگوں کی قدمبوسی کرتے اور واپس چلے جاتے ہیں۔

ان مذہبی سیاحوں کی اقامت کے لیے خانقاہ سے ملا ہوا ایک مہمان خانہ ہے جس میں ٹھہرنے والوں کو بے نفس میزبانوں کی بے ریا مہمان نوازی سے بڑا آرام ملتا ہے۔ اور گو کہ ان لوگوں نے دنیا کو ترک کر دیا ہے۔ لذائذ دنیوی اپنے اوپر حرام کر لیے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کی آزادانہ زندگی اور دنیوی شور و شر سے علیحدگی میں کچھ ایسی دلکشی ہے کہ جو آتا ہے اس کا جی چاہتا ہے یہیں کا ہو جائے۔ اور انھیں نفس کش لوگوں میں رہنے لگے۔

طالب صادق

یوں تو اس مہمان خانے میں ہمیشہ اور ہر زمانے میں تھوڑے بہت مہمان ضرور ٹھہرے رہتے ہیں۔ مگر آج کل مسافروں کی بہت کثرت ہے کئی سو آدمی اس میں ٹھہرے ہیں جو اکثر اوقات باغ کے اطراف میں پھیلے رہتے ہیں۔ اور سایہ دار درختوں کی چھاؤں میں جا بجا یہ کیفیت نظر آتی ہے کہ دو دو چار چار آدمیوں کی ٹکڑیاں بیٹھی ہیں اور مبادلۂ خیالات میں مصروف ہیں۔

اس وقت دوپہر کا وقت ہے۔ آفتاب سمت الراس پہ ہے اور دھوپ کی تپش سے کوہ و صحرا میں ایک آگ سی لگی ہوئی ہے جس کی لپک یہاں تک پہونچتے پہونچتے ترو تازہ درختوں کی ٹھنڈک سے بہت کچھ دھیمی ہو جاتی ہے۔

اتنے میں ایک نیا شخص جو کہیں دور کے سفر سے گرد کا مارا اور لو کے تھپیڑوں کا جھلسا ہوا چلا آتا تھا۔ ایک خرجین کندھے پر ڈالے ہانپتا اور پسینہ پونچھتا ہوا اُس باغ میں داخل ہوا۔ جس نے گرجے اور خانقاہ کے درمیان میں ٹھہر کے چاروں طرف نظر دوڑائی اور جب کسی کو نہ پایا تو ایک طرف ذرا فاصلے پر ایک بڑے پرانے زیتون کے درخت کے نیچے جا کے خرجین کندھے سے اُتار کے زمین پر رکھی۔ کمر سے ایک کمل کھول کے بچھایا۔ نعلین یعنی چمڑے کے تلے جو کھڑاؤں کی طرح تسموں کے ذریعے سے پاؤں میں اٹکا لیے جاتے تھے اُتار کے اور جھاڑ کے درخت کی جڑ میں رکھ دیے۔ اور کمل پر خاموش بیٹھ گیا۔

یہ ایک بہت ہی سن رسیدہ اور معمر شخص ہے۔ سفید گھنی داڑھی ناف تک پہنچی ہوئی ہے جس نے چہرے کی سفید کھلتی رنگت میں غیر معمولی نورانیت پیدا کر دی ہے۔ اپنے بڑے سفید بالوں کو اُس نے جوگیوں کی طرح لپیٹ کے اور بل دے کے اُن سے چندیا پر ایک جوڑا سا بنا لیا ہے۔ اور پھر اُس جوڑے کو ایک سیاہ عمامے میں چھپا لیا ہے۔ جس کے نیچے سیاہ اور چمکنے والی آنکھیں اُس کی روحانی قوت اور سچی جستجو کا ثبوت دے رہی ہیں۔ گلے میں انطاکیہ کے زبیر گاڑھے کا ڈھیلا ڈھالا زرد کُرتا ہے اور پاؤں میں دمشقی ٹاٹی کا جوتا۔

اُس کے چہرے سے ریاضت کے جلال کے ساتھ بلا کی متانت ظاہر ہوتی ہے۔ اِدھر اُدھر بہت کم نظر دوڑاتا ہے۔ مگر جس چیز کو دیکھتا ہے نہایت ہی غور و خوض کے ساتھ دیکھتا ہے اور دیر تک دیکھتا رہتا ہے۔ یہاں بیٹھتے ہی اُس نے سارے گرد و پیش کے منظر پر ایک اجمالی نظر ڈالی۔ مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جن آنکھوں سے ہم دیکھتے ہیں اُن سے نہیں بلکہ اُس نے کسی اور ہی نگاہ سے ان سب چیزوں کو دیکھا۔ اور دم بھر میں دیکھ لیا۔

اتنے میں اسی خانقاہ کے ایک راہب کی جو یہاں سے فاصلے پر تھا اس سن رسیدہ نو وارد پر نظر پڑ گئی۔ جلد دوڑ کے قریب آیا اور ٹھہر کے منتظر رہا کہ یہ نیا مسافر جس امر کی خواہش کرے اُسے پورا کر دے۔ مگر واقع یہ ہے کہ مسافر نے اُس پر ایک نگاہ غلط انداز تو ڈالی اور پھر ہوا کی طرف اپنے خیالات کے متلاطم سمندر میں غوطہ لگایا تو خبر ہی نہ تھی کہ کون اُس کی خبر لیتا اور کیوں آیا ہے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

راہب نے اپنے انتظار مین تھک کے خود ہی سوال کیا۔ "کیا آپ یہان ٹھہرین گے؟"

جواب۔ (ذرا تامل سے) "ہان جہان ٹھہرنا تھا ٹھہر گیا۔"

راہب "یہ تو ٹھہرنے کی جگہ نہین ہے۔ مہمان خانے مین چل کے ٹھہریئے۔"

جواب۔ "کیا یہان ٹھہرنے کی ممانعت ہے؟"

راہب "ممانعت تو نہین ہے۔ مگر آپ کو یہان تکلیف ہو گی۔"

جواب "مجھے تکلیف نہ ہو گی۔"

راہب "اچھا تو کھانے پانی یا جس چیز کی ضرورت ہو مین حاضر کر دون؟"

جواب "کسی چیز کی ضرورت نہین۔"

اب راہب لاجواب تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ کس طرح اس محترم مہمان کی خدمت کرون؟ اور کیونکر اسے مہمان خانے کے اندر لیجا کے ٹھہراؤن؟ مگر تقریب گفتگو کی کوئی صورت نہ بنتی تھی۔ پوچھا "آپ کا وطن کہان ہے؟"

جواب۔ (کمال لاپروائی سے) "یاد نہین۔"

سوال "اور ارادہ کہان کا ہے؟"

جواب "معلوم نہین۔"

اب راہب اپنی اس دوسری کوشش مین بھی عاجز تھا۔ اور گویا اپنی ہی طرف خطاب کر کے کہنے لگا "جو مسافر یہان آتے ہین مہمان خانے مین ٹھہرتے ہین۔" اور جب نو وارد شخص نے اس کا کچھ جواب نہ دیا تو کہا "ہمارے راہب اعظم کی تاکید ہے کہ جو مہمان یہان آ کے فروکش ہو اُسے کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پائے۔"

نو وارد بوڑھا "تو مجھے اس بات کی تکلیف ہے کہ اُن سے ملاقات نہین ہوئی۔"

راہب "آپ کو زیادہ انتظار کرنا نہ پڑے گا۔ وہ سال مین صرف ایک بار لوگون سے ملتے ہین۔ اور وہ کل کا دن ہے۔ اسی شوق مین باہر کے صدہا معتقدین آئے ہوے ہین۔ اور کل صبح کو آپ دیکھین گے کہ بصری کی کس قدر خلقت آ کے جمع ہوتی ہے؟ اور یہان کتنا بڑا میلا لگ جاتا ہے؟"

نو وارد "مگر مین میلا دیکھنے نہین آیا ہون۔"

راہب ؛ "مجبوری یہ ہے کہ اُنھین عبادت و ریاضت سے فرصت ہی نہین ملتی۔ دُنیا کیطرف مطلق توجہ نہین کرتے۔ برس مین صرف ایک دن اس بات کا رکھا ہے کہ اپنی نظر کو آسمان سے ہٹا کے دنیا کی طرف توجہ کرین۔ اس کے سوا اور کسی دِن کوئی اُن سے نہین مل سکتا۔ اور ملے کس سے؟ وہ دنیا مین ہوتے ہی نہین"۔

نو وارد ؛ "یہان کے خادمون اور راہبون مین سے بھی کوئی اُن کے پاس نہین جاتا؟"

راہب ؛ "ہم سب کو بھی اُن کی زیارت برس مین ایک ہی بار ہوتی ہے۔ صرف اُن کے ایک خاص مرید ہین جو پچاس سال سے اُن کی خدمت کر رہے ہین۔ وہی اُن کے خلیفہ و جانشین ہونے والے ہین۔ نائب الشیخ کہلاتے ہین۔ اور اُن کے پاس آتے جاتے ہین۔ اُنھین کے ذریعہ سے ہمین اُن حضرت اقدس کے احکام مل جایا کرتے ہین"۔

نو وارد ؛ "تو اُن نائب الشیخ صاحب ہی کے ذریعہ سے مقدس مرشد اعظم بزرگ کے پاس اتنا کہلا بھیجیے کہ انطاکیہ کی خانقاہ کے مرشد بونی فیس نے اپنے ایک مرید کو حضور کی خدمت مین بھیجا ہے۔ جو حاضر ہے۔ اور قدمبوسی کا امیدوار رہے"۔

راہب ؛ "یہ پیام آج ہی پہونچ جائے گا۔ لیکن یہان درخت کے نیچے آپ کو تکلیف ہوگی مین مہمان خانے کا ایک اچھا حجرہ خالی کرائے دیتا ہون۔ آپ اُس مین چل کے ٹھہرین"۔

بوڑھے کہن سال نے اس کے جواب کی طرف توجہ نہ کی۔ مگر جب دیکھا کہ راہب جواب کا منتظر کھڑا ہے جاتا ہی نہین۔ تو ایک لاپروائی کی وضع سے کہا "جس بات کا جواب مل چکا ہے اُس کے متعلق دوسرے جواب کا انتظار نہ کیجیے مین جہان ٹھہر گیا ٹھہر چکا۔ اور یہین اچھا ہون"۔

راہب نے اس غیر متوقع جواب کو ناگواری کے ساتھ سُنا۔ اور واپس چلا گیا۔ اب اِس نو وارد بڈھے نے اُٹھ کے خرجین سے ایک لوٹا نکالا۔ اُسے لے کے درختون کے سامنے ہی سامنے اُس چشمہ کے کنارے گیا جو کوہستان سعیر سے آیا ہے۔ اور اس کا پانی محفوظ کرنے کے لیے گرجے اور خانقاہ کے درمیان مین ایک بڑا حوض بنا دیا گیا ہے۔ جس مین سے مختلف نالیون اور موریون کے ذریعے سے پانی گرد کے چمنون اور مزروعہ زمینون کی خیابانون مین تقسیم ہوتا ہے۔ اس حوض کے کنارے بیٹھ کے اُس نے تھوڑا تھوڑا پانی دھونے

پھر لوٹا باہر کے اپنی اقامت گاہ مین واپس آیا خُرجین سے چند خشک چھوہارے نکال کے کھائے سیر ہو کے پانی پیا۔ اور پھر سب چیز دن کو اسی خرجین مین رکھ کے خرجین کو کھینچ کے کمبل کے قریب کیا۔ اور اُس پر بڑے اطمینان کے ساتھ سر رکھ کے سو گیا"

آنکھ لگتے ہی زیتون کا درخت اپنی ٹہنیون اور پتیون سے پنکھا جھلنے لگا۔ گرد کی جھاڑیان خس کی ٹٹیان بن گئین جن مین سے چھن کے وہی لو جس کے جھکوڑے باغ کے باہر فیح جہنم تھے یہان اُسکے حق مین نسیم سحر کے مہمان نوازانہ جھونکے بن گئے خدا جانے کب کا تھکا ماندہ تھا کہ سویا تو ایسا سویا کہ مغرب کا وقت ہو گیا۔ گرجے مین عبادت کے لیے گھنٹہ بجنے لگا۔ تمام راہب خانقاہ سے۔ اور مسافر مہمان خانے سے نکل نکل کے عبادت کے لیے گرجے کی طرف چلے اور وہ غافل پڑا سو رہا ہے۔ آخر وہی راہب جس نے پہلے پہل اُس سے گفتگو کی تھی اُس کے قریب آیا اور پاؤن کے پائتانے کھڑے ہو کے سوچنے لگا کہ جگاؤن یا نہ جگاؤن؟ بوڑھے نو وارد کی خشک مزاجی و متانت کی وجہ سے جگانے کی جرأت نہ ہوتی تھی ڈرتا تھا کہ برہم و برافروختہ نہ ہو جائے۔ مگر جگانے کی کچھ ایسی شدید ضرورت تھی کہ دل مضبوط کر کے کئی بار پکارا۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ تب جھک کے آہستہ سے اُس کا پاؤن دبایا۔ درشت مزاج بوڑھے نے چونک کے آنکھ کھولی۔ اور پوچھا "کیا ہے؟"

راہب" شام ہو گئی۔ اور عبادت کا وقت آ گیا۔ گرجے مین تشریف لے چل کے شریک عبادت ہو جیے"

اس کے جواب مین تازہ وارد بوڑھے نے آہستہ سے کہا "عبادت! آہ عبادت! کاش اُس مین مزہ آتا۔ اور اُس سے دل کو اطمینان ہوتا! جھٹ پٹ اُٹھ کے بغیر اس کے کہ راہب سے کوئی بات کرے خُرجین اور کمل کو بے پروائی سے وہین چھوڑ کے نعلین پہنی وہی حوض جس سے پانی لایا تھا اُس پر جا کے پھر ہاتھ منہ دھوئے" اور گرجے مین داخل ہوا۔ جہان محراب قربان گاہ کے سامنے ٹاٹ کے فرش پہ تمام لوگ صفین باندھے مذہبی آداب سے دوزانو بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بائین جانب عورتون کی صفین تھین جن مین سے اکثر تو وہ تھین جو گرجے کی پشت پہ زنانی خانقاہ مین رہتی اور مصروف عبادت و ریاضت رہا کرتی تھین۔ اور کچھ وہ عورتین تھین جو

بھری کے نامی گرامی مقتدا بحیرا کی زیارت کے شوق مین نزدیک و دور کے گاؤن سے آئی تھین۔ اور مہمان خانے کے زنانے حصہ مین ٹھہری ہوئی تھین۔

وہ راہب جو اس بوڑھے مہمان کو جگا کے لایا تھا اُسے سہ نشین سے جو تھی صف مین ایک کونے پر بٹھا کے خود رُہبان خانقاہ کی صفون مین جا رہا تھا کہ گھنٹہ بجنا موقوف ہوا۔ کئی خادم راہبون نے آکے قربان گاہ پر کی لمبی شمعین روشن کر دین درمیان مین جو بڑی بڑی نقرئی قندیلین لٹک رہی تھین اُن مین زیتون کے تیل کے چراغ لا کے رکھے۔ چاندی کی انگیٹھی جو قربان گاہ پر رکھی تھی اُس مین کوئلے دہکا کے اُن پر لوبان۔ مُرمکی۔ اور عود قماری ڈال کے سارے گرجے کو خوشبو سے مہکا دیا۔

جب یہ سب کام انجام پا چکے تو سہ نشین پر داہنی جانب کی ایک کھڑکی کھلی۔ اور اُس مین سے ایک معمر باوقار راہب نکل کے آیا جو اونٹون کے بالون کا شتری کرتا پہنے تھا۔ اُس کے سر پر بہت لمبے کھچڑی بال تھے۔ جو تیل مین ڈوبے اور شانون اور پیٹھ پر بکھرے ہوے تھے۔ چہرے کا حصۂ زیرین جو سر کے بالون کی دست برد سے باہر تھا اُسے چوڑی ابلق ڈاڑھی جو سینے پر ایک بغل سے دوسری بغل تک پھیلی ہوئی تھی اپنی متانت و تقدس کے آغوش مین لیے تھی۔ ڈاڑھی کے نیچے سے زیتون کی لکڑی کی ایک بڑی بھاری سیاہ چوبی صلیب لٹکی ہوئی تھی! اور قلب کے اوپر اس طرح قائم تھی کہ راہب نہ کو ہزار ہلے ڈولے وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتی۔ صلیب کے اوپر یہ مقدس راہب زیتون کے بڑے بڑے دانون کی تسبیح گلے مین ڈالے تھا۔ پاؤن مین دمشقی سوتی کپڑے کا سیاہ تہمت تھا۔ اور ان سب کپڑون پر وہ ایک خاکستری رنگ کا کمل اوڑھے تھا جس کے آنچل سنبھالے نہ سنبھلتے تھے۔

اس راہب نے آتے ہی تھوڑا سا لوبان آگ پر ڈالا۔ اور حاضرین کی طرف رخ کر کے بہت ہی خضوع و خشوع کے لہجے اور رقت قلب کی آواز مین کہا "پاک و مبارک ہے باپ! پاک و مبارک ہے بیٹا! اور پاک و مبارک ہے روح القدس! باپ جو ازلی خدا ہے۔ بیٹا جو جسمانی صورت دنیوی افعال اور مریم عذرا کا جنا ہونے سے منزہ[عہ] و پاک ہے۔

عہ یہ نسطوری عقیدے کے مسیحی تھے جن کا عقیدہ تھا کہ جسمانی مسیح اور مریم عذرا کا بیٹا خدا اور خدا کا بیٹا نہ تھا۔ بلکہ ابن اللہ جسم و جسمانی امور سے منزہ تھا۔

جو خالص روح۔ بے عیب نور۔ اور سارے گنہگاروں کا نجات دہندہ ہے۔ روح القدس جو ہمارے پاس علم اور ہدایت کی برکتیں لاتا ہے۔ اور ہر لغزش کے وقت ہمارا ہادی و رہبر رہتا ہے۔ آمین!"

ساتھ ہی تمام حاضرین نے آمین کہی۔ اس کے بعد اُس نے درد اور سوز و گداز کی آواز میں زبور کی ایک معرفت کی غزل گائی۔ اور سجدے میں گر پڑا۔ اُس کے ساتھ ہی تمام عبادت گزار حاضرین بھی سجدے میں گرے اور راہب نے سجدے میں یہ دعا پڑھی:—

"اے عظمت و طاقت اور جلال و کمال کے خدا! خداوند آسمان و زمین! ہم تیرے آگے زمین بوس ہیں! سربسجدہ ہیں! اور سجدے میں تیری حمد کرتے ہیں! صدق دل سے تیری نعمت و ہدایت کا شکر بجا لاتے ہیں! ہم تیرے فرزند مسیح کی تعریف کے گیت گاتے ہیں! مگر وہ مسیح نہیں جو جسم تھا۔ جو انسانوں میں آیا اور اُٹھا بیٹھا تھا۔ جو مریم عذرا سے پیدا ہوا تھا۔ بلکہ وہ روحانی مسیح جو عالم کا نور۔ جو ہمارا ہادی اور نجات دہندہ ہے۔ جو دنیوی کثافت اور مخلوقیت کے تعلقات سے منزہ و مبرا ہے۔ ہم تیرے مقدس رسول و ہادی نسطوریوس کو سچا مانتے ہیں۔ تجھے اور تیرے بیٹے اور روح القدس کو اسی کی نظر سے دیکھتے اور اُسی کی ہدایت کے موافق مانتے ہیں۔ ہمیں برکت دے! ہمیں دنیا کی آلائش سے پاک کر! ہمیں دولتمندی و حکومت کی لغزشوں سے بچا! آمین!"

سب نے باواز بلند آمین کہی۔ اور اُٹھ بیٹھے۔ اسی کارروائی پر عبادت ختم ہو گئی۔ اور سوا چند ریاضت کیش عابدوں کے جو بڑی بڑی تسبیحیں نکال کے وظیفوں میں مشغول ہو گئے۔ سب اُٹھ اُٹھ کے باہر جانے لگے۔ مگر وہ مقتدا جس نے نماز پڑھائی اپنی جگہ پہ خاموش کھڑا تھا۔ لوگوں کا ہجوم کم ہو رہا تھا کہ وہی راہب جو کہن سال تازہ وارد کو جگا کے لایا تھا۔ اُس امام عبادت کے سامنے آ کے کھڑا ہو گیا۔ گویا کسی حکم کا منتظر تھا۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد اُس کا اشارہ پا کے دوڑتا ہوا اُس بوڑھے مہمان کے پاس آیا۔ اور کہا، ہمارے نائب الشیخ مقدس ولی استفانوس آپ کو بُلاتے ہیں۔ بوڑھا راہب یہ مژدہ

سنتے ہی اپنے معمولی سکون و متانت کے ساتھ استفانوس کے قریب گیا۔ اس کے آگے سجدہ کیا۔ اور ادب سے دست بستہ شہ نشین کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ استفانوس اُتر کے اُس کے پاس آیا۔ اُس کے سر اور پیٹھ پہ اپنا برکت کا ہاتھ پھیر کے کہا "آپ بڑے خوش نصیب ہیں حضرت اقدس بحیرا جو اپنے مقررہ یوم ظہور کے علاوہ سال بھر میں کبھی کسی دن کسی شخص سے نہیں ملتے آپ کو بُلا رہے ہیں۔ اور آج ہی غروب آفتاب کے تھوڑی دیر بعد آپ سے ملیں گے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ وہ آپ کو طالب صادق سمجھتے ہیں"

نو وارد "مجھے اس خوش قسمتی پہ فخر ہے"

استفانوس "حقیقت آگاہ ولی بونی فیس سے جُدا ہوئے آپ کو کَے دن ہوئے؟"

نو وارد "میں حضرت بونی فیس کو دفنا کر کے اور آغوش لحد کے سپرد کر کے اُن کی آخری وصیت کے مطابق اس روحانی دربار میں حاضر ہوا ہوں اُن کی وفات کو تین ہفتہ ہو گئے"

استفانوس۔ (نہایت متاثر ہو کے) "آہ! وہ مسیح کے جوار رحمت میں گئے! اور اب مسیح کی بادشاہت میں ہیں!! ہاہ! میں اب سمجھا مقدس بحیرا نے اسی لیے آپ کا نام سنتے ہی فرمایا وہ بونی فیس کا ایلچی نہیں خود بونی فیس اور اُن کا قائم مقام ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی نورانی آنکھوں سے اُنھوں نے انتقال کے اس عظیم الشان سانحے کو دیکھ لیا"

یہ فقرہ سُن کے تمام خوش عقیدہ حاضرین نہایت ہی جوش عقیدت سے چلا اُٹھے۔

"بیشک ہمارے مقدس مقتدا بحیرا ولی کامل ہیں۔ اور یہ اُن کی کرامت ہے"

استفانوس "اُن کی ولایت میں کیا شک ہے؟ اُنھیں تمام مخفی باتوں کی خبر ہو جاتی ہے۔ دیکھو یہاں ابھی تک کسی کو خبر نہیں ہے۔ مگر اُنھیں حضرت ولی بونی فیس کے سفر آخرت کی خبر ہو گئی"

ایک راہب "کیوں نہ خبر ہوتی؟ ساری دنیا میں اب اُن سے بڑا کوئی ولی نہیں ہے"

اس کے بعد استفانوس نے اُس راہب کی طرف دیکھ کے جو تازہ وارد مہمان کو بُلا لایا تھا کہا "انوسنٹ حضرت اقدس ایک گھنٹہ میں اپنے وظیفے سے فارغ ہو جائیں گے۔ اُس وقت تم ان بزرگ کو لے کے میرے حجرے میں حاضر ہو جانا"

انوسنٹ۔ (ادب سے سینہ پر ہاتھ رکھ کے اور جھک کے) "جو ارشاد ہوا"

یہ کہہ کے استفانوس شہ نشین پر گیا اور جس کھڑکی سے آیا تھا اُسی کو کھول کے واپس چلا

گیا۔ اور اُس کے جانیکے بعد وہ کہن سال مہمان اپنے رفیق انوسنٹ کے ساتھ اُسی زیتون کے درخت کے نیچے آیا جہان اُسکی کملی بچھی ہوئی تھی لیکن اس خبر کے مشہور ہوجانے سے کہ اس خانقاہ کے مقتداے اعظم اور دنیا کے سب سے بڑے دلی کال بچیرانے اس تازہ وارد بوڑھے راہب کو "طالب صادق" بتایا اور اپنی وضع کے خلاف آج رات کو اُسے زیارت وقدمبوسی کی عزت دین گے ہر شخص کا خیال اس بوڑھے کیطرف متوجہ ہوگیا تھا۔ اس پر ادب وعظمت کی نگاہین پڑتین۔ لوگ دور ہی دور سے کھڑے ہو کے اس کی زیارت کرتے۔ اور اُسے انسانیت کے درجے سے مافوق خیال کرتے۔ مگر وہ بے پروا بے فکر۔ بے اندیشہ اور خاموش اپنی خرجین کے پاس بیٹھا تھا۔

زیارت

اگرچہ اسوقت آدھ کٹا چاند افق مشرق سے بلندی پر چمک رہا تھا۔ اور اس کی روشنی نے زیتون کی پتیون مین سے چھن چھن کے زمین پر ایک نورانی مشجر کا قالین بچھا دیا تھا۔ مگر پھر بھی اندھیرا تھا۔ جسے دیکھ کے انوسنٹ نے پھر ایک بار اس بات کی کوشش کی کہ بوڑھے مہمان کا بچھونا یہان سے اُٹھا کے اپنے مہمان خانے یا خانقاہ کے کسی حجرے مین بچھا دے۔ اور کہا "اب رات کو یہان سونا مناسب نہین۔ کیڑے مکوڑون کا ڈر ہے۔ یہان سردی بھی زیادہ ہوگی۔ اور آپ کے ایسے طالب صادق کا یہان رہنا ہمارے اور ہماری خانقاہ کے حق مین باعث بدنامی ہوگا لوگ کہین گے کہ ایسے محترم بزرگ کی خدمت نہ کر سکے"۔

مہمان "(تامل کے بعد اور ناگواری کی آواز مین) "مجھے نہ کسی چیز کا اندیشہ ہے اور نہ کسی بات کی تکلیف۔ اور جب مین اپنی خوشی سے یہان رہونگا تو خانقاہ کی بھی بدنامی نہین"۔

یہ جواب ایسی ناگواری کے ساتھ دیا گیا تھا کہ انوسنٹ کو کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی خاموش واپس چلا گیا۔ اُس کے جانے کے بعد اس شخص نے خرجین کھول کے چار خرمے کھاے۔ لوٹے سے پانی پیا۔ اور دوزانو بیٹھ کے عبادت روحانی ریاضت مین مشغول ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے آہستہ آہستہ "او مسیحا"، کی ضربین لگانی شروع

کی تھین کہ انوسنٹ نے آکے کہا "ایک گھنٹہ ہو گیا۔ ولی استفانوس کے پاس تشریف لے چلیے!!"

بوڑھے طالب صادق نے اس کا جواب تو کچھ نہین دیا۔ مگر چند منٹ مین سلسلۂ عبادت کو ختم کر کے خاموشی کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور انوسنٹ کے ہمراہ چاندنی کی روشنی مین خانقاہ کیطرف روانہ ہوا۔ اُس کی عالیشان سہ منزلی عمارت گرجے کے پاس ہی تھی قریب پہونچا تو اس مین سے مختلف قسم کی ریاضتون کی آوازین سنائی دینے لگین بعض راہبون کی وظیفہ خوانی سے شہد کی مکھیون کے بھنبھنانے کی سی دھیمی اور مسلسل آوازین آرہی تھین بعض زبور کی مناجاتین بلند آواز سے گا رہے تھے بعض بڑے زور و شور سے "حضرت مسیح" "روح القدس" اور دیگر حواریون اور ولیون کے نامون کی ضربین لگا رہے تھے۔ ان آوازون کو سن کے جہان دیدہ بوڑھے نے دل مین کہا "یہ علم روحانی اور خداشناسی کی اچھی تعلیم گاہ معلوم ہوتی ہے۔ بیشک اب اگر کچھ حق پرست ہین تو انھین نسطوریون مین ہین۔ باقی سارے مسیحی تو دنیا کا در ہوا وہوس کے بندے نظر آئے۔ کیا اچھا ہوتا کہ مین جس چشمۂ ہدایت کی جستجو مین مارا مارا پھرتا ہون وہ مجھے یہان مل جاتا۔ لیکن امید تو قوی ہے کہ سرمدی زندگی بخشنے والے آب حیات کا چشمہ یہین ملے گا۔ اور ولی بونی فیس کا کہنا اگر پورا ہوا تو مین محروم نہ رہون گا!!"

دل سے اتنی باتین کہنے پایا تھا کہ خانقاہ کے پہلو مین ایک دروازے پر رک کے انوسنٹ نے کہا "ادھر چلیے۔ یہ زینہ ہے۔ جو خانقاہ کے عام حجرون سے الگ ہی الگ سیدھا اوپر تک چلا گیا ہے۔ دوسری منزل پہ نائب الشیخ استفانوس کا حجرہ ہے۔ اور تیسری منزل پہ ہمارے حضرت اقدس تشریف رکھتے ہین۔ مین آپ کو نائب الشیخ کی خدمت مین پہونچائے دیتا ہون۔ وہ جب مناسب سمجھین گے آپ کو اوپر حضرت شیخ کی درگاہ مین لے جائین گے۔ مگر مجھے اپنی آنکھون اور پیشانی کا ایک ایک بوسہ لے لینے دیجیے۔ اس لیے کہ یہ مبارک آنکھین حضرت اقدس کا جمال اطہر دیکھین گی اور یہ خوش نصیب پیشانی اُن کی چوکھٹ کو مس کرے گی" یہ کہتے ہی بلا انتظار جواب اُس نے اپنے بوڑھے ساتھی کی آنکھین اور پیشانی چوم لیں۔

اور اُسے سے لے کے زینے پر چڑھنے لگا۔

پہلی منزل پر نائب الشیخ دلی استفانوس سے ملاقات ہوئی۔ جو اس کے منتظر تھے۔ بوڑھے ساح نے قدمبوسی کا ارادہ کیا تو استفانوس نے پکڑ لیا۔ اور اُس کا جھریاں بھرا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے کے کہا "خود مجھے آپ کے قدم چومنے چاہیے۔ اور مجھے اس بات کا فخر ہے کہ ان آنکھون کو ایک ایسے جویاے حق کی زیارت ہوئی جسے ہمارے حقیقت شناس مُرشد "طالب صادق" فرماتے ہین۔ بس اب دیر نہ کرنی چاہیے۔ حضرت اقدس آپ کے منتظر ہین" یہ کہہ کے اُس نے خادم راہب آنوسنٹ سے کہا تم یہین ٹھہرو مین ابھی آتا ہون۔ اور بوڑھے جویاے حقیقت کے ساتھ اپنے حجرے سے نکل کے زینے پر چڑھنے لگا۔ دس بارہ زینے طے ہوے تھے کہ ٹھہر گیا۔ اور بوڑھے ہمراہی کے کان مین کہا "آپ یہان ذرا توقف فرمائین مین دیکھ آؤن کہ حضرت اقدس کیا کر رہے ہین" پھر جوتیان اُتار کے نہایت آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا دو زینے اوپر چڑھا۔ اور داہنی طرف ایک چھوٹی سی کھڑکی مین غائب ہو گیا۔ دو تین منٹ کے بعد اُسی طرح آہستہ آہستہ واپس آیا اور بوڑھے نووارد کے کان مین کہا "تشریف لے چلیے۔ مگر اس کا خیال رہے کہ عبادت و ریاضت اور خلوص تنہائی نے حضرت مُرشد کو نہایت ہی نازک دماغ بنا دیا ہے۔ بلند آواز کی ذرہ ابھی تاب نہین لا سکتے۔ چلنے مین احتیاط رکھیے گا کہ پاؤن کی چاپ نہ سُنی جائے۔ اور گفتگو بھی بہت آہستہ کیجیے گا"۔

نووارد۔ (اسی طرح کان مین) "مجھے خود ہی اس کا خیال ہے۔" اب اس نے مشتاق زیارت نے بھی نعلین اُتار ڈالین۔ اور دونون ننگے پاؤن آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے ہوے اُس کھڑکی مین داخل ہوے۔ جہان ہمارے طالب صادق نے شوق و اضطراب کی نگاہون سے دیکھا کہ ایک وسیع حجرہ ہے جس کی چارون دیوارون مین چار بڑی بڑی سیاہ صلیبین بنی ہوئی ہین۔ اور اُن کی گہری چمکتی ہوئی سیاہی ایک مہیب اثر کے ساتھ آنکھون سے گھس کے دل و دماغ پر چھائی جاتی ہے۔ کھونٹی پر ایک بڑی موٹے موٹے دانون کی تسبیح لٹک رہی ہے۔ جس مین دانون کے مناسب مقدار کی ایک چوبی صلیب ہے۔ زمین پر کھجور کی چٹائی کا فرش ہے۔ اور اُس پر ایک بچھا ہوا ایک سیاہ کملی پر ایک نہایت ہی بڈھا پیر فانی اپنے لمبے لمبے

سفید بالون کے غلاف مین لپٹا ہوا اسی طرف رخ کیے بیٹھا ہے۔ اور اس کی تیز اور نورانی آنکھین چنگاریون کیطرح چمک رہی ہین۔ گویا کسی شعلۂ وحدت مین جلے ہوے کی راکھ کا ڈھیر ہے جس پر عرفان کی دو شمعین چمک رہی ہین۔ سر برہنہ ہے۔ اونٹ کے بالون کا ایک خاکستری کرتا جسم مین ہے۔ اور ایک سیاہ لنگی پاؤن مین لپٹی ہوئی ہے۔ نووارد پیر کہن سال کے دل پر اس مقدس و محترم صورت کا جو وفور تقدس سے ایک خیالی پیکر نور معلوم ہوتی تھی بڑا اثر پڑا۔ اور بے اختیاری کے جوش سے اُس کے سامنے زمین پر گر کے سجدہ کرنے لگا۔ اُس پیر فانی نے جو کہ اُس عہد کا مشہور ولی بحیرا تھا اُس کی اس حرکت کو ناگواری کی نظر سے دیکھ کے کہا "مخلوق کا سجدہ نہ کرو! اور آگے آؤ۔" اب مشتاق زیارت نے آگے بڑھ کے اُس کے خشک اور سوکھے ہوے قدم چومے۔ ادب سے سر جھکا کے دوزانو بیٹھ گیا اور پھر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ نائب الشیخ استفانوس اُسے اِس نازک اور خوفناک مقام مین تنہا چھوڑ کے چلا گیا ہے۔

نووارد مہمان کو خاموش دیکھ کے بحیرا نے کہا "مجھے تمھارے مرشد بونی فیس کے وصال کی خبر سُن کے بڑا افسوس ہوا۔ وہ دنیا مین غنیمت تھے۔ اور اس پُر فتن زمانے مین پھر ایسے ولی کے پیدا ہونے کی امید نہین"

مہمان "مین تو اُن کا ایک ادنیٰ خادم تھا۔ خدا نے ایسی حقیقت بین نظر ہی نہین دی ہے کہ عالم معرفت مین اُن کا درجہ دیکھ سکون۔ حضرت ہی اُن کا اصلی مرتبہ اور درجہ جان سکتے ہین۔ ع۔ ولی را ولی می شناسد"

بحیرا "وہ میرے دوست تھے۔ مدرسہ حقیقت شناسی مین ہم دونون ایک ساتھ شریک ہوے تھے۔ اور دونون کا مذاق ایک ہی سا تھا" اتنا کہہ کے بحیرا رُک گیا۔ اس لیے کہ ضعف نے زبان روک دی اور دم لینے پر مجبور تھا۔ جب ذرا سکون ہو لیا تو کہا "خیر اب بتاؤ کہ بونی فیس نے تمھین کس لیے میرے پاس بھیجا ہے؟"

مہمان "حق کی جستجو اور اس قلب غیر مطمئن کو اطمینان دلانے کے لیے مین نے دس سال کامل اُن کی خدمت کی۔ وہ مجھے اپنے تمام مریدون سے زیادہ عزیز رکھتے

تھے۔ اور مجھے سچا جویاے حقیقت جانتے تھے۔ جب اُنھون نے دیکھا کہ میری آرزو اُن کی خدمت مین بھی پوری نہ ہوئی تو اپنے وصال سے ایک مہینہ پہلے مجھے حکم دیا کہ اب تو بُصریٰ کے شیخ طریقت بحیرا کے پاس جا۔ اس لیے کہ آج کل کی ساری دنیا ظلمات ہے۔ اور اس ظلمات مین جس شمع کی روشنی مین تجھے نجات کے آبحیات کا چشمہ مل سکتا ہے۔ وہ بُصریٰ مین روشن ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ آپ کو اُن کا سلام پہونچا دون "

بحیرا۔ (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) "خیر۔ اُن کے سلام کے جواب مین تو مین اُن کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہون۔ مگر تم اپنی کیفیت بیان کرو کہ کون ہو؟ کیونکر اور کس بات کی آرزو دل مین لیے ہوے اُن کے پاس آئے تھے؟ اور وہ کون سی تمنا تھی جس مین ناکام رہے ہے "

کہن سال مہمان۔ "حضرت اس غلام کی سرگزشت بہت ہی لمبی اور ناکامیون اور نامرادیون والی بے لطف و بے نتیجہ طومار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ حضور اُسے سُن کے پریشان ہون "

بحیرا۔ "نہین مین شوق سے سنون گا۔ تم بیان کرو "

جویاے حق

دنیا کے اتنے بڑے مقتدا اور ولی کامل کو اپنے حال پر مہربان اور اپنی پُراسرار زندگی کا جویا دیکھ کے کہن سال بوڑھے نے اپنی سرگزشت بیان کرنا شروع کی کہ:—

حضور مین علاقۂ رام ہرمز کے شہر جیز کا (جو موجودہ اصفہان کے قریب تھا) رہنے والا ایک پارسی نژاد شخص ہون میرا اصلی نام "ماہبہ" ہے اور میرے والد کا نام بوذرخشان تھا جو اس گاؤن کے دہقان (سردار) تھے۔ اور اپنے آپ کو آل ساسان مین سے اور موجودہ تاجدار فارس کا رشتہ دار بتاتے تھے۔ عقیدے اور مذہب کے اعتبار سے اپنی قوم اور اپنے وطن کے تمام لوگون کی طرح وہ مجوسی تھے۔ اور اپنے دین کا اس قدر پاس و لحاظ تھا کہ باوجود گاؤن کی حکومت اور دولتمندی کے اُنھون نے دنیوی کاروبار اور سرداری و حکومت سے بے پروا ہو کے شہر "جیز" کے مشہور پُرانے آتش کدے کی خدمت کرنا اپنا فرض قرار دے لیا تھا۔

اور نہایت ہی اہتمام پابندی اور جوش عقیدت کے ساتھ آگ اور اجرام فلکی کی پرستش کیا کرتے۔

مین اُن کا اکلوتا نازپرودہ بیٹا تھا۔ مجھے بہت ہی عزیز رکھتے۔ اور اِس کو بھی گوارا نہ کرتے کہ مجھے باہر کی ہوا لگے۔ چنانچہ مجھے اُنھون نے لڑکیون کی طرح گھر مین بٹھا کے پالا۔ نہ کہین آنے جانے دیتے اور نہ کسی سے ملنے جلنے دیتے۔ گھر کے اندر ہی مین نے زبان فارسی حاصل کی اور اپنے خاندانی مذہب زرتشتی کے عقائد کی تعلیم پائی۔ اور اپنے باپ کے ساتھ مین بھی آتشکدے مین جا کے اُس آگ کی پرستش کیا کرتا جو کبھی نہ بجھتی تھی۔ اور ہمیشہ روشن رہا کرتی۔ یہان تک کہ مین آگ کا اچھا پوجاری ہو گیا۔ اور اس قابل ہوا کہ اپنے باپ کے بعد مین ہی آتشکدے کا خادم منتخب کیا جاؤن۔

والد نے اپنے خاندان کی خبرگیری کے لیے تھوڑی سی کھیتی کر رکھی تھی جس کی دیکھ بھال کے لیے اُنھین اکثر آنا جانا پڑتا۔ اتفاقاً اُنھون نے ایک مکان بنوانا شروع کیا اور اب اس زیر تعمیر مکان کی مرمت کی نگرانی بھی کرنا پڑی جس کی وجہ سے کھیتون کی دیکھ بھال مین کمی ہوئی۔ اور اندیشہ ہوا کہ بے پروائی سے کھیتون کی فصل خراب نہ ہو جائے۔ پہلے تو وہ اس دشواری کو خاموشی سے ٹالتے رہے۔ لیکن آخر معلوم ہوا کہ اگر اور چند روز کھیتون کی طرف توجہ نہ کی گئی تو وہ غارت ہو جائین گے۔ اس مجبوری سے اُنھون نے ایک دن مجھ سے کہا کہ "مین تو مکان کی مرمت مین پھنسا ہوا ہون تم ذرا جا کے کھیتون کو دیکھ آؤ۔ مگر دیکھو جلدی واپس آ جانا۔ اگر تمھین دیر لگی تو مین اور تمھاری والدہ پریشان ہون گی۔" باپ کا یہ حکم سُن کے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اس لیے کہ جس قدر مین باہر کی آمد و رفت سے روکا گیا تھا اسی قدر مجھے باہر کی سیر کا شوق تھا۔ کپڑے پہنے اور خوشی خوشی کھیتون کی طرف روانہ ہوا۔

راستہ مین مجھے ایک نئی وضع کا بڑا مکان نظر آیا۔ جو مسیحیون کا گرجا تھا اور اتفاقاً اُس وقت عیسائی لوگ ہر طرف سے آ آ کے عبادت کے لیے جمع ہو رہے تھے۔ مجھے اُن کا جوش عقیدت سے آنا۔ اور ادب و تعظیم سے اُس مکان مین جانا

اچھا معلوم ہوا۔ سیر دیکھنے کے لیے مین بھی اُن کے ساتھ اُس گرجے مین چلا گیا۔ وہ لوگ اپنی اُس عبادت گاہ مین مجھ سے بہت ہی اچھی طرح پیش آئے۔ اُن کے مقتدا نے مجھے محبت اور پیار سے اپنے پاس بٹھایا۔ میری تسلی و دل دہی کی۔ اور کہا ہمارے عبادت خانے کے دروازے ہر شخص کے لیے چاہے کوئی ہو۔ کسی حیثیت کا ہو۔ اور جس کیش و آئین کا ہو ہر وقت کھلے رہتے ہین۔ اس بات کو مین نے تعجب سے دیکھا۔ اور پسند کیا ہم اپنے آتش کدون مین کسی غیر کو آنے نہ دیتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ غیر مذہب لوگون کے آنے سے ہمارا عبادت خانہ ناپاک ہو جائے گا۔ اور ہم پر پاک نہاد کا غضب ہو گا۔

غرض مین نے مسیحیون کو اُن کے گرجے مین عبادت کرتے دیکھا۔ اور اُن کے طرز عبادت اور اُن کے دلی جوش عقیدت کو حد سے زیادہ پسند کیا۔ عبادت کے بعد بھی اُن مین کے کئی آدمی اور اُن کا مقتدا مجھ سے باتین کرتے۔ اور مجھے اپنے عقیدے اور اعمال و عبادت بتاتے اور سمجھاتے رہے۔ اُنھون نے انجیل کی بہت سی عبارتین سنا کے مجھے سمجھائین۔ اور مین اُن کے سراپا محبت و خلوص اخلاق سے ایسا مسرور و محظوظ ہوا کہ بجائے باپ کی کھیتی کا معائنہ کرنے کے شام تک اُنھین لوگون مین بیٹھا رہا۔ اُن کا دین مجھے اس پہلی ہی صحبت مین اس قدر سچا اور اچھا معلوم ہوا کہ دل گواہی دینے لگا کہ عالم آخرت مین اگر گناہون سے نجات مل سکتی ہے تو اسی دین کے ذریعہ سے۔ مین نے اُن سے پوچھا کہ "تمھارے اس دین کا اصلی مرکز کہان ہے؟" اُنھون نے کہا "ارض یہودا مین"۔ مین نے ذرا سوچ کے پوچھا "اور اگر یہان کا کوئی شخص اس سچے دین کو حاصل کرنا چاہے تو کیا کرے؟ اور کہان جائے؟" اُنھون نے بتایا کہ "وہ ملک شام مین چلا جائے"۔ اس لیے کہ ساسانی قلمرو مین اس کی قطعی ممانعت تھی کہ کوئی پارسی شخص جو دین زرتشتی کا پیرو ہو عیسائی بنایا جائے۔ اور اگر ایسا کبھی ثابت ہو جاتا تو وہ عیسائی ہونے والا اور اُس کو عیسائی کرنیوالا دونون نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کر ڈالے جاتے۔

اب شام ہو گئی تھی۔ اور مجھے خیال آیا کہ والد میرے غائب رہنے سے بہت پریشان ہون گے۔ گھبرا کے گرجے سے باہر نکلا۔ اور گھر کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ مین مجھے

اپنے والد کے چند خدام و احباب سے جو میری تلاش مین دیر سے مارے مارے پھرتے تھے اُن سے معلوم ہوا کہ جب مجھے دیر ہوئی تو اُنھون نے میری تلاش مین چارون طرف آدمی دوڑائے۔ اُن سے یہ سُن کے مین ڈرتا ہوا گھر پہونچا۔ اور والد نے میری صورت دیکھتے ہی کہا،"تم کہان جا کے بیٹھ رہے تھے کہ مجھے اور سارے گھر کو پریشان کر دیا؟ اور لوگ تمھاری تلاش مین خدا جانے کہان کہان مارے مارے پھر رہے ہین"۔

مجھے چونکہ جھوٹ بولنے کی عادت نہ تھی اُن سے صاف صاف بیان کر دیا کہ مین کھیتون تک نہین پہونچ سکا۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ راستہ مین مجھے عیسائیون کا ایک گرجا ملا جس مین وہ لوگ عبادت کر رہے تھے۔ سیر کرنے کے لیے مین اُن کے گرجے مین چلا گیا۔ اور اُن لوگون سے ملا۔ مجھے اُن کی عبادت کا طریقہ بہت ہی بھلا معلوم ہوا۔ اور اُن سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا کہ انسان کو نجات کا راستہ اُنھین کے ذریعہ سے مل سکتا ہے"۔ والد نے کہا،"بیٹا یہ تمھاری ناتجربہ کاری ہے۔ بھلا تمھاری قوم اور تمھارے آبا و اجداد کے دین سے اچھا کوئی دین ہو سکتا ہے؟ ہمارا دین اُن کے مذہب سے بہت اچھا ہے"۔ مین نے ضد کے لہجے مین کہا،"مین تو ہرگز نہ مانون گا۔ اُن لوگون مین جو خلوص ہے اور جیسی یکدلی و تہذیب سے وہ عبادت کرتے ہین۔ ہمارے پارسیون مین اُس کا عشر عشیر بھی نہین ہے"۔

میرا یہ جواب سنتے ہی والد کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہو یہ کمسن لڑکا عیسائی ہو کے میرے ہاتھ سے جائے۔ حکم دیا کہ مین پھر کبھی عیسائیون سے نہ ملون۔ مین نے اس حکم کے ماننے سے انکار کیا تب اُنھون نے مجھے گھر مین قید کر دیا۔ اور میرے پاؤن مین زنجیرین ڈالدین۔ اُن کے اس تشدد نے مجھ مین اور ضد پیدا کر دی اور دل مین ٹھان لی کہ جستجوے حق سے رد کئے مین ایسا ہی جیسے کہ ان باپ اور گھر بار سب کو چھوڑ دون گا۔ وطن کو خیرباد کہہ دون گا اور اطمینان کے ساتھ اس کا پتہ لگاؤن گا کہ حق کہان اور کن لوگون سے مل سکتا ہے۔ اور اگر ملک شام مین بھی نہ ملا تو ساری دنیا کی خاک چھانون گا۔ اور جس طرح بنے گا معاد و نجات کے معاملے مین اپنے دل کو مطمئن کرون گا۔

میری خوش قسمتی سے اس اسیری کے زمانے مین چار پانچ ہم سن دوستون اور بچپن کے رفیقون کو مجھ سے ہمدردی ہوگئی۔ جن کو والد نے مجھ سے ملنے کی اجازت تو اس لیے دی تھی کہ وہ بحث مباحثہ کر کے مجھے قائل و معقول کرین۔ اور میرے دل کو مسیحیت کی طرف سے پھیر دین۔ مگر اُن سے روز روز لڑنے جھگڑانے اور بحث کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہان بعض متعصب دوست میری جانی دشمن اور میرے خون کے پیاسے ہوگئے۔ وہان دو ایک میرے ہم خیال بھی ہو گئے۔ جنھین یقین آ گیا کہ مین ہی حق پر ہون۔ اور اُنھون نے اکیلے مین مجھ سے ہمدردی اور ہر قسم کی مدد دینے کا وعدہ کیا۔ مین نے اُن سے کہا ,, اگر تمھین میرے ساتھ دلی محبت ہے اور سچی ہمدردی ہے تو میرا اتنا کام کرو کہ کسی دن چھپ کے اُسی گرجے مین نصرانیون کے مقتدا سے جا کے ملو اور میرا پیام پہونچا دو کہ مجھے تمھارا دین اچھا اور بر حق معلوم ہوا۔ جس کی وجہ سے مین عذاب مین مبتلا ہون۔ اور زنجیرون مین باندھ کے بٹھا دیا گیا ہون۔ مگر دل مین یہی ٹھان لی ہے کہ جسطرح بنے گا حق کی جستجو کرون گا۔ آپ لوگ میرے حال پر اتنی مہربانی کرین کہ جس دن کوئی شام کا قافلہ جانیوالا ہو مجھے پہلے سے خبر کر دین تاکہ آزادی کا پورا بندوبست کر کے مین آپ کے پاس چلا آؤن اور اُسی قافلے کے ساتھ ارض شام کی راہ لون،، میری اس درخواست کو مقتداے نصاریٰ نے قبول کیا اور وہ لوگ نہایت ہی ستعدی سے میری مدد اور کفالت کے لیے تیار ہو گئے۔ قافلے کی روانگی سے تین دن پہلے اُنھین ہمدرد دوستون کے ذریعے سے مجھے قافلہ کی تیاری کی خبر کر دی۔ انھون نے اسی قدر نہین کیا بلکہ ایک سوہن ایک سنسنی اور ایک لوہا کاٹنے کی قینچی چھپا کے میرے پاس بھیجدی تاکہ موقع پا کے مین اپنے پاؤن کی زنجیرون کو کاٹ سکون۔ اور یہ کہلا بھیجا کہ ,, پرسون کے عوض کل ہی یعنی قافلے کے روانہ ہونے سے ایک دن پہلے ہی تم نکل آؤ۔ ہمارے جانباز مسیحی تمھارے مکان کے اردگرد موجود رہین گے۔ تاکہ جیسے ہی گھر سے نکلو تمھین اپنی حفاظت مین لے کے قافلے تک پہونچا دین۔

اُن کا یہ پیغام سنتے ہی مین خدا کا شکر بجا لایا۔ اور دل مین کہا کہ اب مین آزادی کے ساتھ دنیا کی خوب سیر کرون گا۔ اور جو زندگی لڑکپون کی سی خانہ نشینی مین گذری ہے اُس کا خوب ہی معاوضہ ہو جائے گا۔ سچ یہ ہے کہ بچپن مین مجرمون کی طرح

قید رہنے کی وجہ سے مجھ مین سیر و سیاحت کا ایسا حد سے گزرا ہوا شوق پیدا ہوگیا تھا کہ اپنے شوق کو مین کسی طرح ضبط ہی نہ کر سکتا تھا۔ چاہتا تھا کہ چڑیا بنون اور درختون پہ اُڑتا پھرون۔ اور جب اس شوق مین جستجوے حق اور شاہراہ نجات کی دھن بھی پیدا ہوگئی تو پھر مجھے کون روک سکتا تھا؟"

جس رات کو مجھے مقتداے نصاریٰ کا پیام اور اپنی بیڑیان کاٹنے کے آلات ملے ہین اُس کی صبح میرے لیے عجب کشمکش کی صبح تھی۔ اُس وقت میری عمر پندرہ سال سے زیادہ نہ تھی۔ ایک خوش رو و خوش جمال لڑکا تھا۔ اور اُس وقت کا سادہ دل مختلف اور متضاد جذبات سے لبریز ہو رہا ہے۔ ایک طرف سیاحت و حق جوئی کا شوق بیتاب و بیقرار کیے ہوے تھا۔ جی چاہتا کہ اُسی گھڑی زنجیرین کاٹ کے بھاگ کھڑا ہون دنیا کے خوبصورت مناظر۔ پہاڑون کی سر بفلک چوٹیان۔ وادیون کے پھولون سے بھرے ہوے دامن۔ مرغزارون کے مسطح و بے شکن فرش۔ مرغزارون مین آزادانہ اور پھرتیلے وحشیان صحرا چھپانے اور ہر ہر گلبن پر بیٹھ کے داستان عشق چھیڑنے والے طیور میری آنکھون کے سامنے پھر رہے تھے۔ اور اُنھین وادیون کے اندر مجھے نجات اور فلاح آخرت کی سیدھی خوشنما اور روشن سڑک دنیوی خیالات و تشبیہات کے جامے مین نمودار دکھائی دیتی تھی لیکن جب مان کی محبت بھری صورت باپ کی سختیون کی شکل مین نمایان ہونے والی شفقت یاد آتی دل ہچکچانے لگتا۔ قدم کو ایک لغزش سی ہو جاتی۔ پیارے۔ عزیزون دوستون۔ وطن کی دلچسپیون۔ اور اُن تمام چیزون کے چھوٹنے کا خیال کر کے جو بچپن سے آشنا ہو رہی تھین جی بھر آتا۔ آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آتے۔ اور ہمت ہارا ہوا افسردہ دل کہتا "پھر کیا کروگے۔ اس سفر سے باز آجاؤ"۔ لیکن جستجوے حق کا شوق پھر عجیب ولولے اور بیتاب کر دینے والے جوش کے ساتھ دل مین پیدا ہوتا اور پژمردہ دل تر و تازہ ہو کے کہتا "چلو بھی! کہان کا گھر؟ اور کہان کے عزیز؟ عقبیٰ مین کوئی کام نہ آئے گا"۔ دشت نوردی کی ہوا کھانے کی آرزو اور شہرون شہرون کی خاک چھاننے کی تمنا چھوڑ بھی دی جائے تو جستجوے حق کا تقاضا کیون ماننے لگا تھا؟"

غرض سادے دل سینے کے میدان خیال مین ایسے ہی طوفان آتے رہے

اور ایسی چوبائی ہوائین چلا کین۔ مگر شام ہوتے ہوتے وہ سب خیالات نیا منڈیا ہو گئے۔ اور مین سفر کے لیے تیار تھا۔ رات کو جب گھر مین سب لوگ کھا پی کر سو چکے مین نے اپنی زنجیرون کو کاٹا۔ آزاد ہونے کے بعد آہستہ آہستہ جا کے مین نے اپنے پیارے والدین کی سوتی ہوئی صورتین دیکھین۔ آنکھون ہی آنکھون مین اُن سے رخصت ہوا۔ پھر ڈیوڑھی مین آ کے چپکے سے باہر کا دروازہ کھولا۔ باہر نکل کے اُسے پھر آہستہ سے بھیڑا۔ اور اس طرح بھاگا جیسے وحشت کھا کے اور بھڑک کے کوئی چڑیا اپنے آشیانے سے اُڑ جاتی ہے۔

تھوڑی ہی دور پر مجھے وہ مسیحی مل گئے۔ جنھین نصرانیون کے مقتدا نے بھیجا تھا اور میری مدد کے لیے وہ مکان کے آس پاس لگے ہوے تھے۔ میری صورت دیکھتے ہی وہ عجیب خلوص اور سچی محبت کے جوش سے لپٹ گئے۔ پھر میری پیشانی کا بوسہ لیا۔ اور مین ہزار کہتا رہا کہ مین خود اپنے پاؤن سے چلون گا۔ مگر وہ مجھے گود مین اٹھا کے لے بھاگے۔ اور مقتدائے نصاریٰ کے گھر پہونچا دیا جنھون نے میرا منھ چوما۔ میری پیٹھ پر شفقت کا ہاتھ پھیرا۔ میرے گھبرائے ہوئے اور زور زور سے اُچھلنے والے دل کو تسلی دی۔ اور کہا "اب دیر لگانے کا وقت نہین ہے۔ صبح ہوتے ہی گرجے خانقاہ اور سارے مسیحیون کے گھرون کی تلاشی شروع ہو جائے گی اور جب قافلہ روانہ ہو گا تو اس کی بھی نہایت سختی کے ساتھ تلاشی لی جائے گی۔ اس لیے مناسب ہے کہ اُن لوگون کی طرف مخاطب ہو کے جو مجھے لائے تھے) اسی وقت مریم عذرا کے اِس روشن دل فرزند کو جو دراصل ہمارے ہاتھ مین خداوند مسیح کی ایک نہایت ہی قیمتی امانت ہے حفاظت اور اطمینان کے ساتھ ایسی جگہ پہونچا دو جہان تک دشمنون کا ہاتھ نہ پہونچ سکے"۔

اس کے جواب مین میرے لانے والے نے کہا "آپ جہان حکم دین ہم اسی وقت پہونچا دین گے"۔

مقتدا "میری رائے مین ابھی وقت اِن صاحبزادے کو راہبون کے بالکون کا سادہ فقیرانہ لباس پنہا دیا جائے۔ اُس کے بعد میرے دو گدھے موجود ہین۔ ایک پر تم سوار ہو اور ایک پر انھین سوار کراؤ۔ اور اس شہر کو خیرباد کہہ کے روانہ ہو۔ ابھی وقت

کوچ کرچکے ہوتے ہوئے مقام مرش قورین پہونچ جاؤ جو یہان سے بارہ تیرہ فرسخ کی مسافت پر درۂ ہزار بانی کے اندر واقع ہے۔ اور جہان شامی قافلہ یہان سے کوچ کرکے پہلا پڑاؤ ڈالتا ہے۔ قافلہ کل شام کو یہان سے روانہ ہوگا۔ مین قافلہ سالار سے جو ایک فنیقی مسیحی اور میرا دوست ہے کل مل کے کہہ دونگا کہ وہان ان کو اپنے ساتھ لے لے۔ اور انھین پوری حفاظت سے دمشق مین پہونچا دے۔ مرش قورین پہلے تم اکیلے جاکے اُس سے ملنا۔ اگر وہ اپنا اطمینان ظاہر کرکے اُنھین بلائے تو انھین لیجاکے اُس کے سپرد کردینا۔ اگر وہ اُس منزل مین بھی کچھ کھٹکا بتائے تو تم قافلے سے الگ ہی الگ اور ایک منزل آگے چلے جانا۔ بس پھر وہان کوئی کھٹکا نہ رہے گا۔ اور وہ فنیقی قافلہ سالار بڑی خوشی سے اُنھین اپنے ساتھ لے لے گا"

یہ تجویز بتانے کے بعد اُس نصرانی مقتدا نے اپنے خیال کے مطابق میرے کپڑے بدلوائے۔ اور مجھے مسیحی راہبون کا ایک نوعمر مرید بنا دیا۔ دونون گدھے منگوا اور بغیر اس کے کہ مجھے وہان دم بھر بھی ٹھہرنے کا موقع دے۔ رخصت کردیا۔ اور ہم دونون مرش قورین کی طرف روانہ ہوے۔

مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ گھر سے مین اپنے ساتھ کچھ روپیہ پیسہ نہین لایا تھا۔ اُس مسیحی مقتدا نے مجھے کافی مقدار مین سونا چاندی اور کچھ ایرانی دینار دے دیے تھے۔ مگر ان دیناروں سے زیادہ بکار آمد غیر مسکوک سونا اور چاندی ثابت ہوئی۔ اس لیے کہ اسی کا چلن زیادہ تھا۔ اور سلطنتون کے بدلنے سے اُن کی قیمت مین کچھ فرق نہ آتا تھا۔ زاد راہ کے طور پر تھوڑی سی آٹے کی ٹکیان اور پنیر اور ایک تھیلی مین ستو اور بھنے ہوے چاول بھی اُنھون نے ساتھ کردیے۔

اس طرح گھر سے نکلتے ہی مین نے غریب الوطنی کے میدان مین قدم رکھا۔ اور مرش قورین کی راہ لی۔ اور چونکہ قافلہ والون کی تلاش جیزہی مین ہوچکی تھی اس لیے اب یہان تک کوئی اندیشہ نہین باقی تھا۔ قافلہ سالار نے مجھے شفقت اور محبت کے ساتھ لے لیا اور مین نے اس مسیحی رفیق کو خوشی سے رخصت کردیا جو میری حفاظت و رہبری کے لیے یہان تک آیا تھا۔

مختلف خانقاہون کی سیر

کوئی دو مہینے کی صحرانوردی کے بعد مین دمشق مین پہونچا جو شام کا دارالسلطنت ہے۔ وہان کاروان سرا مین ٹھہر کے ایک ایک سے پوچھنے لگا کہ یہان مسیحیون کا سب سے بڑا مقتدا کون ہے۔ لوگون نے لینوس نام ایک بڑے اُسقف اور راہب کا نام بتایا جس کی جانب سے شہر مین بڑے جوش وخروش سے مانطونس کے مذہب کی تبلیغ ہو رہی تھی۔ اور اُسکے سامنے دوسرے مسیحی فرقون کا بازار سرد پڑ گیا تھا۔ مین نام سنتے ہی اُسکے پاس گیا۔ اپنا حال بیان کر کے دلی جوش ظاہر کیا! ور اُسکے مریدون مین شامل ہو گیا۔ اور خاص اُسکی خدمت پر مامور ہوا۔ مین نے ایسی طاعت وریاضت کی کہ وہ مجھ سے بہت خوش ہوا۔ اور سچ یہ ہے کہ ابتدا ئ میرے دل کو بھی اُسکی باتون سے نہایت ہی اطمینان ہوا۔ اور وجہ یہ تھی کہ لینوس کے عقیدے کے مطابق راہبون اور اُسقفون کی کسی پر حکومت نہ تھی۔ سب پیروان ملت یکسان اور ایک ہی درجے پر تھے۔ ریاضت ونفس کشی ہر شخص کے لیے یکسان فرض تھی۔ اس لیے کہ مسیح کی ہزار سالہ بادشاہی مین جس کا خیال پہلے پہل انھین لوگون نے پھیلایا تھا بغیر نفس کشی کے کسی کی رسائی نہ ہو سکتی۔ اور اُس مین رسائی پانا نجات کے لیے ضروری تھا۔ کچھ اپنے اصلی مذہب کے اصول کے ذہن نشین ہونے کی وجہ سے اور کچھ اس لیے کہ دنیا کو مین حقیر وذلیل سمجھتا تھا ان لوگون کی سب باتین مجھے بہت اچھی معلوم ہوئین اس لیے کہ مانطونس نے اگرچہ اپنے آپ کو فارقلیط بتایا تھا جس سے خود نمائی وخود پرستی کی ذرا بو آتی تھی۔ مگر اُس کی مسیحیت یہ تھی کہ نفس کشی ہر شخص پر فرض ہے۔ اسقفون اور راہبون کی حکومت دین کے خلاف ہے۔ ریاضت کے لیے کسی کی تخصیص نہین۔ ہر زن ومرد کو راہب وکاہن بن جانا چاہیے۔ شرع کی پابندی اُن مین بہت ہی بڑھی ہوئی تھی۔ توبہ اُن کے عقیدے مین غیر مقبول تھی۔ شادی کی نسبت یہ کہا جاتا تھا کہ ایک بُرائی ہے جس سے انسان کو مفر نہین۔ نکاح ثانی مرد وعورت دونون کے لیے حرام کاری وزنا کے حکم مین تھے۔ ان اصول وعقائد کو مین نے بہت ہی پسند کیا۔ اور ایسے خلوص دل سے خدمت کی

کہ چند ہی روز مین لینوس کا رازدار بن گیا۔ اُن لوگون کے عقیدے مین انبیا کے مبعوث ہونے کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ اپنی کئی عورتون اور متعدد مردون کو وہ پیغمبر برحق بتاتے جن مین لینوس کا بھی شمار تھا۔ اُس کے دعوے نبوت کو مین دل سے نہ مانتا تھا۔ مگر پھر بھی اُسکی بہت ہی عزت کرتا۔ اور اُس کے اشارے پر چلتا تھا۔

لیکن جب مین اُس سے زیادہ ملا جُلا۔ اور محرم اسرار ہو گیا تو نظر آنے لگا کہ لینوس ظاہر مین جس قدر اچھا نظر آتا ہے باطن مین اُسی قدر بُرا اور ناپاک شخص ہے۔ اُس کا سارا زہد و تقوی ریاکاری تھا۔ لوگون کو خیرات کا شوق دلاتا۔ اور جب وہ خیرات کی رقم لاکے اُس کے سپرد کرتے تو اپنے حجرے مین رکھ چھوڑتا۔ یہان تک کہ ہوتے ہوتے اُس نے اتنی دولت جمع کر لی کہ اُس کے خلوت کے مکان مین ساٹھ مٹھورین سونے اور چاندی سے بھری ہوئی تھین۔ اب مین نہایت پریشان تھا۔ اپنی ناکامی پر افسوس کرتا۔ اور پچھتاتا۔ اور اس سے پیچھا چھڑانے کی فکر مین تھا کہ یکایک وہ بیمار پڑ کے مر گیا۔ لوگ اُس کی میت اُٹھانے کو آئے تو مین نے لینوس کی اصلی حالت سب سے بیان کر دی۔ اور وہ سونے چاندی سے بھری ہوئی مٹھورین لیجا کے اُنھین دکھا دین۔ اس تکلیف دہ راز کے کھلنے سے لینوس کے پیرؤن اور معتقدون کو بُرا معلوم ہوا۔ اور لوگ یکایک اس قدر برہم ہوئے کہ بجاے دفن کرنے کے سب نے اُس کی لاش کو سولی پر لٹکا کے سنگسار کیا۔

اب لوگون نے یوحنا نام ایک متقی و پرہیزگار شخص کو اس کی گدی پر بٹھایا۔ جو زہد و اتقا کے ساتھ بڑا عالم و فاضل بھی تھا۔ اس نئے شخص کو آخرت کا خیال ہر وقت پیش نظر رہتا۔ اور عیش دنیوی سے قطعی متنفر تھا۔ اُس کے پاس مین محض اُسکی نیک نفسی و نیکوکاری کی وجہ سے ٹھہر گیا۔ چند روز کے بعد وہ بھی راہی اجل ہوا۔ اور لوگ مجھے اس کی جگہ پر بٹھانے مین مصر تھے۔ مگر مین نے ہرگز منظور نہ کیا۔ اور اُسکی وجہ یہ تھی کہ اُس پاک سیرت بزرگ سے اُس کے مرنے کے وقت مین نے پوچھا تھا کہ اب آپ کے بعد مین کہان جاؤن؟ اُس نے موصل مین جیروم نام ایک شخص کا پتہ دیا کہ وہ بڑا پاک باز حقیقت ہے۔ چنانچہ اُس کو آغوش لحد کے سپرد کرتے ہی مین نے موصل کی راہ لی۔ اور کوئی ڈیڑھ مہینے مین اس کی خدمت مین حاضر ہو گیا۔

یہ شخص اس مین شک نہین کہ بڑا مرتاض تھا اور نیک نفس عابد زاہد تھا مگر علم و عقل سے بے بہرہ تھا۔ دمشق مین قیام کر کے مین نے توراۃ و انجیل و دیگر صحائف آسمانی کی تعلیم پائی تھی۔ اور عیسائی لٹریچر مین اچھا درخور پیدا کر لیا تھا۔ کوئی معمولی راہب میری نظر مین جچتا نہ تھا۔ اس لیے موصل مین اس شخص کے پاس میرا دل نہ لگتا تھا۔ اسی وجہ سے اکثر ادھر ادھر مارا مارا پھرتا۔ اور ڈھونڈھتا رہتا کہ کون مجھے نجات کا راستہ بتائے گا۔ اسی تلاش مین ایک دن مجھ سے مرزنہ نام ایک ایسے شخص سے ملاقات ہو گئی جو پالوی فرقہ کا سرغنا اور مقتدا تھا۔ اس نے مجھے اپنے مذہب کا شوق دلایا۔ اور مین طالب حق تھا ہی اس کے مذہب کے اصول و عقائد سیکھنا شروع کر دیے۔ اسی اثنا مین جیروم مر گیا۔ اس کی وفات کے وقت مین نے اس سے بھی اپنا یہی معمولی سوال کیا تھا کہ "آپ کے بعد کہان اور کس کے پاس جاؤن؟" اس نے عموریہ کے ایک اسقف کا نام بتایا جو بطرس کہلاتا تھا۔ ادھر مرزنہ کی تلقین اور پالویت کے عقائد سے بھی میرے دل کو تشفی نہ ہوتی تھی۔ موصل چھوڑ کے عموریہ کی راہ لی۔

وہان مجھے بطرس راہب ملا جس سے مل کے مین خوش ہوا۔ اس لیے کہ بڑا حق شناس اور محقق شخص تھا۔ مگر اس سے پوری طرح فائدہ نہین اٹھایا تھا کہ اس نے بھی سفر آخرت کیا۔ اس نے مجھے مرتے وقت انطاکیہ کے راہب یودنی فیس کے پاس جانے کی ہدایت کی۔ اور اس کی وصیت کے مطابق مین انطاکیہ جا کے یودنی فیس کے پاس رہا جنھون نے دس سال اپنی خدمت مین رکھنے کے بعد مرتے وقت مجھے بتایا کہ حضرت سے حقیقت کا راستہ دریافت کرون۔ یہ ہے میری پوری سرگزشت جس سے حضور اندازہ فرما سکتے ہین کہ پندرہ برس کے سن سے اس وقت تک جب کہ میری عمر ستر سال سے زیادہ ہے سارا عمر حق کی جستجو مین گزری ہے۔"

مین اپنی سرگزشت بیان کر کے خاموش ہو گیا۔ مگر پیغمبر خاموش تھا۔ آنکھون ہی آنکھون مین وہ اس شخص کے چہرے اس کے خط و خال اس کے وضع و لباس اور اس کی تمام چیزون کو غور و خوض کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ مگر لب نہ ہلاتا تھا۔

آخر اُس نے آہ پہ کے سارے جسم پہ بہت ہی تفصیلی نظر ڈالنے کے بعد اپنی عقاب کی سی تیز نگاہین اس کی متجسس آنکھون سے لڑائین۔ اور کہا "تو کیا کہین اور کسی جگہ کسی مذہب اور کسی عقیدے سے اور کسی مقتدا اور کسی راہب سے تمھارے دل کو تسلی نہین ہوئی؟"

ماہ چہ:۔ اگرچہ گستاخی ہے مگر مین تو یہی کہون گا کہ میرے دل کی ذرا بھی تشفی نہین ہوئی مین گھر سے ایک ناتجربہ کار لڑکے کی صورت مین نکلا تھا۔ اور مسیحیت کا دلدادہ اور شیفتہ ہو کے نکلا تھا۔ مگر جب غور سے اور ایک غیر کی نظر سے دیکھا تو نجات کے مسئلہ مین مسیحیت بھی اطمینان بخشنے والی نہ تھی۔ اول تو مین نے جیسے ہی دین عیسوی کے وسیع میدان مین قدم رکھا مسیحیت نے مختلف جہات مین دوڑانا اور دھکا دھکا کے مارنا شروع کیا۔ اپنے وطن مین مسیحیون کا پہلا عبادت خانہ دیکھ کے مین نے اس مذہب کو ایک سیدھا سادہ ذریعہ نجات خیال کیا تھا جس مین کچھ جھگڑے تھے نہ کسی قسم کے اختلافات تھے۔ نہ رہبانیت کا غیر معتدل حصہ نظر آتا تھا۔ مگر مسیحیت کے اصلی حدود مین داخل ہو کے نظر آیا کہ مسیحی اور خالص مسیحیت ہی کا پتہ لگانا دشوار ہے۔ اس لیے کہ بیسیون فرقے ہین اور اُن مین سے ہر ایک اپنی حقانیت کا دعویدار ہے۔ مین نے قریب قریب سب کی حالت کا اندازہ کیا اور سب کو ظاہری باتون اور در اصل اپنے ایجاد کیے ہوے خیالون پر لڑتے دیکھا۔ یونان اور روم کی مسیحیت بُت پرستی بنی جاتی ہے۔ ماگوی مسیحیت اپنے مذاق کے مجوسی عقائد کو عیسویت مین ملا کے اُسے آتش پرستی بنائے دیتی ہے۔ لہذا مغرب کی بُت پرستی نے اُسے اگر بت پرست بنایا تو مشرق کی آتش پرستی نے اُسے مجوسیت کا جامہ پہنا دیا۔ ان سب سے عجیب و غریب ماتطونس کی مسیحیت ہے جو انسان کے لیے دنیا کو تنگ کیے دیتی ہے۔ اُسکے پیرؤون مین سے ہر زن و مرد کو ایک نفس کش و تارک الدنیا راہب ہونا چاہیے۔ اُس نے انسان کے لیے سچ تو یہ ہے کہ جینا دشوار کر دیا ہے۔ آریوس کی مسیحیت بے شک نہایت ہی سادی اور ایک سچے خدا کی طرف لوگون کو بُلاتی ہے۔ مگر رہبانیت کا زور اس مین بھی بڑھا ہوا ہے۔ اور پھر اُس کے ساتھ مصیبت یہ ہے کہ ساری دنیا کی سلطنتین اُسکی دشمن ہین۔ اور خود دمسقیون کی قلمرو مین آریوس کے پیرؤون کو نماز نہین پڑھ سکتی

اُن سب کے بعد نسطوری مسیحیت ہے جو نسبتہً اور فرق مسیحیہ سے معتدل معلوم ہوتی
ہے۔ مگر وہ بھی دنیا کی اصلاح نہین کرتی۔ انسان کو چاہتی ہے فرشتہ بنا دے مگر اُسے
دنیا کے کام کا نہین رکھتی۔ اور سچ یہ ہے کہ عام مسیحیت چاہے کسی گروہ اور فرقے
مین ہو دنیوی حیثیت سے دیکھیے تو ہر جگہ انسانی تمدن کو غارت کر رہی ہے اور دنیا کو چھوڑ
کے دینی حیثیت سے دیکھیے تو نہایت ہی شرمناک بت پرستی اُس مین گھس آئی ہے۔ توحید
کا دعوی کیا جاتا ہے اور تثلیث کا عقیدہ ہے۔ اگر محض خدا کے صفات کے لحاظ سے ذات
احدیت کی تقسیم کیجاتی ہے تو پھر تین پر کیا موقوف ہے اُسکی صدہا صفتین ہین اور جتنی صفتین
ہین اُتنے ہی خدا ہونے چاہیین قطع نظر اس کے اگر تین متمائز ذاتین مانی جاتی ہین
تو پھر توحید کا دعوی کس بنیاد پر؟ تثلیث و توحید کے باہمی رشتے کو نہ آج تک مجھے
کوئی سمجھا سکا۔ اور نہ مین کسی طرح سمجھ سکتا ہون۔

پھر اس کے ساتھ دیکھتا ہون کہ صلیب پرستی نے اُس خالص خدا پرستی کو
جو حضرت مسیح کی تعلیمون مین نظر آتی ہے کسی مسیحی فرقے مین بھی نہین باقی رکھا۔ ان سب
خرابیون کی وجہ سے مین دیکھتا ہون کہ تمام مسیحی فرقے حق جوئی و خداشناسی سے روز
بروز دور پڑتے جاتے ہین۔ اور اُن کی مذہبی تنازعین جن کا نام اُنھون نے علم الٰہی
رکھ چھوڑا ہے غور سے دیکھیے تو سب سخن پروری اور اپنی بات بالا کرنے کے
لیے ہین۔"

ماہ بہ کی گفتگو سُن کے بحیرا کے خشک و افسردہ چہرے پر ایک مسکراہٹ نمودار
ہوئی۔ اور کہا "تو پھر تم نے مسیحیت کی قلمرو سے باہر نکل کے دوسرے مذہبون مین دیکھا
ہوتا۔ یہودیون کا مذہب بہت پُرانا ہے اور ایسا ہی پُرانا اور باصول تمھارا اصلی
زرتشتی مذہب ہے۔ اُن مین بھی داخل ہو کے حق کو تلاش کر لیتے۔"

ماہ بہ "میری ناقص عقل نے اُن مذہبون پر بھی بخوبی غور کیا۔ مگر اُنھین مسیحیت سے
بھی زیادہ خراب حالت مین پایا۔ یہود بُت پرستی و صنم پرستی سے بے شک متنفر
ہین۔ اور ہر مشرک گروہ سے وہ لوگ قطعی نفرت رکھتے ہین۔ لیکن اُن مین صرف
ظاہری رسوم اور دکھاوے کے احکام شرعی رہ گئے ہین۔ تزکیہ نفس اور
دل کی صفائی سے اُن کو کوئی علاقہ نہین رہا۔ مجوسی مذہب کو بھی توحید کا

بہت بڑا دعوی ہے۔ مگر اس کی توحید آہرمن کی عظمت بڑھا دینے اور اجرام فلکی اور آگ کی پرستش کرنے سے بالکل مغشوش ہو گئی ہے۔ دنیا مین سب سے پچھلا مذہب مسیحیت ہے۔ اور اُس کے ذریعہ سے جس قدر خداشناسی کی امید کیجا سکتی ہے۔ اور کسی دین سے ممکن نہین۔ مگر مسیحی فرقون کی باہمی لڑائیون اور اُن کی متعصبانہ بے اعتدالیون نے اُن کی سچی روحانی خوبیون کو دبا دیا۔"

بچیرا۔ (کمال متانت کے ساتھ) "جن امور کو تم بیان کر رہے ہو یہ سب باتین میرے خیال مین بھی گذرتی رہی ہین۔ اِن وسوسون کے دبانے کے لیے مین اپنے نفس سے بڑی سخت لڑائیان لڑا رہا ہون۔ مجھے اکثر اندیشہ ہوا کہ اس میدان کے جہاد مین عنقریب میرے قدم کو لغزش ہوا چاہتی ہے۔ اور ہارنے ہی کو ہون مگر ہمیشہ اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور صرف اتنی بنیاد پر کہ مسیحیت اپنی اصلی صورت مین چاہے تشفی بخش ہو یا نہ ہو مگر دیگر مذاہب کی تعلیمون کے دیکھتے اچھی اور زیادہ تشفی بخش ہے۔ مین تمھین اجازت دیتا ہون کہ موجودہ مسیحیت کی جن باتون کو حضرت عیسیٰ کی تعلیمون کے خلاف یا اُن سے زائد پاؤ چھوڑ دو۔ مگر اس کا یقین رکھو کہ حق کا راستہ ملنے کی اگر کچھ امید ہے تو اسی مذہب کے ذریعہ سے ہے۔"

طاہر۔ "مجھے اتنا بتا دیجیے کہ آپ کے دل کو مسیحیت سے پوری پوری تشفی ہو گئی؟ اگر آپ اپنا مطمئن ہو جانا ظاہر فرمائین تو مین امید کرون کہ مجھے بھی آپ کی صحبت اور آپ کے فیض باطن سے تسلی ہو جائے گی۔"

بچیرا۔ "تمھارے اس سوال کا جواب مشکل ہے۔ مین نہ یہ کہتا ہون کہ مجھے اطمینان حاصل ہو گیا۔ اور نہ وعدہ کر سکتا ہون کہ تم سے طالب صادق کے دل کو میری تعلیم سے تشفی ہو سکے گی۔ مین نے تو انھین جھگڑون اور روز بروز کے فتنون سے عاجز ہو کے دنیا سے علیحدگی اختیار کر لی۔ برس مین صرف ایک بار لوگون کو اپنی صورت دکھا کے انھین اپنی زندگی کا ثبوت دے دیا کرتا ہون۔ اور اسی وقت مجھے بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ مین ابھی دنیا مین ہون۔ ورنہ ریاضت و عبادت کی محویت مین مجھے اس کی خبر بھی نہین رہتی کہ میرا یہ حجرہ کہان ہے۔ دنیا مین ہے یا کسی اور عالم مین۔ لوگون کا میری نسبت جو چاہے خیال ہو مگر مین تو موجودہ مسیحیون کے الٰہیات

سے تھک کے اور اکتا کے اس کام میں مصروف ہو گیا ہون کہ اپنے خالق کو یاد کرتا رہون۔ چاہے اس کی ازلی ہستی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اس کی اصلی کیفیت و حالت معلوم ہو یا نہ ہو۔ مین عبادت کیے جاتا ہون۔ مین ایک ناپیداکنار متلاطم سمندر مین گھبرا گھبرا کے ہاتھ پاؤن مار رہا ہون۔ ڈوبنا ضروری ہے مگر یہ نہین معلوم کہ مجھ مین کتنا دم ہے؟ کب تک غوطے کھاتا رہون گا؟ اور کتنی دیر کے بعد ڈوبون گا"۔

ماہ بہ۔ (نہایت ہی متاسف ہو کے اور یاس کی صورت بنا کے) "افسوس آپ تو مجھے حوصلہ بھی نہین دلا سکتے۔ کیا ہر طرف سے مایوس ہو کے مین خودکشی کر لون؟ یہ ساری زندگی جو حق کی جستجو مین گزری ہے کیا برباد جائے گی؟ اور طلب حق کا یہ انجام ہو گا؟ مجھ سے تو ہر کافر اور ہر جاہل اچھا جو اپنی حماقت اور غلطی سے چاہے کیسے ہی غلط راستے پر جا رہا ہو گا مگر بجائے خود مطمئن تو ہے"۔

بحیرا۔ (ایک آہ کے ساتھ) "کاش خودکشی کوئی اچھا فعل ہوتا۔ یا کاش ہمین اُن جاہلون اور کافرون کا سا اطمینان نصیب ہوتا جن کا تم نے تذکرہ کیا ہے"۔

ایک نئی شمع روشن ہونے والی ہے

اب ماہ بہ بالکل مایوس تھا۔ اُسے نہ اپنی نجات کی کوئی صورت نظر آتی تھی اور نہ کسی عنوان سے اطمینان قلب حاصل ہوتا تھا۔ آخر یاس کے ناپیداکنار سمندر سے وہ ہاتھ پاؤن مار کے اُبھرا اور کہا "پھر آپ ہی بتائیے کہ مین کیا کرون؟ اور کس کے پاس جاؤن؟"

بحیرا "کیا بتاؤن؟ اور کس کے پاس بتاؤن؟ سوا اس کے کہ خاموشی سے میری خانقاہ مین بیٹھ کے میری طرح اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرتے رہو۔ اور اُس وقت کا انتظار کرو جب خدا ایک نئے ہادی اور رسول کو بھیج کے دنیا کو غلطیون سے بچائے گا۔ کیونکہ میرے علم مین ایک نئی شمع ہدایت روشن ہونے والی ہے"۔

ماہ بہ "کیا کسی نئے پیغمبر کے ظہور کی امید ہے؟"

بحیرا "یقینی امید ہے۔ موجودہ دنیا حق پرستی کے لحاظ سے نہایت ہی

تاریکی مین ہے- اور اسی حالت مین خدا اپنے کسی ناموس کو ہدایت کے لیے
ضرور بھیجا کرتا ہے؟"

ماہبہ "کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہ شمع کہان روشن ہوگی؟"

بحیرا "وہ کہین روشن ہو اُسکی شمعین ہر ملک اور ہر شہر مین پہونچ جائین گی"

ماہبہ- (یاس کے لہجے مین) "تو پھر مین کیا کرون؟ اور کہان جاؤن؟"

بحیرا "اسی خانقاہ مین بیٹھ کے اُس ناموس الٰہی کے ظہور کا انتظار کرو- اور
عبادت الٰہی مین مصروف رہو"

یہ سُن کے ماہبہ دیر تک سر جھکا کے غور کرتا رہا پھر سر اُٹھا کے بولا
"اگر گستاخی نہ ہو تو مین کچھ اپنی حالت عرض کرون"

بحیرا "ضرور بیان کرو"

ماہبہ "متواتر ناکامیون نے اب مجھ مین بے صبری پیدا کر دی ہے- اور زیادہ
انتظار کی طاقت نہین- ساری زندگی اس جستجو مین صرف ہو گئی- اور
کچھ نتیجہ نہ ہوا- اب ناامیدی حوصلہ پست کیے دیتی ہے"

بحیرا "سچی جستجو اور طلب صادق کے لیے صبر لازمی ہے- جستجوے حق
مین بڑی بڑی ناکامیان برداشت کرنا پڑتی ہین"

ماہبہ "کاش مجھے جستجو کرنے ہی کا موقع ملتا- خاموش بیٹھنا تو
اب دُشوار ہے"

بحیرا "تم جستجو کے لیے تیار ہو؟ مین خود چاہتا ہون کہ کوئی صاحب ہمت
جستجو کرنیوالا ملے- اگر تم اس فرض کو انجام دے سکو تو میرے دل سے بہت بڑا بار
ہٹ جائے- مگر سمجھ لو کہ اس مین بڑی بڑی زحمتین اور ہر قدم پہ خطرے ہین"

ماہبہ "مین بڑی خوشی سے ہر زحمت کو برداشت اور ہر خطرے کا
مقابلہ کرون گا- اور خاموش بیٹھنے کی بہ نسبت مجھے صحرانوردی اور
دشت دور کی خاک چھاننے مین زیادہ لطف آئے گا"

بحیرا "تم مین ایسی مستعدی ہے تو مین جہان بتاؤن جاؤ- خدا تمھاری کوششون
مین برکت دے- مین اس خانقاہ مین اسی جستجو مین ساٹھ ستر برس سے بیٹھا

ہوا ہون۔ اس لیے کہ مجھے کتب قدیمہ اور اپنے مرشد علماے باطن سے معلوم ہوا تھا کہ دنیا مین عنقریب ایک زبردست ناموس الٰہی کا ظہور ہونیوالا ہے ابتدائی زمانہ یون گزرا کہ مین خود ہر وارد و صادر کی خدمت کرتا۔ اور ہر شخص کے شکل و شمائل اور عادات و خصائل پر غور کرتا۔ مگر کوئی شخص نہین ملا جس سے وہ صفات ظاہر ہوتے۔ آخر جستجو نے مجھے تھکا دیا۔ اور قواے جسمانی جواب دینے لگے۔ مجبورًا مین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنے کوٹھے کے حجرے مین رہتا۔ میرے مُرید راہب آنے والے مسافرون کی خدمت کرتے۔ اور مین کھڑکی کھول کے اوپر سے اُنھین ایک نظر دیکھ لیا کرتا۔

اس زمانے مین یہان اسی درخت کے نیچے جہان تم نے بچھونا بچھایا ہے۔ ایک عربی قافلہ آکے ٹھہرا۔ وہ سب تاجر لوگ تھے۔ اور مال تجارت لے کے ملک شام کو جا رہے تھے۔ جنوب کی طرف جو صحرا چلا گیا ہے اس کا سلسلہ خدا جانے کہان ختم ہوا ہے۔ اُسی مین یہ ابناے بادیہ رہتے ہین اور پانی کی تلاش مین ہر طرف مارے مارے پھرتے ہین۔ جہان کہین پانی کا کوئی مستقل چشمہ ہے وہان کچھ آبادی ہو گئی ہے۔ ورنہ جس جگہ جب تک پانی رہتا ہے خیمہ ڈال دیتے ہین۔ اور اُس کے ختم ہوتے ہی کسی اور چشمہ کی تلاش مین چل کھڑے ہوتے ہین۔

ان لوگون مین نہ کسی قسم کی تعلیم ہے نہ تربیت۔ درندون مین اور اُن مین کوئی فرق نہین۔ بت پرستی اُن کا دین ہے۔ اور قتل و غارت اُن کا پیشہ۔ ذرا ذرا سی بات پر جھگڑے ہوتے ہین۔ اور روز تلوار چلا کرتی ہے۔ لہٰذا ایسے لوگون مین شمع ہدایت کا روشن ہونا بالکل امید کے خلاف تھا۔ اور کسی دیندار مسیحی کے وہم و گمان مین بھی نہ گزر سکتا تھا کہ ان لوگون پر خدا کی نظر عنایت ہو گی فقط حق میزبانی ادا کرنے کے خیال سے مین اُن لوگون کو یہان ٹھہرنے کی اجازت دیدیتا۔ مگر ان کے آنے اور ٹھہرنے کی ذرا بھی پروا نہ کرتا۔ باوجود اس کے کبھی کبھی اس قوم کے سنجیدہ شریفون کی حالت کا اندازہ ضرور کر لیا کرتا کتب آسمانی مین صاف صاف

بتایا گیا ہے کہ اُس شمع ہدایت کی کرنین فاران کے پہاڑون سے نکلین گی۔ اور فاران کے پہاڑ انھین جاہل و وحشی لوگون کی سرزمین مین ہین۔

اسی خیال سے مین نے اُس عربی قافلے پر ایک نظر ڈالی۔ اور ہر شخص کے چہرے کو غور سے دیکھا۔ اُن مین سے ایک نہایت ہی حسین و خوبرو نوعمر لڑکے کے چہرے پر مجھے کچھ ایسی روشنی نظر آئی کہ دل بے اختیار اُس کیطرف کھنچنے لگا۔ بے تاب ہو کے نیچے اُتر آیا۔ اُن لوگون سے ملا۔ اُن کی دعوت کی۔ اور اُن کی صحبت مین دیر تک بیٹھ کے اُس نوعمر لڑکے کی حالت کا اندازہ کیا۔

اُس وقت بڑی کڑی دھوپ تھی۔ مگر جس درخت کے نیچے یہ لوگ اُترے ہوے تھے اُس پر ایک ابر کا ٹکڑا تھا۔ جس کے سایہ مین ایسی خنکی و فرحت تھی کہ مین بیان نہین کرسکتا۔ اتنے مین وہ لڑکا اُٹھا۔ اور پانی لانے کے لیے اُس حوض کیطرف چلا جو گرجے اور خانقاہ کے درمیان مین ہے۔ حوض پر دھوپ تھی۔ اور میرے دل مین خیال گزرا کہ اس خوبصورت لڑکے کے تروتازہ پھول سے رخسارے دھوپ مین کمھلا نہ جائین۔ پچھتانے لگا کہ خود مین نے جاکے پانی کیون نہ لا دیا۔ اور ایک معتقد راہب کو اشارہ کیا کہ تم جاکے پانی لادو۔ مگر اُس لڑکے نے راہب کی عنایت کا نہایت ہی خندہ جبینی سے شکریہ ادا کیا۔ اور کہا "آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہین۔ اپنا کام مین خود ہی کرون گا۔"

یہ کہہ کے وہ حوض پر گیا۔ اور مین نے دیکھا کہ اس کے پہونچنے سے پہلے ہی ابر نے ہٹ کے اُسے اپنے سایے مین کر لیا۔ اس چیز نے میری حیرت و گردیدگی اور بڑھا دی۔ اور اپنے مہمانون سے پوچھا "یہ کون صاحبزادے ہین؟"

میرے اِس سوال پر اُن مین سے ایک شخص کا چہرہ بشاش ہو گیا۔ اور اُس نے کہا "یہ میرا فرزند ہے۔ اور اُس نے شکل و صورت کے ساتھ ایسے اچھے خصائل و عادات پائے ہین کہ جو دیکھتا ہے گرویدہ ہو جاتا ہے۔

مین :"مجھے اُن صاجزادے کے چہرے پر حق کی تجلی نظر آتی ہے - اور میرا خیال ہے کہ اُن کی کوئی خاص شان ہو گی"

عرب :"اکثر کاہنون اور کاہنہ عورتون کا بھی یہی قول ہے"

اب وہ خوبرو لڑکا پانی لے کے آیا - ہاتھ منھ دھوے - اور ایک طرف بیٹھ کے ہماری باتین سننے لگا - اس وقت مین نے اُس عرب سے پوچھا "آپ لوگون کا دین کیا ہے ؟"

عرب :"ہم اپنے دیوتاؤن کی پوجا کرتے ہین - اور اپنی زندگی مین آزاد ہین"

اب مین نے اُس لڑکے کی طرف توجہ کی - اور پوچھا "صاجزادے آپ کا مذہب بھی یہی ہے ؟"

لڑکا :"مین نے تو ابھی تک کسی بُت کے آگے سر نہین جھکایا ہے - میرے دل مین حق کی ایک جستجو پیدا ہو گئی ہے - اُسے ڈھونڈھتا ہون - مگر ابھی تک نہین ملا"

مین :"آپ نے شاید ہماری اور یہود کی کتب آسمانی پڑھی ہون گی - اور اُنھون نے آپ کے قومی مذہب کی غلطی آپ پر آشکارا کر دی ہو گی"

لڑکا :"مین پڑھا لکھا نہین - ہماری قوم اُمّی ہے - مجھے نہین خبر کہ آپ کی آسمانی کتابون مین کیا ہے - لیکن خود میرا دل مجھے یقین دلا رہا ہے کہ اہل عرب غلطی پر ہین"

مین :"(مسکرا کے) اور ہمارے دین کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے ؟"

لڑکا :"گناہ سے مین آپ کو بھی بری نہین پاتا"

مین :"میرے گناہ بتائیے کہ مین اُن سے توبہ کرون ؟"

لڑکا :"آپ کا سب سے بڑا گناہ شرک ہے"

اس کے جواب پر مین چونک پڑا - اور بے اختیار میری زبان سے نکلا "شرک! کیا آپ اپنی قوم کی طرح ہمین بھی بت پرست جانتے ہین ؟"

میرے چونکنے پر وہ لڑکا ہنسا - پھر یکایک اُس کے چہرے پر نہایت ہی گہری متانت پیدا ہو گئی - اور عجیب دلکش لہجے اور پُر اثر الفاظ مین بولا

"خدا کا اصلی اور حقیقی مذہب توحید ہے۔ جس کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ خود انسان کی فطرت اپنی خاموشی کی معنی خیز زبان سے ایک بے مثال اور قادر مطلق خدا کو پکار رہی ہے۔ یہ سوال کہ تمھارا خدا کون ہے بُت پرست سے کرو۔ ستارہ پرست سے کرو۔ اسرائیلی سے کرو۔ نصرانی سے کرو۔ مجوس سے کرو۔ سب کہنے لگے کہ "وہ خداے واحد بے ہمتا و قدیم" اہل مذہب کو چھوڑ کے ایک ملحد و بے دین دہریے سے یہی سوال کرو۔ وہ بھی اپنے آپ کو ایک قوت ابدی کے تابع مانے گا۔ جس کے معنی یہ ہین کہ اُس کی فطرت بھی اُس خداے جل و علا کے عظمت و جبروت کو مان رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کو بھی ہر دل خود بخود محسوس کر رہا ہے کہ خداوند جل و علا کے جو صفات ہین اُن صفات کے دو شخص نہین ہو سکتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر گروہ اور ہر مذہب بظاہر توحید کا قائل ہے۔ اور ادنیٰ توجہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہمارا اصلی خدا یہی ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا نہین۔ اور یہی اصلی اور فطری دین ہے۔

لیکن اس اصلی دین و مذہب کا پتہ لگا لینے کے بعد دنیا کے موجودہ مذہبون پر نظر ڈالیے تو صاف نظر آ جائے گا کہ یہ خدا پرستی و توحید سب مین مغشوش ہو گئی ہے۔ یہود عزیر کو خدا کا بیٹا بتاتے ہین۔ تم مسیح کو خدا کا فرزند بتاتے اور تین خداؤن کے قائل ہو۔ بُت پرست یا تو اپنے تمام بزرگون اور مقتداؤن کی مورتین بنا کے پوجتے یا اپنے خیالی قویٰ کی جُدا جُدا تمثالین قائم کر کے اُن کی پرستش کرتے۔ اور اُن مین طرح طرح کے کرشمے مانتے ہین۔ یہ کتنی بڑی حیرت کی بات ہے کہ خدا کو مانتے سب ہین۔ اور سب اُسے واحد بے ہمتا بھی بتاتے ہین مگر عبادت دوسرون کی ہو رہی ہے۔ اور جو پرستش و تعظیم خداوند تعالیٰ کے لیے خاص ہے وہ ہر حجر و شجر اور ہر ذلیل سے ذلیل شے کے ساتھ عمل مین آ رہی ہے۔ نہین عمل مین آتی تو اُس حضرت رب العزت کے ساتھ۔"

اس کی یہ تقریر سُن کے مین کانپ گیا۔ اور مجھے نظر آ گیا کہ واقعی ہم سب انتہا درجے کے جہالت و ضلالت مین مبتلا ہین۔ اور دنیا مین کوئی شخص نہین جو ہمین ہماری غلطیون سے آگاہ اور متنبہ کرے۔ مین نے کہا صاحبزادے آپ کی

باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پڑھے لکھے نہین ہین مگر کتب آسمانی کے مضامین اور اُن کی تعلیمین ضرور آپ کے گوش گزار ہوئی ہین"

لڑکا "نہین۔ مین نے کتب آسمانی کو نہ دیکھا ہے۔ اور نہ اُن کی باتون کو سُنا ہے۔ مگر ضرورت ہی کیا ہے؟ یہ اوپر کا خاموش آسمان اُس کے یہ روشن متحرک تارے اس خاموش صحرائے لق و دق کا ایک ایک ذرہ۔ اور ان سربفلک پہاڑون کی ہر ہر چوٹی کیا کتاب عبرت و نصیحت کا حکم نہین رکھتی؟ اِن مین سے ہر چیز اُس کی کبریائی کو ظاہر کرتی۔ اور اُس کے پُرعظمت وجلال نام کا وظیفہ پڑھ رہی ہے۔ اگر آپ سبق لینا چاہین تو ہر چیز سے سبق مل سکتا ہے"

اس تقریر نے مجھے اور حیران کر دیا۔ اور بے اختیار میرا جی چاہا کہ جھک کے اُس کے قدم چوم لون۔ اور حلقہ بگوش عقیدت بن جاؤن۔ ادب سے کہا "آپ کے ایسے صاحب بصیرت انسان کا صحرائے عرب کے کسی گمنام مقام مین پڑا رہنا دنیا پر ظلم ہے۔ آپ اِس خانقاہ مین تشریف رکھیے اسے اپنا مسکن اور مجھے اپنا خادم تصور فرمائیے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی تعلیم سے ہم سب لوگ ہدایت پائین گے"

اس کا جواب اُس نے یہ دیا کہ "ہدایت کی ضرورت میرے وطن کی گمراہیون کو یہان کے لوگون سے زیادہ ہے۔ مجھے ابھی نہین معلوم کہ مین کس لیے ہون اور نہ اس کی مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ کیا کرون؟ میرے دل مین ایک ذوق وشوق اور ایک تشنگی سی ہے لیکن پانی نہین ملتا۔ اور نہین جانتا کہ یہ تشنگی کیونکر اور کس چیز سے رفع ہوگی۔ مین نے اپنے آپ کو خدائے واحد لایزال کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ اور جو کام وہ مجھ سے لے گا اُس کے لیے تیار ہو جاؤن گا۔ آپ چاہتے ہین کہ آپ کی طرح مین بھی پاؤن توڑ کے یہان بیٹھ جاؤن۔ مگر یہ زندگی بھی میرے لیے تسکین بخش نہین ہے آپ ترک لذات اور ترک دنیا کو خدا پرستی خیال کرتے ہین۔ مگر میرے نزدیک یہ منشائے تخلیق اور حکمت ربانی کے خلاف ہے۔ خدا نے دنیا مین

جو لذتین اور نعمتین عطا کین ہین اُنکو چھوڑنا ناشکری اور کفران نعمت ہے؟"

اُس کے یہ الفاظ سُن کے مین گھبرا گیا۔ اور چونک کے کہا "تو کیا زہد و تقوی اور عبادت و ریاضت کے آپ خلاف ہین؟ اور ہم جو زندگی کا زیادہ حصہ عبادت مین صرف کرتے ہین یہ بیکار ہے؟"

لڑکا "مگر عبادت کیا ہے؟ اپنے آپ کو خدا کی مرضی اور فطرت الہی پہ چھوڑ دینا شب و روز گوشے مین بیٹھ کے ذکر کرنا ہی عبادت نہین۔ حقیقی و اصلی عبادت یہ ہے کہ ہر دنیوی کام اُس کی مرضی کے مطابق انجام دیا جائے۔ اور ہم سے کوئی ایسی حرکت نہ صادر ہو جو اُس کے منشاے تخلیق کے خلاف ہو۔ زہد و اتقا صرف اُن لغزشون سے بچنے کا نام ہے جو مشاغل دنیوی مین مبتلا ہونے کے وقت قدم قدم پہ پیش آتی ہین۔ اسی سے ظاہر ہے کہ اُن مشاغل کو چھوڑ دینا پرہیز گاری نہین۔ بلکہ پرہیزگاری یہ ہے کہ دنیا کے تمام کامون کو لغزشون سے بچ کے حقوق العباد کا لحاظ رکھ کے۔ اور حکمت الہی کے تابع ہو کے اُسے انجام دیا جائے۔ اور یہی اصلی عبادت ہے"

اس کے بعد مجھے اُس عجیب و غریب لڑکے سے گفتگو کرنے کی جرأت نہین ہوئی۔ مین یہ دیکھتا تھا کہ اُس کی باتین میرے اصول رُہبانیت اور میری عبادت گذاری کی زندگی کو درہم و برہم کیے دیتی ہین۔ اور میرے نفس کو یہ گوارا نہ ہوا کہ ایک کمسن لڑکے کے کہنے سے اپنے زندگی بھر کے سرمایۂ زہد و تقوے سے دست بردار ہو جاؤن۔ پھر مین نے کوئی بات اُس سے نہین پوچھی۔ اور اس کے چہرے خط و خال وضع و قطع اور عادات و اطوار کو غور سے دیکھنے لگا۔ اور دل مین خیال کیا کہ "اس کی کوئی خاص شان ضرور ہونے والی ہے۔ اور کیا عجب کہ یہی وہ ناموس ہو جس کی انبیاے سلف پیشین گوئی کرتے آئے ہین"

اب مین نے اُس کے ولی اور ہمراہی بزرگ سے پھر پوچھا "یہ آپ کے کون ہین؟" انھون نے کہا "یہ میرا فرزند ہے؟" اس کو میرے دل نے نہ مانا۔ اور اُن سے کہا "آپ اِن صاحبزادے کو اپنا فرزند بتاتے ہین مگر مجھے

اس مین شک ہے - اس لیے کہ انھین تو تیمم ہونا چاہیے" یہ سُن کے وہ معزز عرب مسکرایا - اور کہا "آپ کا خیال صحیح ہے - یہ میرے مرحوم بھائی کا فرزند ہے۔ مگر مین نے اسے خاص اپنی اولاد کی طرح پالا ہے" یہ جواب سُن کے مجھے قطعی یقین ہو گیا کہ اس خوبرو لڑکے کی کوئی خاص شان ہونے والی ہے - اور اُس کے چچا سے کہا "آپ انھین حفاظت سے رکھین - اور اِن کی پوری نگہبانی کرین - اس لیے کہ اِن مین جو باتین مجھے نظر آتی ہین اگر یہود کو نظر آئین گی تو اِن کے دشمن اور خون کے پیاسے ہو جائین گے"

اس کے بعد مین نے تین دن تک اُن لوگون کو اپنا مہمان رکھا - جہان تک بنا اُن کی خاطر کی - چوتھے دن وہ لوگ مجھ سے رخصت ہو کے چلے گئے - اور مین نے اُس نوعمر و خوبرو لڑکے کو بڑی حسرت کے ساتھ رخصت کیا۔

اس واقعہ کو چالیس برس کے قریب زمانہ گزر گیا - اور آج تک پھر کبھی اس عربی نژاد لڑکے کا کچھ حال نہین معلوم ہوا"

ماہبہ "کیا پھر کوئی عربی قافلہ ادھر سے نہین گزرا ؟"

بحیرا "گزرا کیون نہین ؟ ہر سال بیسیون قافلے آتے ہین - مگر وہ قافلہ پھر نہین آیا - مجھے یقین ہے کہ اُس نوعمر لڑکے کی کچھ شان ضرور ہوئی ہو گی - اور کیا عجب کہ وہی وہ نئی شمع ہو جو روشن ہونے والی ہے - تم کو اگر حق کی سچی جستجو ہے - اور اِس جستجو مین ہر مشکل کا سامنا کرنے کو تیار ہو تو عرب کے اس جنوبی صحرا مین گھسو - اور اُسے ڈھونڈھ نکالو - تمھارے شبہات اُسی سے رفع ہون گے - اور وہی تم کو صراط مستقیم کا پتہ دے گا"

ماہبہ "مین خوشی سے جاؤن گا - اور سر کے بل جاؤن گا - مگر کچھ پتہ تو دیجیے کہ وہ کہان اور کس شہر یا قریے مین ملین گے ؟ اور کس گروہ و قبیلہ سے اُن کو تعلق ہے ؟"

بحیرا "مجھے کچھ نہین معلوم لیکن اگر تمھین سچا شوق ہے تو خود ہی ڈھونڈھ نکالو گے - مَنْ طَلَبَ وَجَدَ"

ناہبہ۔ (اُٹھنے کا قصد کر کے) " تو پھر مین جاتا ہون "

بحیرا "لیکن جانے سے پہلے مجھ سے اس بات کا اقرار کرتے جاؤ کہ مجھے برابر اپنے حالات لکھتے رہو گے۔ عرب تاجرون کے قافلے برابر ارض شام مین آیا کرتے ہین۔ اور سب اسی طرف سے ہو کے گزرتے ہین۔ تم مجھے جب کوئی تحریر بھیجنا چاہو گے بھیج سکو گے۔ اس لیے تم پابندی کے ساتھ اپنے سفر اور اپنی جستجو کے حالات مجھے لکھتے رہنا۔ اور جب منزل مقصود پر پہونچنا تو مجھے اُس لڑکے کے حالات سے اطلاع دینا کہ اب اُسکی کیا شان ہے؟ اور وہ کیا کرتا ہے۔ مین تمھاری تحریرون کو پڑھ کے اُسکی حالت کا اندازہ کرتا رہونگا۔ اور جب یقین آجائے گا کہ پیمبران سلف کی خوش خبریان اور خدا کے قدیم وعدے اُسی کی شکل مین نمودار ہوے ہین تو مین اس معذوری و کبرسن پر بھی گرتا پڑتا وہان حاضر ہون گا۔ اور ہم تم دونون ایک ساتھ اُسکے قدم چومین گے "

ناہبہ نے اس کا وعدہ کیا۔ اور اُس کے دل مین جستجوے حق کا ایسا جوش پیدا ہو گیا تھا کہ اُسی وقت رخصت ہو کے اُٹھا۔ بحیرا کے قدم چومے نیچے اُترا اپنا اختر ابختر اسنبھالا۔ اور بغیر اس کے کہ منزل مقصود کا کچھ بھی سراغ معلوم ہو جنوب کی راہ لی۔ اور صحراے عرب مین غائب ہو گیا۔

خط کا انتظار

ناہبہ کے جانے کے دوسرے دن بحیرا مراقبہ اور عالم استغراق مین تھا۔ اور ممتاز و مرتاض مرید آستفانوس اُس کے سامنے سر جھکائے دوزانو بیٹھا سیر روحانی کر رہا تھا کہ یکبیک بحیرا نے کسی قدر بے لطفی و بدمزگی سے چونک کے کہا "بس! یہ مراقبہ بیکار ہے۔ اور اب مجھے اس مین لُطف نہین آتا۔ عبادت الٰہی کے سوا سب چیزین بے سود ہین "

آستفانوس۔ (ادب سے) " یون تو مین تابع فرمان ہون۔ لیکن کیا یہ مراقبہ عبادت نہین ہے؟ "

بحیرا۔" ہان مجھے تو اس کے سچی عبادت ہونے مین شک ہے"

استفانوس۔" کیا یہ خادم اس قابل نہین کہ اُس پر یہ راز آشکارا کیا جائے؟"

بحیرا۔" عبادت تو خدا کی پرستش کا ایک خاص طریقہ ہے جو ہم مین اور سب لوگون مین ہے۔ اور مراقبہ ایک خاص تصور ہے جس مین تم زیادہ تر اپنے مرشد کا خیال پیش نظر رکھتے ہو۔ اور مین اپنے شیخ دیگر مشہور اولیائے سلف اور "صلیب و تثلیث" کا تصور اپنی نظر کے سامنے قائم کرتا ہون۔ اور یہ چیزین اب مجھے خلاف اور مشتبہ سی نظر آتی ہین"

استفانوس۔" مگر ان کے بے اصل و مشتبہ ہونے کی وجہ ابھی میری سمجھ مین نہین آئی"

بحیرا۔" استفانوس۔ اگر مین اپنے اصلی خیالات تم پر آشکارا کر دون تو تم مجھ سے بدعقیدہ و بدظن تو نہ ہو جاؤ گے؟"

استفانوس۔" جب جو کچھ فیض پہونچا حضور ہی سے پہونچا وہ بھلا آپ کے ایسے روشن دل مرشد کی جانب کوئی برا خیال دل مین لے جاسکتا ہے؟"

بحیرا۔" سنو۔ جب مین نے کلامی بحثون اور ذات باری کے متعلق طرح طرح کی خیال آرائیان کرنے کے بعد رہبانیت کی زندگی اختیار کی ہے [illegible] حق کے متعلق میرے دل مین طرح طرح کے برے خیالات اور شکوک و شبہات گذرتے تھے۔ اور جن اصول مذہبی پر ہماری روحانیت کا دارومدار تھا اُن پر مجھے اطمینان نہ ہوتا تھا۔ کبھی میرے خیالات ملحدون کے سے ہو جاتے تھے۔ اور کبھی ہر مذہب کے اصول کی طرف خیال لے جاتا مگر اپنے مضطرب و مضطر دل کو تسلی دینے مین ناکام رہتا تھا۔ مرحوم تونی فیس جو بعد کو انطاکیہ کی خانقاہ کا راہب اعظم ہو گیا اُن دنون مدرسۂ علوم الٰہی مین میرا ہم سبق اور رفیق تھا۔ اُس پر مین نے اپنی اس روحانی بیقراری کو ظاہر کیا تو اُس نے کہا۔ "یہ شبہات میرے دل مین بھی پیدا ہوا کرتے ہین مگر مین اُن کو دباتا۔ اور وسوسۂ شیطانی خیال کرکے دل سے نکال ڈالتا ہون۔" اُس کا یہ جواب سُن کے میری حالت اور خراب ہو گئی۔

اور قریب تھا کہ مین گمراہ ہو جاؤن۔

اتفاقاً یہان کی خانقاہ کے راہب اور ولی سینٹ آربن سے ملاقات ہوگئی جو ولی اعظم نسطوریوس کے شاگرد تھے۔ اُن کے سامنے جو مین نے اپنے خیالات ظاہر کیے تو اُنھون نے کہا "تم کسی مہلک روحانی مرض مین مبتلا ہونے والے ہو۔ مادۂ فاسد جمع ہو چکا ہے۔ اور مرض تم پر غالب آنے ہی کو ہے۔ اور اس کے سوا کوئی علاج نہین کہ سب پیغمبرون کو چھوڑ کے مجہول الکنہ خالق کی عبادت مین مصروف ہو جاؤ۔ اور مراقبہ مین مسیح و تثلیث کا دھیان کرو۔ چند روز مین یہ خیالات تمھارے ملحدانہ اوہام پر غالب آ جائین گے۔ اور یہ کفر والحاد کی باتین بھول جاؤ گے"۔ اگرچہ اس علاج سے شفا کی امید تو نہ تھی۔ مگر مین نے خیال کیا کہ اس تدبیر سے مین اپنے پریشان کرنے والے اوہام کو بھول جاؤن گا۔ اور یہی ہوا۔ ولی اربن کے حلقۂ مراقبہ مین چند ہی روز بیٹھا تھا کہ وہ سب باتین بھول گئین۔ اور اگر کبھی وہ شکوک یاد بھی آ جاتے تو مین دل مین کہتا کہ تمام علما و اولیاے روحانی متفق اللفظ کہہ رہے ہین کہ عنقریب ایک ناموس الٰہی اور سچے ہادی کا ظہور ہونے والا ہے۔ اب اِن شکوک کو وہی رفع کرے گا۔

ولی اربن کے بعد جب مین اُن کا جانشین ہوا تو اُسی ہادی اعظم کی جستجو مین لگا رہتا۔ ایک دن صحرانشینان عرب کا ایک قافلہ یہان آ کے ٹھیرا۔ اُس مین مجھے ایک نو سال کی عمر کا نہایت خوش رو لڑکا نظر آیا جو اگرچہ پڑھا لکھا نہ تھا مگر اُس کی وضع قطع دیکھ کے اور اُس کی باتین سُن کے شبہہ ہوا کہ یہی وہ ناموس الٰہی تو نہین ہے؟ اُس نے دنیا کی تمام غلط عبادتون اور رہبانیت کی خرابیون کو اپنی بچپن کی زبان مین کچھ ایسے انداز سے بیان کیا کہ میرے وہ پُرانے خیالات پھر عود کر آئے۔ اور قریب تھا کہ مین اس زہد و تقوے کو چھوڑ کے کچھ اور ہو جاؤن۔ لیکن یہ کسی طرح سمجھ مین نہ آیا کہ کیا ہو جاؤن اِس حالت۔ اس رہبانیت۔ اس طریقۂ عبادت کو چھوڑ دینا تو آسان تھا مگر یہ سمجھ مین نہین آتا تھا کہ کون طریقہ اختیار کرون۔

اور کسے اپنا ہادی و رہبر بناؤن۔ مین بالکل گمراہ ہو گیا ہوتا۔ مگر اسی مجبوری نے بچایا۔ اور سابق کی طرح مین پھر اپنی حالت پر قانع ہو گیا۔ اور چند روز کے بعد اُس عجیب و غریب لڑکے کا صرف اس قدر خیال میرے دل مین رہ گیا کہ اگر وہی موعود ناموس الٰہی ہے تو جب اُس کا ظہور ہوگا۔ اُس وقت اُس سے مل کے اپنے دل کو اطمینان دے لون گا۔

کل اتفاق سے یہ سن رسیدہ طالب صادق لاجومر حضرت ولی تبرانی فیس کا بھیجا ہوا آیا تھا۔ اُس سے معلوم ہوا کہ اُنھین پریشان خیالات۔ اُنھین شکوک و اوہام اور اُنھین روحانی بے اطمینانیون نے اُسے بے خانمان کیا۔ اور بچپن سے آج تک اسی جستجو مین ہے کہ صراط مستقیم ملے۔ اور نجات کا معما حل ہو۔ مختلف ولیون اور راہبون کی رفاقت مین ساری عمر صرف کر دی مگر راز حقیقت نہ کھلا۔ ہوتے ہوتے وہ تبرانی فیس کے پاس پہونچا۔ اور جب وہ بھی اُس کے دل کو مطمئن نہ کر سکا۔ تو مرتے وقت اُسے میرے پاس بھیجا۔"

استفانوس: "اب وہ ٹھیک مقام پر پہونچا۔ اور امید ہے کہ آپ کے حلقۂ ارادت مین شریک ہو کے نجات کا راستہ پائے گا۔"

بحیرا: "یہ ہوتا تو پھر کیا تھا؟ مگر افسوس اُس کی باتین سننے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مین نے اتنے دنون تک مراقبہ و عبادت مین مصروف رہ کے جن شبہات کو دل سے بھلا دیا تھا وہ یک بیک پھر تازہ ہو گئے۔ اور بجاے اس کے کہ مین اُسے تسلی دے سکون خود میرے دل کا اطمینان جاتا رہا۔"

استفانوس: "شاید اسی وجہ سے حضرت نے اُسے رخصت کر دیا اور یہان جگہ نہ دی؟"

بحیرا: "نہین۔ مین نے صاف صاف کہہ دیا کہ مین خود انھین شبہون مین پھنسا ہوا ہون۔ لیکن اگر تم کو حق کا پتہ لگانا ہو تو اس عربی نژاد لڑکے کا پتہ لگاؤ۔ اب یقین ہے کہ اس کا جوہر کھل گیا ہوگا اور اُس کی اصلی شان نمودار ہو گئی ہوگی۔ مجھے خود اُس کی جستجو مین قدم مارنا چاہیے تھا مگر میرا نہ اتنا حوصلہ ہے۔ اور نہ مجھ مین اتنی ہمت ہے کہ ناپیدا کنار صحراے عرب مین قدم رکھون۔ تم سے ہو سکے

تو جاؤ اور اُستفانوس کو یہ خبر دو کہ عرب کا ایک نوجوان آیا ہے جو قافلے کے ساتھ آکر تم سے ملے گا۔ اور تم اُس کے ذریعہ سے خط و کتابت کر کے مجھے اپنے حالات اور اپنی جستجو کے نتائج سے آگاہ کرتے رہو

وہ دھن کا پکا اور مجھ سے بدرجہا زیادہ طالب حق تھا فوراً آمادہ ہو گیا۔ اور بغیر اس کے کہ اس گفتگو کے بعد ایک گھڑی بھی یہاں ٹھہرے چل کھڑا ہوا"

استفانوس "مگر آپ نے اُسے اُس عرب لڑکے کا کچھ پتہ نشان بھی دیا ہے؟"

بحیرا "مجھے خود ہی نہین معلوم اُسے کیا بتاتا۔ ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند؟"

استفانوس "تو بغیر یہ معلوم ہوئے کہ کس سرزمین کس علاقے اور کس شہر مین وہ عرب نوجوان ملے گا اور اہل عرب کے کس قبیلے سے اُس کو تعلق ہے۔ یہ شخص کیونکر پتہ لگا سکے گا؟"

بحیرا "چاہے کچھ بھی نہ معلوم ہو۔ مگر وہ منزل مقصود تک پہونچ جائے گا۔ یاد رکھو مَنْ طَلَبَ وَجَدَ۔ سچا طالب مطلوب کو کسی نہ کسی طرح پا ہی جاتا ہے"

استفانوس "بُصریٰ مین عربون کے قافلے روز ہی آیا کرتے ہین۔ اگر اُس شخص نے کوئی نمود اور شہرت پیدا کی ہو گی تو اُن لوگون کو ضرور معلوم ہو گا۔ کیا یہ اچھا نہ ہو تا کہ یہین ٹھہر کے وہ اُس ہادی عرب کا پتہ لگاتا؟"

بحیرا "طالب صادق مین نہ ضبط ہوتا ہے۔ نہ صبر۔ خیر اب مجھے تم سے یہ کہنا ہے اور یہ ذکر تمھارے سامنے اس لیے چھیڑا کہ عربی قافلون سے بجائے اُس ناموس الٰہی کے حالات دریافت کرنے کے تم اُس طالب صادق کا پتہ لگانے کی کوشش کیا کرو۔ وہ اپنے وعدے کے مطابق نامہ و پیام ضرور کرے گا۔ اور اس کا بھی موقع نہ ملا تو کسی اور طریقے سے ہمین اپنی خبر دے گا۔ تم اپنے راہبون کو سمجھا دو اور خود بھی خیال رکھو کہ کوئی عرب کوئی خط یا پیام لائے تو اُسے فوراً میرے پاس پہونچا دینا۔ مین ہر وقت اُس کے پیامون اور خطون کا منتظر رہون گا"

استفانوس اپنے مرشد کے اس حکم کی تعمیل کا وعدہ کر کے واپس آیا۔ اور اُسی دن تمام راہبون کو فہمائش کر دی کہ اب جو عربی قافلے آئین اُن کے ہر ہر مسافر سے پل کے وہ اس پراسرار درویش کا حال ضرور دریافت کیا کرین جو آج

ہمارے مُرشد بحیرا کی قدسی صفتی حاصل کرکے صحرائے عرب مین چلا گیا ہے
سب نے وعدہ کیا۔ اور وہی چار روز کے بعد سے آئی تمام عربون
جو اس خانقاہ مین یا بُصریٰ کی کسی کاروان سرا مین آکے اور جگہ فرودکش ہوتے
ہوتے اُس شخص کا حال ضرور پوچھا جاتا۔ مہینون کسی سے کچھ پتا نہ چلا۔ آخر تین
مہینے اتفاقاً بنی غسان کے شتر سوارون کا ایک رسالہ بُصریٰ مین آیا جو
اپنے فرمان روا حارث کی ایک عرضداشت شہنشاہ روم ہرقل کے پاس لیے
جاتے تھے۔ اس لیے کہ ہرقل ان دنون ایرانیون پر فتح حاصل کرکے شان و
شوکت کے ساتھ ارض شام مین آیا تھا۔ انطاکیہ مین مقیم تھا۔ اور ان اطراف کے
تمام باج گزار اور مطیع و منقاد حاکمون اور فرمان رواؤن کا فرض تھا کہ خود
حاضر ہو کے یا کسی سفارت کے ذریعہ سے اظہار اطاعت کرین۔

یہ غسانی لشکر جب بُصریٰ مین فرودکش ہوا تو اُن مین کا ایک سوار سرپٹ
گھوڑا دوڑاتا ہوا بحیرا کی خانقاہ مین آیا۔ اور ایک راہب کے ہاتھ مین ایک
خط دے کے کہا "اسے اپنے مرشد بحیرا کی خدمت مین پہونچا دینا" اور یہ کہتے
ہی فوراً واپس گیا۔ راہب نے وہ خط استفانوس کی خدمت مین پہونچایا۔
اور استفانوس اسی وقت اُسے لے کے اپنے مرشد کی خدمت مین حاضر ہوا۔ وہ خط
اُن کے سامنے رکھ دیا۔ اور ادب سے عرض کیا "اس خط کو کوئی فوجی سوار ہماری
خانقاہ کے ایک راہب کو دے کے چلا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کسی مسیحی سردار کا خط ہے۔"
بحیرا "تم اسے چاک کرکے پڑھو اور بتاؤ کہ کیا لکھا ہے؟" استفانوس نے اجازت
پاکے لفافہ چاک کیا جو اونٹ کی جھلی کا تھا۔ اور خط کو نکال کے پڑھا تو چونکا
اور عرض کیا "حضور یہ خط تو اُسی راہب کا ہے جسے حضور نے طالب صادق
کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ اور جس کی خبر ہم ہر ایک عرب سے دریافت
کیا کرتے ہین۔"

یہ سنتے ہی بحیرا نے جوش کے ساتھ وہ خط اُس کے ہاتھ سے لے لیا
اور پڑھنا شروع کیا۔ جو حسب ذیل تھا:-

پہلا خط

مرشدی و مولائی! حضرت سے رخصت ہوتے ہی مین نے صحرائے عرب مین قدم رکھا۔ اور جیسے جیسے قدم آگے بڑھاتا ہون ایک نئی غیر متمدن دنیا میری نظر کے سامنے آتی جاتی ہے۔ زمین کی پیداوار کم ہے۔ اور اسی نسبت سے یہان آبادی بھی کم ہے۔ لوٹ مار یہان کے لوگون کا شریف پیشہ ہے۔ مگر اُسی کے ساتھ ہی ایک بے کس و بے بس درویش کے لیے ان سے اچھا مہمان نواز بھی کہین نہ ملے گا۔ مہمان نوازی و فیاضی اور شجاعت و دلیری کے سوا خدا نے ان لوگون کو اور کتنی صفتون سے آراستہ کیا ہے۔

یہ لوگ وفادار ہین۔ صاف باطن ہین۔ اپنے شیوخ کے حکم کو بے عذر بجا لاتے ہین۔ اور شیوخ بھی اُن کا احترام کرتے ہین۔ جفاکشی نے اُنھین عیش پرستی سے بالکل محفوظ رکھا ہے۔ اور ہر قبیلہ کے ادنے و اعلی سب مین ایک عجیب اتحاد اور ربط و ضبط نظر آتا ہے۔ اگرچہ یہ قبائل اکثر باہم لڑتے رہتے ہین۔ اور جہان کہین دو قبیلون مین لڑائی شروع ہوئی تو دونون اپنے ہم عہد اور حلیف قبائل کو مدد اور کمک پر بلا لیتے ہین۔ دونون جانب اچھا خاصہ لشکر جمع ہو جاتا ہے۔ اور ایسی لڑائیون کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو مدتون قائم رہتی ہین۔ اور اُن مین اِن کے نامور شہسوار شرافت و شجاعت کے عجیب عجیب کرشمے اور کارنامے دکھا کے جان دیتے ہین۔

یہ سب اپنے آپ کو اسماعیل بن ابراہیم کی نسل سے بتاتے ہین۔ اپنے نسبون پہ بہت نازان ہین۔ اور اپنے انساب کے بہت بڑے حافظ و ماہر ہین۔ سب عربی زبان بولتے ہین جس مین اب دو مہینے کے بعد مین تھوڑی بہت گفتگو کر لیتا ہون۔ اور اُن کی معاشرت اور روایات سے واقف ہوتا جاتا ہون۔

شہر تبوک سے آگے بڑھ کے جو زیادہ تر رومیون کے زیر اثر ہے مین عرب عالم بنی غسان کی سرزمین مین داخل ہوا۔ اور ایک ایسے مقام مین پہونچا جو عبرت روزگار ہے۔ کسی زمانے مین کوئی قوم تھی ثمود جس کے قوت و عظمت والے صناعون نے

پہاڑون اور بڑی بڑی چٹانون کو کھود کے یہان اپنے مکان بناے تھے۔ حیوان تک اِس سنسان مقام مین خالی اور اُجاڑ پڑے ہین۔ لوگون مین مشہور ہے کہ انھون نے خدا کی نافرمانی کی جس کی یاداش مین اُس حضرت رب العزت نے اُن کی بستی اور اُن کے مکانون کو تباہ و برباد اور خود اُن کو نیست و نابود کر دیا۔ لوگ اِس عبرت خیز اور خوفناک ویرانے کے قریب آتے ڈرتے ہین۔ مگر مجھے خداوند تعالیٰ کی عظمت و جلال کے یاد کرنے کا بہانہ مِل گیا۔ اور یہان کی خاموشی نے ذکر الٰہی مین بڑا لطف دیا۔

اب عنقریب فرمان رواے بنی غسان کے دار السلطنت بلقا مین پہونچون گا۔ جس کی بدوی دشت نوردون سے بڑی تعریف سُنی ہے۔

اس سفر مین مجھے مختلف باتون سے سابقہ پڑا۔ یہ بھی ہوا کہ قزاق بدویون نے میرے بدن پر جو کپڑے اور میری جھولی مین جو خرمے یا ستو تھے لوٹ لیے۔ اور یہ بھی ہوا کہ کسی پہاڑ کے گھونگھٹ یا کسی چشمہ کے قریب صحرا نشینون کے مہمان نواز خیمے ملے۔ جن مین بڑی فیاضی و وسیع الاخلاقی سے ٹھیرایا گیا۔ آج تک نہ کبھی اپنے عزیزون اور دوستون مین اور نہ کبھی خانقاہون کے حجرون اور گرجون کی عمارتون مین مجھے ایسے بے نفس ہمدرد و جان نثار میزبان ملے تھے جیسے کہ ان پھٹی پُرانی چادرون اور نیچے نیچے کملون کے سائے مین ملے! اسی طرح آج تک مجھے ایسے مفلس و محتاج اور بھوکے ننگے لٹیرے بھی نہین ملے تھے جو چند خرمون اور بوسیدہ کپڑون تک کو نعمت غیر مترقبہ خیال کر کے چھین لین۔

ابھی تک میرا جن قبائل مین گزر ہوا ہے اُن مین اکثر عیسوی خصوصاً نسطوری ہین۔ سارے بنی غسان مع اپنے تاجدار کے مسیحی ہین۔ اور اُن کے اثر سے دین عیسوی روز بروز زیادہ ترقی کرتا جاتا ہے۔ یہان کا اصلی دین صنم پرستی ہے جس کو اب تک مسیحیت نے مٹا دیا ہوتا۔ مگر خرابی یہ ہے کہ شام و فلسطین کے ہزارہا مفرور یہودی بھی یہان آ کے آباد ہو گئے ہین۔ جو مسیحیت کے سخت دشمن ہین۔ اگرچہ وہ کسی کو اپنے گروہ اور اپنے دین مین نہین شامل کر سکتے۔ مگر اس کے بھی روادار نہین کہ یہان کے بت پرست عیسائی ہو جائین۔ اُن کی مزاحمت کا اثر ہے اکثر قبائل مین

بت پرستی قائم رہی باوجود اس کے مسیحیت نے یہان قدم جمالیا ہے۔

مجھ سے ایک شریف عرب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے اپنا مہمان کیا اور باوجودیکہ مین روز کوچ کا قصد کرتا تھا مگر اُس نے روک روک کے پندرہ دن تک رکھا۔ اور کسی طرح نہ جانے دیا۔ یہ قبیلۂ بنی کنانہ کے ایک گروہ کا شیخ ہے جو لوگ آبادی سے دور ایک وادی مین خیمہ زن ہین۔ اس ملک کے صدہا افسانے اسے یاد ہین۔ زندہ تاریخ ہے۔ گو کہ میرا ان باتون مین دل نہین لگتا مگر پندرہ روز تک اُس کے ساتھ رہنے سے خواہ مخواہ بہت سی باتین سُن لینا پڑین۔

وہ کہتا ہے یہ سرزمین قدیم الایام مین عمالقہ کی تھی۔ جو دنیا کی ایک بہت ہی پُرانی قوم تھی۔ اور اُنھین کی یہان حکومت تھی۔ اُن کا آخری حاکم سُمیدع بن ہوثمہ تھا جسے حضرت موسیٰؑ کے بعد یوشع بن نون نے قتل کیا۔ اور بنی اسرائیل یہان کے مالک ہو گئے۔ یوشع کے بعد بھی یہان کی حکومت عمالقہ ہی مین کے ایک خاندان بنی ظرب بن حسان مین رہی۔ اور اُنھین مین سے یہان کی مشہور ملکہ زبّا بھی تھی۔ اس کے بعد قبائل یمن مین سے بنی قضاعہ یہان آکے سکونت پذیر ہوے۔ اور جب پچھلے عملیقی خاندان کی حکومت کمزور ہوئی تو انھون نے سر اُٹھایا۔ چنانچہ اُن مین سے تنوخی لوگ ملک پر قابض ہو گئے۔ اس گھرانے کے مسلسل تین فرمان روا ہوئے جو رومیون کے ماتحت تھے۔

اب ان لوگون کا زور ٹوٹ گیا۔ اور اسی قبیلۂ قضاعہ مین سے نسل سلیح کے لوگ فرمان روا ہو گئے۔ کہتے ہین کہ اس خاندان کو طیطوس قیصر روم نے بیت المقدس کے تباہ و برباد کرنے کے بعد حاکم عرب بنا دیا تھا۔ پھر اُن کے بعد اُنھین کے بنی جم ضجعمی لوگ قابض ہو گئے۔ اُن لوگون نے دولت روم کے خوش کرنے کے لیے دین عیسوی اختیار کر لیا۔ اور رومیون نے اُن کو حاکم عرب تسلیم کیا۔ اُن کے گھرانے مین مدتون حکومت رہی۔ اور اسی علاقۂ بلقا مین مُوآب نام ایک شہر ہے۔ اُسی کے قریب یہ لوگ رہتے تھے۔

ان مین کا آخری فرمان روا زیادہ بن ہبولہ تھا۔ اس کو عمرو

دیکھ کے بنی غسان نے جو یمن سے ادھر چلے آئے تھے حملہ کر دیا۔ اور فتحیاب ہو کے اس سرزمین کے مالک ہو گئے۔ بدنصیب زیادہ بھاگ کے ارض حجاز مین چلا گیا۔ اور وہان کے حاکم حجر آکل المرار نے اُسے مار ڈالا۔ بس اُسوقت سے غسانی لوگ یہان مقیم ہین۔ اور اس سرزمین کے حاکم ہین۔ جو بڑے پُرجوش مسیحی ہین"۔

اسی قسم کی اور بھی بہت سی باتین اس سردار بنی کنانہ نے بیان کین۔ اور جب دیکھا کہ مین اُس کی گفتگو کو دل سے نہین سنتا تو اس کا سبب پوچھا۔ مین نے صاف صاف کہہ دیا کہ "مجھے دنیا کے کاروبار سے تعلق نہین۔ مین تو دین حق کی جستجو اور نجات کی تلاش مین مارا مارا پھرتا ہون۔ اس بارے مین اگر آپ کچھ مدد دے سکتے ہون تو دیجیے"۔ یہ سُن کے وہ سر جھکا کے غور کرنے لگا۔ اور بڑی دیر کے بعد سر اُٹھا کے بولا: "اگر اس فکر مین آپ سرگردان ہین تو ارض شام کو چھوڑ کے یہان کیون آئے؟ اس سرزمین مین یون تو بہت سے مذہب ہین۔ مگر ایسے علما و فضلا جو اطمینان دلا دین یہان مشکل سے مل سکتے ہین۔ لیکن خیر مین آپ کو ایک ایسے شخص کا پتہ دیتا ہون جس سے زیادہ عبادت گزار اور سچا حقیقت شناس شاید کہین نہ ملے گا"۔ مین نے اُس شخص سے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور اُس نے کہا: "دومۃ الجندل سے مشرق جانب دس فرسخ کی مسافت پہ ایک کوہستان ہے۔ اُس کے دامن مین ایک چشمہ نکلا ہے اور اُس کے آس پاس بنی کلب کے خیمے ہین۔ بنی کلب کے مسکن سے ایک فرسخ پر اُنھین پہاڑون کی ایک گھاٹی مین زکریا نام ایک بوڑھا شخص رہتا ہے جس کو مین بچپن سے اسی صورت مین دیکھتا ہون۔ اور لوگ اس کی عمر صدہا سال کی بتاتے ہین۔ وہ دنیا سے الگ تھلگ بالکل خاموش بیٹھا رہتا ہے۔ اور خدا جانے اُس نے کس زمانے سے کسی سے بات نہین کی ہے۔ اکثر لوگ اس کے معتقد ہین۔ اس لیے کہ اُس مین آج تک کسی کو کوئی عیب یا نقصان نہین نظر آیا۔ اور بہت ہی بے آزار زندگی بسر کرتا ہے۔ مگر خرابی یہ ہے کہ وہ

کسی کو اپنے پاس آنے اور ٹھہرنے نہین دیتا ہے۔ نہ کسی کی سنتا ہے۔ اور نہ کسی سے کچھ کہتا ہے۔ لوگ اُسے بہت بڑا عالم بتاتے ہین۔ مگر یہ آج تک کسی کو نہین معلوم ہو سکا کہ اس کا مذہب کیا ہے۔ اس لیے کہ نہ کسی کو کسی عقیدے کی طرف بلاتا ہے۔ اور نہ کسی مذہب پر اعتراض کرتا ہے۔ آپ یا اس کے پاس جائین۔ اور اُس سے بات چیت کرنے کی کوشش کرین۔ اگر اس کو یقین آگیا کہ آپ سچے جویاے حق ہین۔ اور کوئی دنیاوی غرض لے کے نہین آئے ہین تو امید ہے کہ ضرور بات کرے گا۔ اور جو کچھ وہ بتائے گا بالکل سچ ہوگا"۔

ہیمن: "مین نے سنا ہے آپ کے ملک مین کوئی پیغمبر پیدا ہونے والا ہے وہی تو نہین ہے؟"

شیخ: "پیغمبر ہوتا تو کسی دین کی طرف لوگون کو بُلاتا۔ حالانکہ وہ دنیا والون کی صورت سے بھاگتا ہے"۔

اُس شخص کے حالات سُن کے مین بنی کلب کے چشمے کے پاس پہونچا۔ اور ایک رات اُن لوگون مین ٹھہر کے جو علی العموم بُت پرست ہین دوسرے دِن علی الصباح اُس شخص کی تلاش مین نِکلا۔ اُس کے مسکن کا پتہ مجھے بنی کلب سے معلوم ہو گیا تھا۔ بغیر کسی زحمت کے پہونچ گیا۔ دیکھا کہ پہاڑیون کے ایک گھونگھٹ مین ایک چٹان پر وہ شخص بیٹھا ہے۔ سر اور ڈاڑھی مونچھون کے بالون کے بڑھ جانے اور ناخنون کے بڑے ہونے کی وجہ سے انسان نہین ایک وحشی جانور معلوم ہوتا ہے۔ بال بالکل سفید ہین سارے جسم مین جھُرّیان پڑی ہین۔ گوشت تحلیل ہو گیا ہے۔ اور کھال ہڈیون کو چھوڑ چھوڑ کے جا بجا سے لٹک پڑی ہے۔ پالتھی مارے اور سر کو سینے پر لٹکائے ایک غور و فکر مین بیٹھا ہے۔ اور گویا اُسے خبر ہی نہین ہوتی کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے۔ بہت سے ہرن اُس کے آس پاس اور وہ ایک خاص اُسی چٹان پر جس پر وہ ہے بیٹھے جگالی کر رہے ہین۔ میری آہٹ پاتے ہی وہ بھڑک کے بھاگے۔ مگر اُس کی وضع و حالت مین تغیر نہ ہوا۔

مین بھی ادب سے اور نہایت ہی آہستگی کے ساتھ اُس کے پاس

جاکے بیٹھ گیا۔ اور مراقبہ مین سر جھکا کے اُس کے دل سے روحانی لگاؤ پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اور خیال کیا کہ اپنی سیر باطن سے فارغ ہو کے سر اُٹھائے تو بات کرون۔ مگر صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام ہو گئی۔ اور اُس نے سر نہ اُٹھایا۔ اور اب مین نہایت حیران تھا کہ کیا اسے حوائج ضروری اور کھانے پینے کی بھی ضرورت نہین ہوتی؟ مجھے حوائج ضروری کے لیے کئی بار اُٹھنے کی ضرورت پیش آئی۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ اور اسی وضع مین بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ آخر مین نے بھی عہد کر لیا کہ نہ اپنی طرف سے چھیڑ کے بات چیت کرون گا۔ اور نہ جب تک یہ کچھ کھائے پیئے گا کھاؤن گا۔ اگرچہ بھوک پیاس نے مجھے بیتاب کر رکھا تھا مگر اپنے عہد کو نباہ رہا تھا۔ اس کے پاس اُسی کی طرح مراقبہ مین خاموش بیٹھا تھا۔ اور تھوڑی بہت روحانی قوت جو گذشتہ عمر کی ریاضتون سے مجھ مین پیدا ہو گئی تھی اس سے کام لے کے دل کو اُس کے دل کی طرف رجوع کرتا تاکہ اگر اس کے دل کا کوئی اثر مجھ پر نہین پڑتا تو میرے دل کا اسی پر ہو۔ دن ختم ہونے کے بعد ساری رات بھی مراقبہ مین گزر گئی۔ مگر وہ نہ چونکا۔ اور نہ میرے دل پر کوئی کیفیت طاری ہوئی۔

اب صبح کا وقت تھا۔ اور وہ گھڑی جب کہ مین ہمیشہ ریاضت کرتا تھا۔ اس وقت مین نے دل پر بے حد زور ڈال کے اُس کی طرف توجہ کی۔ اگرچہ مین اُس کے مقابل مین اپنی باطنی قوت کو بہت ہی کمزور جانتا تھا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ میری ایک شبانہ روز کی کشش و کوشش کا اُس پر مطلق اثر نہ ہوا تھا۔ تاہم دل مین ٹھان لی کہ روحانی اکھاڑے مین جہان تک بنے گا زور کیے جاؤن گا۔ یکایک اُس نے سر اُٹھایا۔ اور میری طرف گھور کے دیکھا۔ پھر اُٹھ کے حوائج ضروری سے فارغ ہوا۔ ایک مشکیزے سے جو ذرا فاصلے پر رکھا تھا پانی پیا۔ اُسی کے پاس ایک خُرجین تھی اُس مین سے نکال کے دو چار چھوہارے کھائے۔ اور پھر اسی جگہ آبیٹھا۔ اور پہلے کی طرح پھر مراقبے مین مشغول ہو گیا۔

اب موقع پا کے مین نے بھی کچھ کھا لیا۔ اور پھر اسی طرح مراقبے مین

دل کو اس کی طرف متوجہ کرنے لگا۔ اس روحانی زور آزمائی میں مصروف ہوئے مجھے دو ہی تین گھڑیاں ہوئی ہونگی کہ اُس نے گھبرا کے اور اُب کے ایک سانس لی۔ سر اُٹھایا۔ میری طرف دیکھا۔ کچھ دیر تک مجھ پہ نظر جمائے رہا۔ اور جب دیکھا کہ مین کچھ نہین کہتا تو بولا "کیا تم چاہتے ہو کہ یہ جگہ تمھارے لیے چھوڑ کے مین کہین اور چلا جاؤن ؟"

مین۔ (ادب سے) "نہین بلکہ میری یہ تمنا ہے کہ مجھے اپنے حلقۂ ذوق مین شریک کیجیے"

وہ "کیا تمھین دنیا مین اور کوئی نہین ملتا ؟"

مین "جی نہین ایسا تو آج تک کوئی نہین ملا"

وہ "مگر تمھارا کام دنیا مین پھر کے حق کو تلاش کرنا ہے۔ اور مین جہان بیٹھا ہون وہان سے ہل بھی نہین سکتا"

مین "مجھے جس چیز کی تلاش ہے اگر یہان مل گئی تو پھر مین کہین نہ جاؤن گا"

وہ "لیکن وہ چیز یہان نہین مل سکتی"

مین "کیا آپ کے پاس وہ چیز نہین ہے ؟"

وہ۔ (متغض ہو کے) "اسی قسم کے فضول سوالون سے بچنے کے لیے مین کسی سے بات نہین کرتا۔ پچاس سال سے مین نے کسی سے بات نہین کی تھی۔ مگر تمھاری روحانی زبردستیون نے آج مجبور کر دیا۔ جس چیز کی تمھین تلاش ہے اب یہان نہین بلکہ دکن کی کنکریلی زمین مین ملے گی"

مین "مگر مین جب تک آپ کی تحقیق و جستجو سے پورا فائدہ نہ اُٹھالون گا نہ جاؤن گا"

وہ "میرے مسلک و عقائد کا کوئی آدمی دنیا بھر مین نہین ہے۔ تم نے جن مدارس روحانی مین تعلیم پائی ہے۔ اور قسم کے ہین۔ اور میرا مذہب دوسرا ہے جس کی طرف اب مین کسی شخص کو بلا بھی نہین سکتا"

مین "کیا اُس مین حقانیت اور سچائی نہین ہے جو آپ کسی کو اس طرف دعو نہین کر سکتے ؟"

وہ۔ (برہم ہو کے) "افسوس یہی رمز ہے جس کو مین زبان پر لانا نہین چاہتا۔ اور جس کی وجہ سے میرے منھ پہ خموشی کی مُہر لگی ہوئی ہے"

مین ۔ مگر مین جب تک اُس رمز حقیقت کو معلوم نہ کر لون گا نہ جاؤن گا"

وہ ۔ آہ! تم میری جان لو گے! اچھا لو۔ اب دنیا مین میرے رہنے کی ضرورت بھی نہین رہی۔ اس لیے کہ اپنا وقت پورا کر چکا۔ سُنو۔ مین حضرت مسیحؑ کے اُس اصلی مذہب پر ہون جو خاص اُن کے حواریون اور ارض مقدس کے پہلے مسیحیون مین تھا۔ جن کو امرِ حق کی تعلیم خاص حضرت مسیحؑ سے ملی تھی۔ اور جو اُن کے قدم بقدم چلتے تھے۔ یہی مذہب ہے جسے لوگ مذہب "ناصری" کہتے ہین۔ قدیم الٰہی مذہب حق جو حضرت آدمؑ سے شروع ہو کے حضرت مسیحؑ کے زمانے تک چلا آیا۔ ایک ہی تھا جس کی تمام انبیاے سلف نوحؑ۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ وغیرہم تجدید کرتے رہے۔ اور وہی مذہب ناصری تھا۔ مگر پولوس کی تعلیم سے جو بُت پرستان مغرب کی معاشرت اور اسرائیلیون سے تعصب رکھنے پر مبنی تھی مسیحؑ کی مسیحیت کی جگہ دنیا مین پولوس کی نئی مسیحیت قائم ہو گئی۔ اور اُس نے یہان تک زور پکڑا کہ حضرت مسیح کا اصلی مذہب جو چند اسرائیلی مسیحیون ہی تک محدود تھا۔ مغلوب ہوتے ہوتے رومیون کے ہاتھ سے فنا ہو گیا۔ جو پولوس کی رومی و یونانی مسیحیت کے حامی تھے۔ غرض آج دنیا مین اُس اصلی مسیحیت کی اکیلی ایک یادگار مین ہی رہ گیا ہون۔ میری عمر بہت زیادہ ہے۔ ان آنکھون سے مین نے ڈیڑھ سو برس کا زمانہ دیکھا ہے۔ اور جب یہ نظر آیا کہ پولوس کی مسیحیت بھی بگڑ کے کچھ سے کچھ ہو گئی۔ اور اس مین بیسیون فرقے پیدا ہو گئے جو اپنے اپنے خیالی گرجے بنا کے اُن کے لیے لڑتے ہین تو اس فتنے سے بچنے کے لیے مین ارض شام سے بھاگ کے اس پر امن خاموشی مین آ گیا جہان انسان کا گذر نہین۔ اور کبھی کوئی نظر بھی آ جاتا ہے تو وہ مسیحی نہین بُت پرست ہوتا ہے"

مین ۔ "اُس اصلی مسیحیت ناصری کے عقائد کیا ہین؟"

وہ ۔ اس مین خالص توحید ہے تثلیث نہین۔ اس مین مسیح پیغمبر اور بادشاہ ہین۔ خدا کے بیٹے اور ایک دوسرے خدا نہین۔ بیٹے بھی ہین تو ویسے ہی جیسا کہ ہر نیکوکار بندے کو عبرانی زبان کے محاورے مین خدا کا فرزند کہا جا سکتا ہے۔ اس مین ختنہ ایک ضروری و لازمی سنت قدیم ہے۔ اور حق کے شعائر مین داخل ہے

اُس مین لحم خنزیر حرام ہے۔ حلال نہین۔ اور اس مین روحانیت ہے۔ مگر وہی روحانیت جو نظام مروجۂ عالم کو ضرر نہ پہونچائے"۔

مین "لیکن عقائد اور اصول دین مسیحیت مین یہ انقلاب عظیم کیسے ہو گیا؟"

وہ "رومیون اور یونانیون کے عیسائی بنانے کی ہوس مین پولوس نے ختنہ کو موقوف اور خنزیر کو حلال کیا۔ اُس کے بعد مغربی بت پرستون کے قدیم مشرکانہ مذاق نے مسیح کو خدا بنایا۔ پھر اُس کے بعد بُت پرستون کے قدیم فلسفہ نے جو مغربی قومون کے دماغ مین چکر کھا رہا تھا ایک خدا کے تین خدا بنا دیے"۔

مین "لیکن جب آپ کی مسیحیت اصلی دین الٰہی ہے تو پھر آپ اُسے چھپاتے کیون ہین؟ اور اس کی تبلیغ کیون نہین کرتے؟"

وہ "اس لیے کہ مسیحیت اپنی عمر پوری کر چکی اور تبلیغ کا کام خدا نے اور لوگون کے سپرد کر دیا۔ اسی وجہ سے مین نے کہا کہ اب میری ضرورت نہین رہی اور میری زندگی پوری ہو گئی۔ مین پچاس سال کے بعد آج تمھارے مجبور کرنے سے بولا۔ اور یہی بولنا میرا آخری بولنا ہے۔ کل صبح سے پہلے ہی مین اس دنیا سے کوچ کر دون گا۔ اور یہ حجت پوری ہو جائے گی کہ نئی نبوت اور نئے سلسلۂ تبلیغ کے شروع ہوتے وقت دنیا مین کوئی سچا پیرو مسیح اور کوئی حق پرست نہین باقی تھا"۔

ان الفاظ نے مجھ پر عجیب اثر ڈالا۔ بے اختیار اُس سے پوچھا "یہ تو بتا دیجیے کہ وہ نئی نبوت اور نیا سلسلۂ تبلیغ کہان سے شروع ہو گا؟"

وہ "جنوب کی طرف سفر کر کے ارض حجاز مین جاؤ۔ اور اُس پیغمبر کا انتظار کرو جو مکہ کو چھوڑ کے یثرب مین جائے گا۔ اور اُس کی یہ پہچان بھی یاد کر لو کہ اُس کی پیٹھ پر مہر نبوت ہو گی اور صدقے کی چیز نہ کھائے گا ہان ہدیہ کی چیز کھائے گا"۔

اتنا کہہ کے وہ شخص خاموش ہو گیا۔ اور پھر نہ بولا۔ مین نے بولوانے کی ہزار کوشش کی۔ مگر اب اُس کی زبان بند تھی۔ شیخ بنی کنانہ نے اُس کا نام زکریا بتایا تھا۔ مجھے خود اُس سے اُس کا نام دریافت کرنے کی نوبت نہین آئی جس کی وجہ سے میرے دل مین شک تھا کہ آیا یہی وہ شخص ہے یا نہین۔ مین دن بھر اس

کوشش مین لگا رہا کہ اُسے پھر بلوا کے کچھ اور باتین دریافت کرون۔ مگر رات ہوگئی اور اُس نے لب نہ ہلایا۔ ہم دونون پاس پاس بیٹھے تھے۔ مین بار بار سوال کرتا تھا اور وہ میری طرف دیکھتا بھی نہ تھا۔

اسی حالت مین آدھی رات ہوگئی۔ اُس وقت یکایک وہ شخص سیدھا ہو کے لیٹ گیا۔ میری طرف دیکھ کے مُسکرایا۔ اور کہا "اب مین دنیا سے رخصت ہوتا ہون۔ خدا نے میری تجہیز و تکفین کے لیے تمھین بھیجا ہے۔ اس لیے یاد رکھو کہ جب مین مر جاؤن تو تازے پانی سے مجھے نہلانا۔ یہ چادر جس مین مین بدن چھپائے ہون اُسی کو دھو کے پھر میرا کفن بنانا۔ اس چٹان کے برابر جس پہ بیٹھا ہون کھود کے مجھے دفن کرنا۔ اور میری قبر کا نشان مٹا دینا۔"

یہ کہتے ہی اُس کے چہرے پر بلا کی متانت و سنجیدگی پیدا ہوگئی۔ اور میری طرف دیکھ کے بولا "تم گواہ رہنا کہ مین مرتے وقت خدائے واحد لاشریک کا ماننے والا ہون۔ اور اُس ناموس اکبر اور اُس پیغمبر آخر الزمان پر ایمان لاتا ہون جس کی نبوت کا آغاز ہو چکا ہے" اتنا کہا اور روح پرواز کر گئی۔

اس واقعے نے مجھے مایوس کر دیا۔ دیر تک سناٹے مین رہا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ تمام باتین جو اس نے بتائین سب ناتمام اور تشنہ ہین۔ تھوڑی دیر کے بعد اُٹھ کے گھڑا اُٹھا لیا۔ اور بنی کلب کے چشمے سے تازہ پانی لایا رات ہی کے اندھیرے اور تارون کی چھاؤن مین اُسے نہلایا۔ اس کی چادر دھو کے اُس مین اُسے لپیٹا۔ پھر ریتلی زمین مین ایک پھاؤڑے سے جسے بنی کلب سے مانگ لایا تھا قبر کھود کے تیار کی اور فجر کے وقت طلوع آفتاب سے پہلے اُس کے حق مین دعاے مغفرت کر کے اُسے آغوش لحد کے سپرد کیا۔ اور چند پتھرون کو لحد کے پہلو مین جما کے اوپر سے مٹی برابر کر دی۔"

صبح کو مین بنی کلب مین واپس جا کے ٹھہرا اور جنوب کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ معلوم ہوا شہر ملقبار کے چند سوارون کا گروہ ارض شام کو جا رہا ہے۔ اس لیے جلدی جلدی یہ خط لکھ کے ایک سوار کو دیا کہ

آپ کی خدمت مین پہونچادے۔ اب دیکھیے دوسرا عریضہ پیش کرنے کا موقع کب ملتاہی۔ والسلام عقیدت کیش۔ (ماہ بہ)

خود ماہ بہ پرانے واقعات نے اتنا اثر نہین کیا تھا۔ جس قدر کہ اس خط کو پڑھ کے بحیرا کے دل پہ اثر ہوا۔ اُس کی ساری زندگی ایک روحانی بے اطمینانی اور دینی شکوک و شبہات مین گذری تھی۔ حق کا جویا اور نغمۂ حق کے سننے کا منتظر رہا تھا۔ ماہ بہ کی اس تحریر نے یقین دلادیا کہ دنیا جس ناموس الٰہی کی منتظر تھی وہ آگیا۔ اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی۔ اور کیا عجب کہ نور حق کی شمع نے اُسی نو عمر لڑکے کے پہلو سے ضو دی ہو۔ مگر افسوس وہ کہان ہے؟ اور کس سرزمین پر ہے؟ جو مرحوم حق پرست ماہ بہ کو بنی کلب کے پڑاؤ کے قریب ملا اُس نے ارض حجاز کا پتہ دیا ہے۔ تو کیا میرا فرض نہین ہے کہ اُٹھ کھڑا ہون؟ اور راہ طلب مین قدم مارون؟ مگر افسوس مجھ مین اتنی قوت نہین کہ ایک میل بھی چل سکون۔ نہ دل مین حوصلہ ہے۔ اور نہ پاؤن مین طاقت۔ اپنی طرف سے کسی اور کو بھیجتا۔ مگر ریگ روان کے اس ناپیداکنار سمندر مین جو جائے گا گم ہو جائے گا۔ ماہ بہ سے زیادہ سچا اور دھن کا پکا دوسرا نہین ہو سکتا۔ مگر اُس کا بھی دنیا کے اس غیر متمدن حصے مین کچھ زور نہین چلتا۔ وہی تھا کہ اتنی مدت کے بعد اپنی خبر دے سکا۔ اور کوئی ہوتا تو ایسا غائب ہوتا کہ قیامت تک پتہ نہ چلتا۔ غرض مین سوا اس کے کہ ماہ بہ پہ بھروسہ کرون۔ اور اُسی کی جستجو کو اپنی جستجو تصور کرون۔ اور اس وقت کا منتظر رہون۔ جب وہ اس پیغمبر کے پاس پہونچ کے رمز حقیقت سے آگاہ ہوگا۔ اور کیا کر سکتا ہون؟ مگر دیکھون اب اُس کا خط کب آتا ہے"

اس کے بعد اس بارے مین اُس سے استفانوس سے دیر تک گفتگو رہی۔ استفانوس نے اپنے مرشد کو اس نئے پیغمبر کے شوق مین حد سے زیادہ مضطر و بیقرار دیکھ کے کہا "اگر آپ فرمائین تو مین ارض حجاز مین جا کے ڈھونڈھون؟"

بحیرا "تم ماہ بہ سے زیادہ جستجو نہین کر سکتے۔ وہ بھی میرے بھیجنے سے اور میری ہی طرف سے گیا ہے۔ اس لیے میرے دل کو گونہ اطمینان ہے۔ اور سمجھتا ہون

کہ مین اپنا فرض ادا کر رہا ہون۔ اس سرزمین مین جانے سے زیادہ دشوار مراسلت کرنا ہے۔ تم پہونچے بھی تو اپنے حالات سے مجھے کیونکر اطلاع دوگے؟ اور جب کبھی اس کا موقع ہمارے ہاتھ آئے گا تو مجھے یقین ہے کہ ماہ بہ تم سے زیادہ مستعدی کے ساتھ مجھے اطلاع دے گا۔"

استفانوس:"بظاہر اس کے سوا کوئی مفر نہین ہے کہ ہم خاموش بیٹھ کے ماہ بہ کی تحریر یہ دن کا انتظار کرین۔"

بحیرا:"یہ تو ہو ہی رہا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ہم ماہ بہ کو کوئی خط نہین بھیج سکتے۔"

استفانوس:"ماہ بہ جب ارض حجاز مین پہونچ کے کسی جگہ ٹھہر جائین گے اس وقت شاید ہمین اُن کو کچھ لکھنے کا موقع ملے۔ ابھی تو ہم مجبور ہین کہ اُن کی سنین اور کچھ نہ کہین۔"

اس کے بعد بحیرا کا معمول تھا کہ ہر وقت کسی دوسرے خط کا منتظر رہتا۔ اور استفانوس کو بلا بلا کے تاکید کرتا کہ ارض عرب کی طرف سے جو آئے اس سے ضرور پوچھ لینا کہ وہ کسی کا کوئی خط تو نہین لایا ہے۔ اس انتظار کو مسلسل دو سال گزر گئے۔ اور کچھ پتہ نہ لگا کہ ماہ بہ زندہ ہے یا مر گیا۔ اور زندہ بھی ہے تو کہان۔ اور کس حال مین ہے۔ اور جس پیغمبر کے ظہور کا مژدہ سننے مین آیا تھا وہ کہان ہے۔ اور کیا کر رہا ہے۔

دوسرا خط

اسی شوق اور یاس آمیز امیدواری مین ایک دن بحیرا اپنی کھڑکی سے جنوب کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور نظر جمائے ہوئے تھا۔ کہ اُدھر سے چند عرب تاجرون کا ایک قافلہ گزرا۔ اور اُن مین سے دو چار آدمی کٹ کے کنیسے کے احاطہ مین داخل ہوئے۔ اور قافلہ سیدھا شہر بصریٰ کی آبادی کی طرف چلا گیا۔ ان لوگون کو آتے دیکھتے ہی بحیرا کے دل مین خیال گزرا کہ یہ لوگ ماہ بہ کا کوئی خط نہ لائے ہون۔ کمال بے تابی کے ساتھ ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ

کوئی قریب ہو تو اُسے بھیج کے اِن لوگون کا حال دریافت کرون۔ مگر کوئی نہ تھا۔ آخستہ اُٹھکے زینے کے پاس گیا۔ اور استفانوس کو آواز دی جو اپنے خاموش و غیر متحرک مرشد کو زینے کے پاس دیکھ کے بدحواس دوڑا۔ اور اپنے کمرے سے نکلتے ہی آواز دی کہ "لبیک!"

بحیرا: "چند ابناے بادیۂ عرب قافلہ چھوڑ کے ہمارے احاطے کے اندر داخل ہوے ہین۔ دیکھو کون ہین؟ اور کیون آئے ہین؟ ہمارے جویاے حق دوست کا کوئی خط نہ لائے ہون۔" استفانوس نے ادب سے عرض کیا کہ "ابھی جاکے دریافت کرتا ہون۔ اور اُسی وقت اُتر کے نیچے چلا گیا۔

اس کے انتظار مین جو چند منٹ گزرے بحیرا کے لیے نہایت ہی ناقابل برداشت تھے۔ اُس کی نظر زینے کے دروازے پر جمی ہوئی تھی۔ دو ایک دفعہ زبان سے نکل گیا "افسوس! استفانوس کو میرے شوق اور میری بے صبری کا اندازہ نہین ہے۔ ورنہ اتنی دیر ہرگز نہ لگاتا۔ میری عمر اتنی آگئی کہ نہین کہہ سکتا مجھے سفر آخرت کو کتنا زمانہ باقی ہے۔ ممکن ہے کہ یہی سانس جو نتھنون سے نکل رہی ہے پچھلی ہو۔ یہ قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ ناموس الٰہی کا ظہور ہو گیا۔ اور پچھلے پیغمبر نے اپنی دعوت کی آواز بلند کر دی۔ لہذا اب اُس پر ایمان لانا بنی نوع انسان پر فرض ہو گیا۔ ایسا نہ ہو کہ مین اس فرض کو ادا کیے بغیر مر جاؤن۔"

بحیرا کے دل مین یہی خیالات گزر رہے تھے کہ یکایک استفانوس ایک خط لیے ہوے آیا۔ اور کہا "حضرت۔ یہ عرب کے قبیلۂ بنی تمیم کے چند لوگ ہین۔ جو ایک خط لائے ہین۔ اور کہتے ہین کہ مقام وادی القریٰ مین کسی یہودی شخص کے ایک غلام نے اُنھین یہ خط دیا کہ آپ کی خدمت مین پہونچا دین۔"

بحیرا: "غلام! اور پھر یہودی کا! ایک یہودی غلام کو مجھ سے کیا واسطہ؟"

استفانوس: "ممکن ہے کہ وہ مسیحی اور آپ کا معتقد ہو۔ اس لیے کہ جو

شخص خط لایا ہے کہتا ہے کہ اس غلام کا کچھ اور مذہب ہے جس کی وجہ سے اُس کا یہودی مالک اُس پر سختیاں کیا کرتا ہے۔"

بحیرا۔ (ہاتھ بڑھا کے) "لاؤ۔ خط دو۔ دیکھوں کس نے بھیجا ہے۔" استفانوس نے خط اُس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور اُس نے لفافہ چاک کر کے اُس پر ایک اجمالی نظر ڈالی۔ اور کہا "اہاہ! یہ تو خود ماہ بہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور لو اُسی کی طرف سے ہے بھی۔"

استفانوس۔ "تو شاید ہمارے اُس جویائے حق نے کسی غلام کے ذریعہ سے اس خط کو اس شخص کے پاس پہونچایا ہو گا۔"

بحیرا۔ "خیر تو میں اب اطمینان سے بیٹھ کے اس خط کو پڑھوں گا۔ اور تم جا کے ان لوگوں کے ٹھہرانے کا انتظام کرو۔"

استفانوس۔ "مگر وہ لوگ یہاں نہیں ٹھہرتے۔ بصریٰ میں جا کے فروکش ہوں گے یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک مہینہ قیام کر کے واپس روانہ ہوں گے تو ہم سے ملتے جائیں گے۔ اور وعدہ کرتے ہیں کہ اُس وقت دو ایک روز کے لیے ہمارے مہمان ہوں گے۔" یہ کہہ کے استفانوس واپس گیا۔ اور بحیرا نے خط کو پڑھنا شروع کیا۔ جو حسب ذیل تھا:۔

میرے ہادی و مقتدا حضرت کو میرے خطوط کا بیحد انتظار رہا ہو گا۔ اور اس انتظار میں غالباً سخت تکلیف ہوئی ہو گی۔ مگر میں مجبور تھا۔ اور خدا ہی کو نہیں منظور تھا کہ میرا کوئی عریضہ حضرت اقدس تک پہونچے۔ افسوس اس بے تعلقی کو دو سال سے زیادہ زمانہ گزر گیا۔ جس میں حضرت والا کو میرا حال نہیں معلوم ہوا۔ اور مجھے تو اس وقت سے جبکہ آپ کے آستانۂ فیض کو چھوڑا تھا۔ آج تک حضور کی خیریت نہیں معلوم ہوئی۔ لیکن حضور یقین جانیں کہ آستان بوس کا دل ہر وقت حضور ہی میں لگا رہتا تھا۔ خیر اب میں اپنے فرض کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔"

حضور والا! جس ناموس اکبر کا انتظار تھا وہ دنیا میں آگیا۔ اور تبلیغ الٰہی شروع ہو گئی۔ مگر افسوس مجھے ابھی تک اس کا موقع نہیں ملا کہ اُس

چشمۂ فیض کو جا کے اپنی آنکھون سے دیکھون۔ آہ مجبور ہون۔ اور بے بس۔

مین اپنی پہلی تحریر مین یہ بتانا بھول گیا تھا کہ جن خاموش حق پرست کو دفن کر کے
مین بنی کلب مین آیا تھا اُن کے پاس چند بکریان تھین جو آس پاس ہرنون
اور وحشی جانورون کے ساتھ چرا کرتین۔ اور اُنھین کے دودھ پہ اُن کی
زندگی کا زیادہ حصہ بسر ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ مرتے وقت اُنھون نے مجھ سے یہ بھی
کہہ دیا تھا کہ یہ بکریان میرے بعد سب تمھاری ہین۔ اب اُنھین آغوش لحد کے سپرد
کر کے مین وہان سے چلا تو اس چھوٹے سے گلے کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ اور
اُسے ہنکاتا ہوا بنی کلب مین آیا۔ یہان چار روز تک اُن مین ٹھہرا کہ اُس مرحوم بزرگ
کے کچھ حالات کسی سے معلوم ہو سکین تو دریافت کر کے آگے کی راہ لون۔ اتفاقا
مجھے پتہ لگا کہ بنی کلب کا ایک چھوٹا سا قافلہ کعبے کے بتخانہ کی زیارت
اور حج کے لیے ارض حجاز کی طرف روانہ ہونے والا ہے۔ یہ خبر
نہ تھی بلکہ ایک مژدۂ جان فزا تھا۔ جس کو سنتے ہی مین اُن زائرین مکہ کے
قافلہ سالار عامر بن صعصعہ کے پاس گیا۔ اُن بکریون کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ اور اس
شخص سے مل کے کہا۔ "اگر آپ مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے چلین تو یہ سب بکریان آپ
کی نذر ہین۔" اُس شخص نے اس معاملت کو بڑی خوشی سے قبول کر لیا۔ اور
لطف و مرحمت کے لہجے مین کہا۔ "مین آپ کو ساتھ لے چلنے ہی کا وعدہ نہین کرتا۔
بلکہ جب تک آپ ہمارے ساتھ رہین آپ کے کھانے کی بھی کفالت کرتا رہون گا۔"
مین نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور اُس نے وہ بکریان لے کے اپنے گلے مین چھوڑ دین۔ مجھے
ایک اونٹ پر بٹھا کے اپنے ساتھ لے لیا۔ اور نہایت مروت و اخلاق کے ساتھ مجھے
کھلاتا پلاتا ارض حجاز کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ نہایت پر خطر ہے۔ ہر قدم پہ لوٹ مار
ہوتی ہے۔ کوئی کسی کا شریک حال نہین۔ اور اگر کوئی بے رحم بدوی لٹیرون
کے ہاتھ سے بچا رہا تو وحشت ناک دشت ناپیدا کنار برہنہ پہاڑ۔ اور ریگ
روان کے بادیہ گرد تودے اُسے تھکا تھکا کے بھوکا پیاسا مارتے ہین۔
اس حالت کو دیکھ کے اکثر خیال آتا کہ اگر مین تن تنہا سفر کرتا تو منزل مقصود
تک ہرگز زندہ نہ پہونچ سکتا۔

خود یہان کے لوگ جو اکثر اِن آفتون سے بچ جاتے ہین اُس کی دو وجہین ہین۔ اول تو یہ کہ ہر شخص کو اپنے قبیلے کی قوت سے مدد ملتی ہے۔ کسی قبیلے کا کوئی آدمی کسی کے ہاتھ سے مار ڈالا گیا یا اُسے کسی قسم کا ضرر پہونچا تو اُس کے قبیلے والے تمام کام چھوڑ کے انتقام لینے کو اُٹھ کھڑے ہوتے ہین۔ اور جب تک انتقام نہین لے لیتے چین نہین لیتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ڈاکو ابنائے بادیہ سے جس کسی کا سامنا ہوتا ہے پہلے اُس کا نام و نسب دریافت کرتے ہین اُس کے قبیلے اور مسکن کا پتہ پوچھتے ہین۔ اور اگر معلوم ہوا کہ اس کا قبیلہ زبردست ہے۔ اور ہم شمشیر انتقام سے نہ بچ سکین گے تو ہرگز مزاحمت نہین کرتے۔ دوسرے یہ کہ یہان کے قبائل باہم ایک دوسرے سے دوستی پیدا کر کے اور معاہدۂ یکجہتی کر کے باہم ایک دوسرے کے حلیف بن جاتے ہین۔ اور حلیف قبائل کا فرض ہے کہ ہر لڑائی مین چاہے جائز بنیاد پر ہو یا ناجائز ایک دوسرے کا ساتھ دیتے رہتے ہین۔ اس وجہ سے جس قبیلے کے جتنے زیادہ حلیف قبائل ہوتے ہین اُسی قدر اُس کا رعب اور اثر زیادہ ہوتا ہے۔ لہذا جناب خاص یہان کے لوگ اس سرزمین کے اس بدوی تمدن سے بڑے فائدے اُٹھاتے ہین۔ بخلاف اس کے اگر کوئی بیرونی شخص آجائے جس کا نہ کوئی حامی و مددگار ہو اور نہ اُس کو یہان کے کسی قبیلے سے سروکار ہو تو اُس کی جان کے لیے ہر جگہ اور ہر قدم پر خطرہ ہے۔

بہر حال مین دل ہی دل مین خدا کا شکر کرتا ہوا حجاز کی طرف چلا کہ اُس نے ایسی اجنبی سرزمین مین مجھے ایسے محبت والے حامی و مددگار دیدیے۔ اُسی طرح سفر کرتا ہوا مین مقام وادی القریٰ مین پہونچا جو خاص علاقہ حجاز مین ہے اور مکے سے زیادہ دور نہین۔ یہان میرے محسن عامر بن صعصعہ نے ایک ہفتہ قیام کیا۔ اور شمعون نام ایک یہودی سے اُس سے کچھ لین دین ہوا جس کی مجھے اس سے اطلاع ہو گئی کہ شمعون اکثر اس سے ملنے کو آتا تھا۔ اور جس دن ہمارے ساتھی سفر کرنے والے تھے اس دن اُس نے کچھ غیر مسکوک چاندی لاکے تول دی۔ عامر نے وہ چاندی میرے سامنے اپنے قبضے مین کی۔ اور دیکھا کہ اُس سے

باتین کرتا رہا۔ دو پہر کے بعد جب شمعون رخصت ہوا تو آ کر مجھ سے کہا کہ آپ ذرا ان کے ساتھ اِن کے گھر پر چلے جائین۔ اور یہ جو کچھ دین لے آئیے۔ اس سے پہلے کبھی عامر نے مجھ سے اِس قسم کی کوئی خدمت نہین لی تھی۔ جس کی وجہ سے مجھے یہ بات نئی سی معلوم ہوئی۔ مگر اُس کے احسانات تھے۔ عذر کا کیا موقع تھا؟ فوراً شمعون کے ساتھ اُس کے گھر پر گیا جو یہان سے تقریباً دو تین میل کی مسافت پر تھا۔ شمعون نے مجھے بڑی دیر تک بٹھا رکھا۔ مین نے کئی دفعہ کہا جو کچھ دینا ہو دیجیے تاکہ مین اُسے لے کے اپنے رفیقون کے پاس جاؤن۔ مگر وہ ٹالتا رہا۔ یہان تک کہ شام ہو گئی۔ شام ہوتے دیکھ کے مین گھبرایا کہ آج ہی کوچ کا دِن ہے - ایسا نہ ہو کہ مسافران نبی کلب چلے جائین اور مین یہین پڑا رہ جاؤن۔ جرأت کر کے شمعون سے کہا، آپ نے اس قدر دیر لگائی۔ اور ہم لوگون کو آج ہی سفر کرنا ہے"

شمعون۔ (سختی کے لہجے مین) "اب تم جانے کا خیال نہ کرو۔ اس لیے کہ تمھین یہین رہنا ہے۔ اور تمھارے ساتھی جا چکے جو اب یہان سے چھ سات فرسخ کی مسافت طے کر چکے ہون گے"

مین "وہ گئے تو مضائقہ نہین۔ اس وقت تک جو اُنھون نے میری کفالت و دستگیری کی یہ بھی اُن کی عنایت تھی جس کا مین بہت شکر گزار ہون۔ لیکن اب اگر وہ مجھے اپنے ساتھ نہین لے جانا چاہتے تو مین تن تنہا اور پاپیادہ سفر کرون گا۔ مین یہان نہین رہ سکتا"

شمعون "تم یہان رہنے پر مجبور ہو۔ اور نہین جا سکتے"

مین۔ (تعجب سے) "مین نہین سمجھ سکتا کہ آپ کو مجھے مجبور کرنے کا کیا حق ہے؟"

شمعون "ہان مجھے حق ہے۔ مین تمھین تمھاری حالت و حیثیت بتائے دیتا ہون۔ جس کے بعد تم کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ مجھے تمھارے روکنے کا حق کیون حاصل ہے؟ اور تمھین اب یہان کیسی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ تم میرے غلام ہو۔ اور مین نے تم کو تمھارے پہلے آقا عامر کلبی سے مول لیا ہے۔ اور خود تمھارے سامنے قیمت ادا کر دی ہے"

مین "لیکن مین تو عامر کا غلام نہ تھا۔ اُنھین میرے بیچنے کا کیا حق تھا؟"
شمعون "اُنھون نے تمھین اپنا غلام بتایا۔ اور غلام ہی سمجھ کے مین نے مول لیا"
مین "مگر میرے خریدنے مین آپ نے اپنا کیا نفع سمجھا ہے؟ مجھ سا بوڑھا از کار رفتہ غلام آپ کی خدمت بجا لانے کے قابل بھی تو نہین ہے"
شمعون "مین نے عامر بن صعصعہ کلبی سے سُنا ہے کہ تم عیسائی ہو۔ اور ہمین عیسائیون سے صدہا طرح کے انتقام لینا ہین۔ مجھے تمھارے ستانے اور تمھین طرح طرح کی اذیتین پہونچانے مین ثواب ہوگا۔ اور تم پر ہم جس قدر زیادہ سخت عذاب کر سکین گے اُسی قدر ہمین زیادہ مسرت ہوگی"
مین "میرے لیے جو عذاب اور جیسی سختی آپ پسند کرین مین اُسے خوشی سے قبول کرون گا"
شمعون "اچھا سچ سچ بتاؤ کہ تم عیسائی ہو یا نہین؟"
مین "بے شک بظاہر میرا شمار مسیحیون مین ہے"
شمعون "مسیحی نہ کہو۔ عیسائی کہو۔ ہم لوگ نہ عیسیٰ کو مسیح مانتے ہین اور نہ عیسائیون کو مسیحی"
مین "عیسائیون مین سہی۔ لیکن دراصل مین کسی مذہب پر دل سے عقیدہ نہین رکھتا۔ مین حق کی تلاش مین ہون۔ اور اسی جستجو مین یہ زندگی گزری ہے"
شمعون "یہ دو صورتین سے خالی نہین۔ یا تو تم جھوٹے اور سخت مکار ہو یا ملحد و بے دین۔ اور ان دونون صورتون مین تم سخت سزا کے سزاوار ہو"
اس کے جواب مین مین نے کہا "آپ مجھے جیسا چاہین سمجھین اور جس قسم کی چاہین سزا دین۔ مین آپ کا غلام اور آپ کے بس مین ہون۔ اور جو حکم ہو اُس کے بجا لانے کو حاضر ہون"
شمعون "ابھی وہ رسم بجا لانا ہے جو ہم لوگون مین عیسائی غلام پر قبضہ کرنے کے بعد سب سے پہلے ضروری و لازمی ہے۔ اس کے بعد تمھین کام بتایا جائے گا"
مین "تو وہ رسم کب ادا ہوگی؟"

شمعون "آج ہی شب کو تاکہ صبح سے تم اپنا کام کرنے لگو"

رات کو وادی القریٰ کے تمام اسرائیلی شمعون کے گھر مین جمع ہوئے۔ بڑے اہتمام سے سب کی دعوت کی گئی۔ اور کھانے پینے کے بعد ایک بارونق محفل مرتب ہوئی جس مین مین مسخرون کے لباس مین لا کے بیچ مین بٹھایا گیا۔ پھر مجھے ایک کانٹون کا تاج پہنایا گیا۔ میرے ہاتھ مین شاہی جریب کی وضع سے ایک نرکل دیا گیا۔ اور سب نے مسخرے پن سے مجھے جھک جھک کے سلام کیا۔ میری بے انتہا تعظیم کی۔ تعظیم کرتے ہی کرتے یکایک خود شمعون آیا اور وہ نرکل میرے ہاتھ سے چھین کے مجھے بے تکان مارنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی سب یہودی اٹھ اٹھ کے مجھ پر جھپٹے۔ جو مجھے فحش اور ناپاک گالیان دینے اور چارون طرف سے مارنے پیٹنے لگے۔ اب مجھ پہ ہر جانب سے دھولین۔ طمانچے۔ تھپڑ اور گھونسے پڑ رہے تھے یہان تک کہ مار کھاتے کھاتے مین بدحواس ہو کے زمین پر گر پڑا۔ خاردار تاج کے کانٹے میری پیشانی اور سر مین چبھ گئے۔ اور زخمون سے خون جاری ہوا۔ اُس وقت اُن کے ایک مقتدا نے بڑھ کے میرے سر کا سارا خون کاچھ کاچھ کے ایک کٹوری مین جمع کیا۔ یہان تک کہ خون بند ہو گیا۔ اور مین اسی حال مین ناتوان پڑا ہوا تھا۔ وہ کٹوری سب حاضرین کے سامنے پیش کی گئی۔ اور سب نے اُس مین ایک ایک انگلی ڈبو کے چاٹی۔ اس کارروائی کے بعد ایک صلیب لائی گئی اور مین اُس مین باندھ کے لٹکا دیا گیا۔

اس وقت مجھے یقین تھا کہ میری زندگی ختم ہو گئی۔ اور مر کے اس صلیب پر سے اُترون گا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد مین صلیب سے اُتار کے ایک قبر مین ڈال دیا گیا جو اسی مکان کے اندر کھدی ہوئی تیار تھی۔ اُس کے اوپر پتھر کی سلین رکھ دی گئین۔ اور لوگ چلے گئے۔ آدھی رات کو شمعون نے آکے مجھے اُس قبر سے نکالا۔ اور اب میری خاطرداشت ہونے لگی۔ زخمون پر مرہم رکھا گیا۔ صبح کو اُٹھا تو تکلیف کم تھی۔ مگر گزشتہ واقعات کی ایسی دہشت دل مین سمائی ہوئی تھی کہ اُٹھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

صبح سویرے شمعون نے آکے زبردستی اُٹھایا۔ اور کہا اب تم ایک اسرائیلی کے باضابطہ غلام ہو۔ اور اپنے روزانہ فرائض و خدمات سُن لو۔ روز صبح و شام کو گھر کے تمام کام انجام دینا ہون گے۔ جن مین جھاڑو دینا چوطھے کو لیپنا۔ جنگل سے لکڑیان لانا۔ چولھا جلانا۔ برتن مانجنا۔ اور کھانا پکانا۔ پھر دِن چڑھے سے تیسرے پہر تک ہر روز ہمارے کھجورون کے باغ مین جاکے درختون کی خدمت کرنا۔ اُن کے تھالے کھودنا۔ باغ سے دو فرسخ پہ ایک تالاب ہے وہان سے پانی لاکے اُن مین بھرنا۔ جن درختون سے سیندھی لیجاتی ہو اُن پہ چڑھ کے سیندھی کی لبنی اُتارنا اور دوسری لبنی چڑھانا۔ یہ سب کام تمھین پابندی سے کرنا ہون گے۔ اور ——"

مین: "مجھ سے جو کام ہو سکے گا اُس مین عذر نہ کرون گا"

شمعون: "ہو سکے گا" اور نہ ہو سکے گا۔ ہمین تعلق نہین۔ یہ سب کام کرنا ہون گے"

مین: "آپ میری عمر اور میری قوت کو آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔ مین کھجور کے درختون پر کیسے چڑھ سکتا ہون؟ اس لیے کہ کبھی درختون پہ چڑھا ہی نہین"

شمعون: "کوئی کام ایسا نہین کہ دو چار دِن کرو اور نہ آجائے۔ ایک بات تم اچھی طرح خیال کر لو۔ ہم سے کبھی رحم اور مہربانی کی امید نہ رکھنا جیس طرح تم لوگ شراب اور روٹی کو تھوڑی دیر قربان گاہ پر رکھ کے مسیح کا گوشت اور خون بنا لیا کرتے ہو اُسی طرح رات کی تقریب مین ہم نے تمھارا گوشت پوست سب عیسیٰ کا بنا لیا ہے۔ اب تم انسان نہین عیسیٰ ہو۔ اور ہم یا ہمارا کوئی اسرائیلی بھائی جو تم پہ جور و ظلم کرے جائز ہے۔ اور اُس کو اس کا حق حاصل ہے"

مین: "آپ کو اختیار ہے۔ مجھے جو چاہین سمجھین۔ اور میرے ساتھ جو سلوک چاہین کرین"

شمعون: "مین ہی نہین ہر اسرائیلی کو تم پہ تشدد کرنے اور تمھین اذیت و رنج پہونچانے کا حق ہے۔ تم یہ سمجھ لو کہ یہان کے بت پرست جس طرح اونٹون کو سانڈ بنا بنا کے چھوڑ دیا کرتے ہین۔ اُسی طرح تم عیسیٰ بنا کے اس لیے چھوڑ دیے

گئے ہو کہ ہر اسرائیلی تم کو سزا دے گے اور تکلیف پہونچا کے ثواب آخرت حاصل کرے۔ اس لیئے تمھارے ساتھ ہمارے ہاتھ سے چاہے کیسی ہی سختی ہو اُسے تم برداشت کرنا۔ اور خیال کرنا کہ ہمارا فرض تھا اور ہم اس پر مجبور تھے"

مین "بہت بہتر"

شمعون "اور ہان تمھارا یہ کام بھی رہے گا کہ ہر صبح کو اُٹھتے ہی گھر کے ہر زن و مرد اور ہر بوڑھے بچے کے سامنے جدا جدا جا کے ادب سے کھڑے ہو۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کے زبان سے تین دفعہ اقرار کرو کہ مین عیسیٰ بن مریم ہون اور اُس کے بعد تین بار اپنے اوپر لعنت بھیجو"

مین "خدا کو حاضر و ناظر جان کے تو مین جھوٹ نہ بولون گا"

شمعون "جھوٹ سچ سے بحث نہین تمھین ہمارے حکم کو بجا لانا ہو گا"

اس پر مین خاموش ہو رہا۔ تو شمعون نے کہا "اور ہان اپنا ایک فرض اور سُن لو۔ ہفتہ مین دو بار اتوار اور جمعرات کو تمھارا یہ کام ہو گا کہ اس تالاب سے جہان سے باغ کے لیے پانی لایا کرو گے سارے گھر کے کپڑے لیجا کے دھو لاؤ۔ اور ساتھ ہی گھر کی ضرورتون کے لیے پانی بھی لیتے آؤ"

غرض اس دن سے میری زندگی یہی ہو گئی جو حضور کو میرے آقا شمعون کے الفاظ سے معلوم ہوئی۔ گھر کے کام تو خیر گر پڑ کے کر لیتا ہون۔ مگر باغ کا کام قیامت ہے۔ خصوصاً کھجور کے درختون پر چڑھنا۔ کوئی دن نہین ہوتا کہ دو چار دفعہ گر کے چوٹ نہ کھاتا ہون۔ اور اس کے ساتھ ہر روز جو ذلتین ہوتی ہین۔ ہر آنے جانے والے یہودی کے ہاتھ سے جو مار کھاتا ہون۔ یہودی لڑکے جس طرح چڑھاتے ستاتے اور ذلیل کرتے ہین اُس کا تو بیان ہی نہین ہو سکتا جس یہودی کا سامنا ہو جاتا ہے وہ بے مارے نہین رہتا۔ مگر مجھے اس کا نہ صدمہ ہے اور نہ فکر ہے۔ فقط افسوس ہے تو اس بات کا کہ جس کام کے لیے مین آیا ہون اُس سے روک دیا گیا۔ تاہم شب و روز اسی فکر مین رہتا ہون۔

یہان قریب بہت سے گاؤن ہین۔ کئی تالاب ہین جو سال

بھر لبریز رہتے ہین۔ جا بجا چشمے ہین جو اُنھین تالابون مین آکے گرتے ہین۔ اِن تمام گاؤن مین یہود آباد ہین جنھون نے بنی قضاعہ والون کو نکال کے اس علاقے پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور آزادی خوش حالی۔ اور اطمینان کے ساتھ رہتے ہین۔ اُنھون نے اپنا زور اور اثر اتنا بڑھا لیا ہے کہ گرد و پیش کے بت پرست قبائل اُن سے ڈرتے ہین۔

یہ علاقہ ارض یثرب کے توابع مین شمار کیا جاتا ہے وہان بھی اکثر یہود جا کے آباد ہو گئے ہین شام سے کوئی براہ راست حجاز کو جانا چاہے تو پہلے اسی وادی القریٰ کی زمین پڑتی ہے۔ اُس کے بعد یثرب ہے۔ پھر وہان سے لوگ دس بارہ روز سفر کر کے مکے مین پہونچتے ہین جو سارے عرب کے مشرکون کا مرکز اور سب سے بڑا بُت خانہ ہے۔

ارض ثمود جس کا حال مین حضرت کو پہلے لکھ چکا ہون یعنی وہ مقام جو دنیا مین قرب الٰہی اور جلال ربانی کی یادگار ہے اور جہان کی خاموشی مین چند روز مین نے عبادت کی تھی وہ اسی وادی القریٰ کے علاقے مین ہے۔ اور یہان سے بہت قریب ہے۔

بہر حال قسمت نے مجھے یہان لا کے پابزنجیر کر دیا ہے۔ اور رہائی و نجات کی بظاہر کوئی صورت نہین ہے۔ مگر میرے لیے خوش نصیبی کی ایک بات البتہ ہے۔ وہ یہ کہ مکے اور یثرب سے جو مشرکین حج کر کے پلٹتے ہین یا اُن کے تاجرانہ قافلے جو بصریٰ و شام کیطرف جاتے ہین وہ ایک دن کے لیے یہان ضرور قیام کرتے ہین اور اکثر وہ میرے آقا شمعون ہی کے باغ مین ٹھہرتے ہین جس مین مین روز کام کیا کرتا ہون۔ اور مجھے اُن سے ملنے اور باتین کرنے کا موقع مل جایا کرتا ہے۔ ان لوگون سے چند روز ہوئے مجھے معلوم ہوا کہ مکے مین ایک شخص نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ مین نے بُت پرست حاجیون سے زیادہ تفتیش کی تو سننے مین آیا کہ وہ مکے کے ایک شریف ترین گھرانے مین پیدا ہوا ہے۔ چند سال پیشتر تک نہایت ہی مہذب شائستہ۔ نیک نفس۔ و ستودہ خصال شخص تھا۔ اور لوگون پر اُس کے اخلاق حسنہ اور عام ہمدردی انسانی کا اس قدر اثر پڑا ہوا تھا کہ سارا شہر اس کا گرویدہ ہو رہا تھا۔ اور مکے کا ہر بوڑھا

بچہ اس کے [illegible] پر چلتا تھا۔ یا تو یہ ہر دل عزیز [illegible] تھی یا یک بیک
اُس کی حالت کچھ ایسی بدل گئی کہ لوگ اس سے وحشت کھا کھا کے بھاگنے لگے۔ پہاڑون مین اکیلے بیٹھنے اور ریاضت کرنے سے اس کے قلب و دماغ ماؤف ہو گئے ہین۔ اور اُسے ایک عجیب قسم کا جنون ہو گیا ہے۔ جس کے جوش مین وہ نئی نئی باتین کہتا ہے جو نہ آج تک دیکھی گئی تھین نہ سُنی گئی تھین۔ کہتا ہے مین پیغمبر ہون۔ اور خدا نے مجھے سارے عالم کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ خدا کا فرشتہ جبرئیل جو آسمان سے اُتر کر ابراہیم موسیٰ عیسیٰ (علیہم السلام) سے ملا کرتا تھا۔ وہی اب میرے پاس آتا اور خدا کے احکام لایا کرتا ہے۔ وہ احکام اور الٰہی الہام ہمیشہ ایسے فصیح و بلیغ ہوتے ہین کہ اگر انسان اس کی مجنونانہ حالت سے واقف نہ ہو تو اُس کے دل پر ایسا اثر کر جاتے ہین کہ بے اختیار اس کا کلمہ پڑھنے لگتا ہے۔ چنانچہ اس کے قبیلے والون نے علی العموم یہ رائے قائم کی ہے کہ وہ فقط مجنون نہین شاعر بھی ہے۔ جو وحی و الہام بلکہ خداوند جل و علا کی زبان بنا بنا کے ایسی خوبصورت مسجع و مقفیٰ عبارتین سناتا ہے کہ لوگ دنگ رہ جاتے ہین۔

اسی نبوت و خیال آفرینی کے جوش مین وہ کہتا ہے کہ "مین ایک رات کو خدا کے فرشتے کے ساتھ آسمان پر گیا۔ ساتون آسمانون کی سیر کی۔ دوزخ و جنت کو دیکھا۔ یہ دیکھا کہ دوزخ مین مجرمون اور گنہگارون پر کس کس طرح سے عذاب ہو رہا ہے۔ اور نیکون کے لیے جنت مین کیسی کیسی نعمتین اور کیسے حسن و جمال کی حورین مہیّا کی گئی ہین۔ وہان سے بھی آگے بڑھ کے مین سدرۃ المنتہیٰ پر گیا۔ اور اللہ جل شانہ نے مجھے اپنی ذات پاک سے ایسی قربت عطا کی جو آج تک کسی کو نہین نصیب ہوئی تھی"۔

بہر حال مکے مین وہان کے بت خانے کے پاس اور خاص بت پرستون کے آغوش مین یہ شخص پیدا ہوا ہے۔ اور خدا جانے اُس کے ظہور مین کیا راز ہے۔ ابھی مجھے اسی قدر حالات معلوم ہوے ہین مگر مین تلاش مین ہون۔ عنقریب زیادہ حالات معلوم ہون گے۔ اور جو کچھ معلوم ہو گا مین برابر حضرت کی خدمت مین عرض

کرتار ہون گا۔ اس لیے کہ گو قید مین ہون۔ اور اِس نئے مدعی نبوت کے پاس نہین پہونچ سکتا۔ مگر یہان مجھے اُس کے حالات کا پتہ لگانے کا اچھا موقع حاصل ہے۔ اور حضرت کے ملاحظے مین بھی خطوط پیش کرنے کا اکثر موقع مل جایا کرے گا۔ اور چونکہ اب میرا یہان مستقل قیام ہے اس لیے امید ہو کہ حضرت کی تحریرین بھی مجھے مل سکین گی۔ یہی شخص جس کے ہاتھ یہ عریضہ بھیجتا ہون اُس سے مین نے خوشامد کر کے کہہ دیا ہے کہ واپس آتے وقت اگر حضور کوئی خط دین تو اُسے بھی لیتا آئے۔ اور چپکے سے مجھے لا کے دیدے۔

یہان بڑی خرابی یہ ہے کہ مین آزادی کے ساتھ کسی مسیحی شخص سے خط وکتابت نہین کر سکتا۔ بخصوص حضرت کے ایسے ناموراور صاحب اثر مقتداے ملت مسیحی سے مراسلت کرنا تو شاید ان لوگون مین اتنا بڑا جرم ہو گا جس کی سزا موت کے سوا کوئی نہ ہو۔ یہ مین نے اس لیے عرض کیا کہ حضور اگر مجھے کوئی خط بھیجین تو اُس کے مخفی رکھنے کا پورا انتظام کر لین۔ اور کسی ایسے شخص کے ہاتھ بھیجین جو پوری احتیاط سے کام لے۔

اب مین اس خط کو ختم کرتا ہون۔ اور عنقریب اُن نئے پیغمبر کے مفصل و مشرح حالات سے اطلاع دون گا۔ زیادہ حد ادب۔ حلقہ بگوش ماہ بہ

بحیرا پہلے تو جوش اور روانی مین اس خط کو اول سے آخر تک پڑھ گیا۔ مگر بعد جب اُس کے مضامین اور واقعات کا خیال کیا تو بہت ہی پریشان ہوا۔ اول ماہ بہ کے ایک آزاد جویاے حق سے بےبس و بیکس غلام بن جانے اور سنگدل و متعصب یہود کے ہاتھ مین گرفتار ہو جانے کا اُسے بے حد صدمہ ہوا۔ لاکھ غور کرتا تھا مگر اُس کے آزاد کرانے کی کوئی تدبیر ذہن مین نہ آتی تھی۔ ماہ بہ پر جو جور و ظلم ہوتے اور جیسا وحشیانہ تشدد ہو رہا تھا۔ اس کا خیال کر کے اُس کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس کے بعد جب اس نے نئے پیغمبر عرب کے ظہور کا حال پڑھا تو اُسے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے ناامیدی و یاس کی تاریکی مین کوئی جگنو چمک گیا ہو۔ دل مین کہا "بظاہر اسباب معلوم

ہوتا ہے کہ یہی وہ نبی مرسل ہے جس کی نسبت انبیائے سلف پیشین گوئیان کرتے آئے ہین۔ مگر کاش کوئی ذی فہم و ذی ہوش اور صاحب دل و پاک باطن شخص جاکے اُس کی حالت کا اندازہ کرتا۔ اور پتہ لگاتا کہ وہ کیسا شخص ہے۔ اور کیا کہتا ہے۔ افسوس مین جانے سے معذور ہون۔ اور یہان کوئی اور ایسا شخص موجود نہین جو اس کام کے لیے بھیجا جائے۔ اس خانقاہ مین جتنے راہب ہین اُن مین سے ایک بھی اس قابل نہین کہ کسی صاحب باطن پیغمبر کی روحانی حالت کا اور اُس کے دعوے سُن کے حق و باطل کا امتیاز کر سکے۔ استفانوس اِن سب مین زیادہ قابل ہے۔ مگر وہ بھی میرے نزدیک ابھی اس کام کے قابل نہین۔ ماہ بہ تھا۔ مگر افسوس کہ وہ یہود کے ہاتھ مین پھنس گیا۔ ساتھ ہی ماہ بہ کی تکلیفون اور مصیبتون کا پھر خیال آیا۔ اور سر جھکا کے سوچنے لگا کہ اس کی رہائی کی کیا تدبیر کرے۔

اتنے مین استفانوس پھر آگیا جسے خیال تھا کہ جناب شیخ کو یہ خط پڑھ کے شاید کسی کارروائی کی ضرورت پیش آئے۔ یا کسی امر مین مجھ سے گفتگو کرنا چاہین اس کے پاؤن کی چاپ سنتے ہی بحیرا نے سر اُٹھا کے اُس پہ ایک نگاہ یاس ڈالی۔ اور کہا "افسوس ہمارا جویاے حق سخت آفت مین مبتلا ہو گیا۔ اور نہایت ہی ظالم و وحشی یہودیون کے پنجۂ ستم مین گرفتار ہے"

استفانوس نے اصل حقیقت دریافت کی تو بحیرا نے ماہ بہ کا خط اس کے سامنے ڈال دیا اور کہا "پہلے اُسے پڑھ لو۔ پھر مجھے مشورہ دو کہ اب کیا تدبیر کیجائے"

استفانوس نے مرشد کے حکم سے خط کو تمام و کمال پڑھا۔ اور کہا "افسوس دوہری خرابیان ہین۔ اول تو یہ کہ ماہ بہ ایسے یہودیون کے ہاتھ مین پھنسے ہین کہ رہائی غیر ممکن معلوم ہوتی ہے۔ دوسری یہ کہ جس پیغمبر کا حضرت پتہ لگانا چاہتے ہین اُس کا کچھ سراغ لگا ہے۔ مگر اس کی کوئی صورت نہین کہ کوئی شخص جا کے اُن کی زیارت کرے۔ اور ہمین اُن کے سچے سچے حالات سے آگاہ کرے"

بحیرا "جو کچھ مشکلات ہین وہ تو معلوم ہی ہین۔ اُن کے رفع کرنے کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کوئی تدبیر بتاؤ۔

استففانوس "میرے نزدیک تو اب اسی پر کفایت نہ کرنا چاہیئے کہ جو لوگ یہ خط لائے ہین ہم اُن کی واپسی کے منتظر بیٹھے رہین۔ ہمین خود کسی معتبر اور ہوشیار شخص کو وادی القری مین بھیجنا چاہیے۔ جو اس طرح ماہ بہ سے ملے کہ کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔ اور اس کے بعد وہی شخص آگے سفر کرکے مکّے مین جائے۔ اور اِن نئے مدعی بنوت سے ملے اور اُن کے حالات دیکھ آئے۔"

بحیرا "ہان وادی القریٰ مین تو کسی کو ضرور بھیجنا چاہیے تاکہ وہ ماہ بہ سے مِل کے خود اُنھین سے ان کی رہائی کی تدبیر پوچھے۔ رہا اِن پیغمبر کی حقیقت کا پتہ لگانا۔ یہ سوا ماہ بہ کے اور کسی کا کام نہین ہے۔ کاش تم ہی اس قابل ہوتے اور مین تم کو روانہ کرتا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ تم کو بھی مین ابھی اس کا اہل نہین سمجھتا۔"

استففانوس "تو حضرت جس کو فرمائین اُسے بھیج دیا جائے۔"

بحیرا "یہ جویاے حق جب یہان آیا ہے تو تم کہتے تھے کہ یہان کا خادم راہب انوسنٹ اُس سے ملا تھا۔ اُسی کو بھیجو اور تمام نشیب و فراز سمجھا دو بتا دو کہ اسرائیلی بن کے یہودیون کے لباس مین جائے۔ اور ماہ بہ سے ایسے وقت اور اس طرح ملے کہ کسی کو اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو کہ وہ اس سے ملنے کو آیا ہے۔"

استففانوس "مجھے انوسنٹ پر پورا بھروسہ ہے۔ امید ہے کہ وہ اس کام کو بڑی خوبی سے انجام دے گا۔"

بحیرا "تو اُسے میری طرف سے ماہ بہ کے نام ایک خط لکھ دو۔ مضمون یہ ہو کہ تمھاری اسیری و مظلومی کا حال سُن کے بڑا صدمہ ہوا۔ خدا اپنے دوستون کا زیادہ سخت امتحان کرتا ہے۔ لہذا نیک بندون کو دنیوی عذابون مین گرفتار ہو کے گھبرانا اور اس کی رحمت سے ناامید و بدظن نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ یقین کر لینا چاہیے کہ یہی تکلیف و مصیبت قربت الٰہی کا ذریعہ ہو گی۔ تم صبر کرو لیکن آزادی اور رہائی کی تدبیر سوچتے رہو۔ اور جو تدبیر مناسب معلوم

ہو اُس سے مجھے اطلاع دو تاکہ اُس پر عمل کیا جائے۔ تمھارا آزاد ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے کہ تمھاری اسیری نے جستجوے حق مین فرق ڈال دیا ہے۔ جن پیغمبر صاحب کا حال تم نے لکھا ہے کیا عجب کہ یہ وہی بزرگ ہون جو کمسنی مین یہان آکے میرے مہمان ہوئے تھے اگر تم خود اُن کے پاس جا کے اُن سے مِل سکتے تو یہ سب باتین معلوم ہو جاتین۔ تاہم آنے جانے والون سے پتہ لگاتے اور زیادہ حالات دریافت کرتے رہو۔ اور جو کچھ باتین معلوم ہوا کرین اُن سب سے مجھے آگاہ کر دیا کرو۔ اب چونکہ تمھاری سکونت مستقل طور پر وادی القری مین ہے۔ اس لیے مین التزام کے ساتھ ہر مہینے مین کسی ایک راہب کو ضرور بھیج دیا کرون گا تاکہ میرے خط تمھارے پاس اور تمھارے خط میرے پاس پہونچ جایا کرین۔ اور ہم دونون ایک دوسرے کے حال سے واقف ہوتے رہین۔ اُن نامہ بر راہبون کو تاکید کر دی جائے گی کہ ایسے وضع ولباس مین جائین اور ایسے بے تعلق رہ کے تم سے ملین کہ کسی کو ذرا بھی شبہ نہ ہو“

آستفانوس نے جا کے اُسی وقت یہ خط لکھ کے تیار کر لیا۔ اور راہب آنوسنٹ کو بلا کے کہا، ”تمھارے مُرشد بحیرا کا حکم ہے کہ تم کل ہی یہان سے روانہ ہو کے ارض عرب مین سفر کرو۔ اور مقام وادیٔ القری مین پہونچ کے جو خط تم کو دیا جاتا ہے اُس کو اُس بوڑھے سیاح کے پاس پہونچا دو جو چند روز ہوئے زیتون کے درخت کے نیچے آکے ٹھیر گیا تھا۔ اور جسے ہمارے مرشد نے جویاے حق کا خطاب دیا تھا“

انوسنٹ ”کیا وہ وہین ہین؟“

استفانوس ”ہان وہ وہین ہین۔ اور شمعون نام ایک یہودی کے غلام ہین۔ تمھارا کام ہے کہ یہودیون کا بھیس کر کے جاؤ۔ اور یہ ظاہر کرو کہ یثرب کے بعض یہود کے پاس ملاقات کو جاتے ہو۔ ایک باغ مین ماہ بہ دن کو کام کیا کرتے ہین۔ وہین تنہائی مین اُن سے ملنا۔ اُن کے حالات دریافت کرنا۔ جو خط دین لے لینا۔ اور پوچھنا کہ اُنھین اپنی رہائی کی جو تدبیر نظر آتی ہو بتائین کہ اُسی کے مطابق عمل کیا جائے۔ اور اگر اس کی امید ہو کہ وہ لوگ قیمت لے کے

چھوڑ دین گے تو اس کا بندوبست کیا جائے۔

اس کے بعد استفانوس نے وہ خط بحیرا کو دکھایا۔ اس کے دستخط کرائے۔ اور اُسی وقت بند کرکے اور اُس پر مہر لگا کے انوسنٹ کے حوالے کیا کہ ایک اونٹ پر سوار ہو کے کسی ایسے قافلے کے ساتھ ہو جائے جو بصری سے یثرب کو جا رہا ہو۔ مرشد کا حکم تھا۔ انوسنٹ فوراً روانہ ہو گیا۔

اُس کے جانے کے ایک ہفتہ بعد وہی عرب جو نامہ بر کا آخری خط لائے تھے بصری سے پلٹ کے آئے اور استفانوس سے مل کے کہا، "ہم جو خط لائے تھے اگر آپ اُس کا جواب دینا چاہتے ہوں تو دے دیں ہم لوگ یثرب کو واپس جا رہے ہین"۔

استفانوس نے اُن کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا اور کہا "ہمین کوئی خط نہین دینا ہے۔ مگر آپ سے التجا ہے کہ دو تین روز یہان قیام فرمائین اور ہمین میزبانی کی عزت دین"۔ وہ لوگ اس کے شکر گزار ہوئے۔ مگر ٹھہرنے مین عذر کیا۔ کہا، "ہمارا قافلہ روانہ ہو چکا۔ اگر قافلے کو چھوڑ کے ہم ٹھہر گئے تو پھر تنہا سفر کرنا پڑے گا جو خطرے خالی نہین ہے"۔ استفانوس نے مجبوراً اُنھین رخصت کیا۔ اور وہ سب اپنے قافلے کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

ان لوگون کو گئے ایک ہفتہ ہوا تھا کہ یمن کا ایک عرب بحیرا کی خانقاہ مین آیا۔ اور استفانوس سے مل کے بہت ہی مخفی طور پر ایک اور خط دے گیا۔ جس کی صورت دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ نامہ بر نے بھیجا ہے۔ اُس سے پوچھا کہ جس شخص نے یہ خط تم کو دیا ہے کس حال مین ہے؟ اور کہان ہے؟" عرب نے کہا "خط کے پڑھنے سے آپ کو سب باتین معلوم ہو جائین گی۔ مین صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہون کہ ہم لوگ یمن سے ہندوستان و چین کا مال اور عمدہ قماری لے کے بغرض تجارت شام کو جا رہے ہین۔ راستے مین ہمارا قافلہ ایک منزل مین ٹھہرا ہوا تھا کہ ایک شکستہ حال بوڑھے نے دوپہر کے دھوپ اور لو مین آکے مجھ سے کہا کہ اُس کا یہ خط یہان پہونچا دون۔ اور اس طرح پہونچا دون کہ کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔ مجھے اس کے حال پر ترس آیا۔ اور خط لے لیا"۔ یہ کہہ کے وہ چلا گیا۔ اور استفانوس نے وہ خط لے جا کے اپنے مرشد بحیرا کے سامنے پیش کر دیا۔

بحیرا نے بڑے ہی شوق سے لے کے اُسے کھولا۔ اور پڑھنا شروع کیا۔ اُس کے الفاظ حسب ذیل تھے:—

تیسرا خط

میرے مرجع و ماوئی۔ اپنی جو کچھ حالت اس سے پہلے عریضے مین عرض کر چکا ہون وہی ہے۔ بلکہ اُس سے بھی بدتر۔ مگر مجھے شکایت نہین۔ مین نے کبھی اپنے آپ کو کسی سے زیادہ معزز نہین سمجھا کہ بے عزتی کی شکایت کرون۔ نہ مین نے کبھی اپنے تئین معصوم و بے گناہ خیال کیا کہ جو سزائین دیجائین اُن کا شکوہ کرون۔ بہرحال صبر و شکر کے سوا کچھ نہین کہتا۔

مگر جناب کو اس قدر جلد دوبارہ زحمت دینے کی یہ وجہ ہے کہ اسی ہفتے مین مجھ سے دو شخصون سے ملاقات ہوئی جن سے اُن نئے پیغمبر کے زیادہ حالات معلوم ہوئے اور اِن سے حضرت کو واقف کر دینا ضروری ہے۔ ان دُو شخصون مین سے ایک تو مکے کا بت پرست تھا جو ایک قافلے کے ساتھ آکے میرے باغ مین ٹھہرا۔ مین نے اُس کی خدمت کی اور اُسے خوش کر کے مکّے کے حالات دریافت کیے۔

یہ غنیمت ہے کہ شمعون کے اس باغ مین جو وارد و صادر آئے اُس کی خدمت کرنا میرا فرض ہے۔ جس کی میرے آقا اکثر تاکید کرتے رہتے ہین۔ مجھے مسیحی سیاحون سے بات کرنے کی تو اجازت نہین جو ادھر آتے بھی کم ہین۔ لیکن اور چاہے کسی مذہب کا دشت نورد آئے اُس کی مہمان داری کرنا۔ اُسے آرام پہونچانا۔ اور اُس کے لیے ضروری سامان کو فراہم کرنا میرے ذمے ہے۔

لہذا مکّے کے اس عرب کو مین اپنے موافق بنا سکا۔ پہلے اس سے مکّے کے مشہور بتخانے کعبے کا تذکرہ رہا۔ اور معلوم ہوا کہ اس مین سیکڑون

بُت رکھے ہوئے ہین۔ اور سب سے بڑا بت ہبل ہے۔ جو اہل مکہ کا قومی دیوتا ہی۔
اِن نئے پیغمبر کو اُن بتون سے سخت نفرت ہے۔ اُن کو ابتدا ہی سے بتون سے اُنس نہ تھا۔ اُن کے اعزا و اقارب کعبے مین جا جا کے بت پرستی کرتے مگر وہ الگ ہی الگ رہتے اُن کے اِس طریقے کو ابتدا ءً اُن کی قوم والے خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔ گو کہ دل مین اُن کے اس فعل کو ناپسند کرتے تھے۔ مگر اُن مین ایسی اعلیٰ درجے کی اخلاقی خوبیان اور نیک نفسی کی باتین تھین کہ کسی کو اُن سے قطعی عداوت نہ تھی بلکہ اُن کی عزت و قدر کرتے تھے۔ اس لیے کہ اُن کے ہاتھ سے بڑے بڑے کام انجام پا چکے تھے۔ اور قوم مین کم ایسے لوگ تھے جو کسی نہ کسی وجہ سے اُن کے زیر بار احسان نہ ہون۔

لیکن بت پرستی کی مخالفت کا جوش اُن مین یک بیک بڑھا۔ اور اُنھون نے چُپکے چُپکے اپنے مخصوص دوستون سے کہا کہ خدا بت پرستی کو ناپسند کرتا ہے۔ اور اُس کے ساتھ ہی ہماری قوم مین ایسی سیکڑون خرابیان پیدا ہو گئی ہین کہ خدا مجھے حکم دیتا ہے کہ اِن سب چیزون کے مٹانے پر کمر باندھون اور خدا کے جو بندے خدا کو بھولے ہوئے ہین اُن کو اُس واحد بے ہمتا کے آگے لا کے کھڑا کر دون۔ جن دلی دوستون پر پہلے پہل اِس راز کا انکشاف کیا گیا تھا۔ اُنھون نے قبول کر لیا۔ اور اُن پر ایمان لے آئے۔

لیکن ابھی تک اُن پیغمبر صاحب کی تبلیغ ایک راز تھی جس سے خاص ہی خاص لوگ آگاہ تھے۔ اگرچہ بہت سے لوگون مین سرگوشیان ہونے لگی تھین۔ مگر چونکہ دعوت حق راز تھی اس لیے اُن کی مخالفت بھی دشمنون کے سینون کے اندر ہی تھی۔ باہر نکلی نہ تھی۔

اس کے بعد ایک دن اُنھین حق پرستی و حق شناسی کا کچھ ایسا جوش ہوا کہ بے اختیار گھر سے نکلے۔ نہ اپنی بے کسی و تنہائی کا خیال کیا نہ اپنے طرفدارون اور دوستون کی کمزوری کا لحاظ کیا بے اختیار اپنی قوم اور اعزا کے سامنے کھڑے ہو کے علی الاعلان کہہ دیا "لوگو! بُرے کامون کو چھوڑو۔ بدکاری سے باز آؤ۔ تمھارے معبود جھوٹے ہین۔

جن کو تم پوجتے ہو وہ پتھر کے بےجان پتلے ہین۔ وہ جب اپنے پر سے مکھی تک نہین اُڑا سکتے تو تمھاری کیا مدد کرین گے؟! اُنھین توڑ تاڑ کے پھینکو۔ اور کعبے کو جو حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کا بنایا ہوا عبادت خانۂ توحید ہے بتون کی نجاست سے پاک کرو۔ دراصل یہ بت نہ تمھارے خدا ہین نہ حاکم۔ نہ یہ تمھین نقصان پہونچا سکتے ہین۔ نہ ضرر۔ یقین کے ساتھ ایمان لاؤ کہ تمھارا خالق اور معبود وہی خدائے واحد لم یزل ہے جو تمھین پیدا کرتا۔ پالتا۔ اور جب چاہتا ہے اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ اس لیے اُس کی طرف توجہ کرو کفر و شرک سے باز آؤ۔ اور ایسا نہ کرو کہ تمھارا بھی وہی حشر ہو جو تم سے پہلے سرکش کافرون اور مشرکون کا ہو چکا ہے"! اُن کی زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی مکے والے خصوص اُن کی قوم اور برادری کے لوگ جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہو گئے! وہی شخص جو اُن مین سب سے زیادہ اچھا تھا ایک چشم زدن مین بُرا ہو گیا۔ سب کے سب بگڑ کھڑے ہوئے اور طرح طرح کی دشمنیان کیجانے لگین جس کو امین و دیانت دار اور بالکل سچا جانتے تھے اب اُسے جھوٹا مکار کہنے لگے اور جو فصیح و بلیغ ناصحانہ کلام وہ سُناتا تھا اُس نے دلون پر اثر کیا تو کہنے لگے یہ شاعر اور مجنون ہے"

اب اِس عداوت کے زمانے مین اُن کی یہ حالت ہے کہ جدھر جاتے ہین لونڈے پیچھے پیچھے تالیان دیتے ہین بوڑھے مسخرا بناتے اور تحقیر و تذلیل کرتے اور اُس الہامی کلام کو بگاڑ بگاڑ کے ایک دوسرے کو سُناتے اور تمسخر کرتے ہین۔ موسم حج مین جب دُور دُور کے قبائل آ کے مکے کے گرد ڈیرا اُوڈالتے ہین تو یہ پیغمبر اِن بیرونی لوگون کی ہدایت کے لیے اُن مین جاتے اور اُنھین سمجھا سمجھا کے سچائی و نیکی کی تعلیم دیتے ہین۔ مگر اُن کے ساتھ ہی ساتھ اُن کی قوم یعنی قریش کے بعض شہدے بھی لگے ہوے چلے جاتے۔ اور لوگون سے پکار پکار کے کہتے ہین "اس کی باتون مین نہ آنا۔ اس کے نہ دین کا ٹھکانا ہے نہ اس کے عقیدے کا۔ چکنی چپڑی باتین بنا بنا کے یہ لوگون کو بہکاتا اور گمراہ کرتا ہے"۔ اور اس پر بھی جب دیکھتے ہین کہ وہ کلام الٰہی سُنائے ہی جاتے ہین اور لوگون پر اس کا اثر ہونے لگا ہے تو خواہ مخواہ اس قدر چلانا اور شور و غل مچانا شروع کر دیتے ہین کہ کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی ہے۔ اور اُن کے الفاظ

اور ایمان لانے والون مین سے کسی مرد کو تو خود سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی مگر کسی نے دوڑ کے اُن کی چھوٹی صاحبزادی کو خبر کر دی - وہ دوڑتی ہوئی آئین۔ باپ کی محبت کے جوش مین ننگی تلوارون کے اندر گھسین اور جس طرح بنا ڈھیل ڈھکال کے اوجھڑی باپ کی پیٹھ پر سے گرائی۔

جس شخص سے مجھے یہ حالات معلوم ہوئے ہین وہ بھی اُن کا دوست نہین بلکہ خلاف ہی ہے۔ مگر اِس کو ضرور قبول کرتا ہے کہ اُن کے ساتھ اُن کی قوم اور اُن کے شہر والے جو سلوک کر رہے ہے وہ مردانگی و حمیت سے بعید ہی نہین بلکہ نہایت ہی ذلیل و شرمناک اور کسی مدعی شرافت قوم کے لیے بہت ہی ناز یبا ہے۔ دشمنون کا جب کھلا حملہ ہوجاتا ہے۔ اور اُنھین نظر آتا ہے کہ اب ناقابل برداشت صدمہ پہونچنے کا اندیشہ ہے تو وہ اپنی بیوی کے گھر کے پاس ایک حجرے مین چھپ کے پناہ لیتے ہین۔ جس مین پتھرون کی جڑائی ہے اور خوب مضبوط ہے۔

کئی دفعہ اُن کے زہر دینے کی بھی کوشش کی گئی۔ مگر خدا نے اُن کو بچالیا۔ اور دشمن ناکام رہے۔

لیکن ان دشمنون اور عداوتون پر بھی اُن پیغمبر صاحب کا جوش ہدایت و تبلیغ بجاے مرعوب ہونے اور دبنے کے بڑھتا جاتا ہے۔ چنانچہ سب سے آخری واقعہ جو پیش آیا اُس نے اور دشواریان پیدا کر دین۔ اور اُن مدعی نبوت کی حالت بہت ہی نازک ہو گئی۔ اور ہوا یہ کہ مکّے مین آبادی سے ملی ہوئی کوئی پہاڑی ہے جو کوہ صفا کہلاتی ہے۔ قدیم سے معمول چلا آتا ہے کہ جب کسی کو کسی بات یا واقعے کا اعلان عام کرنا ہوتا ہے تو لوگون کو اس پہاڑی پر بُلاتا ہے۔ سب لوگ گرد کھڑے ہو جاتے ہین۔ اور وہ کسی بلندی پر چڑھ کے جو کہنا ہوتا ہے کہہ دیتا ہے۔

اِن پیغمبر صاحب کے اعزا و اقارب ہی مکّے اور اہل مکّہ کے سردار و سرغنا ہین۔ اور سب لوگ اُن کے تابع رہا کرتے ہین۔ اُنھون نے جب نبوت کا دعویٰ کر کے بتون اور بُت پرستون کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا تو اُن

اعزہ واقارب ہین۔ بعض تو کٹے دشمن اور جان لینے کے درپے ہو گئے۔ باقی سب نے خموشی اختیار کر لی۔ اُن کے طرز سے یہ معلوم ہوتا کہ اُن کے حقیقی چچا جنھون نے اُن کو پالا ہے اور یہ سب سے زیادہ صاحب اثر ہین بالکل خاموش ہین۔ اُنھین کی خموشی سے کسی کو اُن پہ ہاتھ ڈالنے یا اُن کی جان لینے کی جرأت نہین ہوتی۔ اور سب ڈرتے ہین کہ اگر وہ بھتیجے کے خون کا انتقام لینے کو اُٹھ کھڑے ہوئے تو قیامت ہو جائے گی۔ اور کسی کے بنائے کچھ نہ بنے گی۔

بہرحال حضرت محمد نے عزیزون کی کمزوری دیکھ کے انھون نے ایک دن یہ کیا کہ سارے عزیزون اور تمام منتسبین قوم کو کوہ صفا پہ بلایا۔ سب لوگ حسب معمول چلے آئے۔ اور جب سب جمع ہو گئے تو اُنھون نے اُن کی طرف خطاب کر کے کہا "سنو عنقریب بہت ہی بُرا وقت آنیوالا ہے۔ اُس سے ڈرو۔ اس کے خیال سے کانپو۔ اور ان بدمعاشیون سے باز آؤ۔ تمھارا یہ کفر اور تمھاری یہ بُت پرستی بڑی خطرناک چیز ہے۔ اور خدا کو بہت ہی ناگوار ہے۔ اگر کہین خدا کا غضب نازل ہو گیا تو یہ سارا زور و شور اور یہ شان و شوکت سب خاک مین مِل جائے گی۔ اس لیے توبہ کرو۔ بتون کو چھوڑ دو۔ خدا کے دین پہ ایمان لاؤ۔ اور کہو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ"

اس نئے رسول کے یہ الفاظ سُن کے سب لوگ بگڑ کھڑے ہوئے۔ اور اُن کے ایک دوسرے چچا نے جو بُت پرستی کے دلدادہ اور ان پیغمبر صاحب کے جانی دشمن ہین اپنے اُن بھائی سے جو خدا شناس بھتیجے کے حال پہ مہربان ہین کہا "تم نے اپنے بھتیجے کی باتین سُنین؟ یہ ہم لوگون کو بُرا کہتا اور سب کا بُرا چاہتا ہے!!"

اس کے بعد سب لوگ گھرون مین واپس آئے۔ اور اس گھڑی سے اعزا واقارب اور ساری قوم کی دشمنی اور بڑھ گئی۔ اور وجہ یہ ہوئی کہ اسی دن سے اُن پیغمبر صاحب نے علانیہ اپنے دین کی تبلیغ شروع کر دی۔ بزرگان خاندان سے جو حجاب تھا وہ بھی اُٹھا دیا۔ اُس کے ساتھ ہی سب پہ یہ بھی کھل گیا کہ کون کون لوگ اپنے پُرانے دین کو چھوڑ کے اُن پر ایمان لا چکے ہین۔

اُس وقت کے مین تیس سے کچھ زیادہ تعداد اُن لوگون کی ہے

جو اُن کے پیرو ہو گئے ہین اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہین۔ مگر اُن مین زیادہ تر غریب اور بیکس و بے بس لوگ ہین۔ بعض غلام ہین جو اورون کے بس مین ہین۔ اور اُن کے مالک ان نبی صاحب کے دشمن ہین۔ اس لیے وہ اُن غلامون پر سختیان اور جبر و تشدد کرتے ہین۔ اور بڑے مظالم ہو رہے ہین یون تو سب ہی ستائے جاتے ہین۔ مگر غلامون کی حالت بہت ہی نازک اور اندوہناک ہے۔ وہ تپتی ہوئی بالو پر ٹھیک دوپہر کی دھوپ مین لٹائے جاتے ہین۔ اور اُن کے سینے پر جلتی ہوئی سلین رکھدی جاتی ہین۔ مگر اس پر بھی وہ اپنے اُن رسول کی پیروی سے باز نہین آتے کئی مسلمان ظالم و بے رحم دشمنون کے ہاتھ سے جان دے چکے ہین۔ اور چونکہ اُن کا کوئی حامی اور طرفدار نہ تھا۔ اس لیے کسی نے اس پر چون بھی نہ کی۔

ان واقعات سے پریشان ہو کے پیغمبر نے اپنے بعض دوستون سے جو تھوڑی بہت استطاعت رکھتے ہین اس بات کی خواہش کی کہ اُن سے جہان تک بنے ایسے ستم زدہ غلامون کو خرید خرید کے ظالم مالکون کے پنجۂ ستم سے چھڑائین۔ چنانچہ دو چار کی جانین اس طرح عذاب سے چھوٹ گئین۔ اور وہ آزاد شدہ مسلمان غلام اب ہر وقت پیغمبر ہی کے پاس رہا کرتے ہین۔

لیکن پھر بھی مسلمانون پر بڑے بڑے ظلم ہو رہے ہین۔ مشرکون کا زور ہے۔ خود اُن پیغمبر صاحب کی جان ہر وقت خطرے مین رہا کرتی ہے۔ اور افسوس کوئی ایسا نہین ہے جو مکے مین پہونچ کے اُن کی مدد اور حمایت کرے۔

اس کے بعد جو کچھ حالات معلوم ہون گے اُن سے بعد اطلاع دون گا۔ لیکن جو باتین معلوم ہو چکی ہین۔ اور ان پیغمبر کی تعلیمون کے متعلق مین نے جو کچھ عرض کیا ہے اُس پر غور کر کے آپ فرمائین کہ یہ داعی الی الحق اور سچے پیغمبر ہین یا نہین؟ مین جہان تک غور کرتا ہون مجھے اُن کی تعلیم مین کوئی ایسی بات نہین نظر آتی جو حق کے خلاف ہو۔ اور ہمدردانہ

مجھ کو اُن کی سچائی اور اُن کی نبوت کے برحق ہونے کا یقین ہوتا جاتا ہے والسلام
خاکسار - ماہ بہ

اس خط کو پڑھ کے بحیرا کی آنکھیں روشن ہو گئیں بسکرا کے استفانوس کی طرف دیکھا اور کہا "اب تو مجھے یقین ہوتا جاتا ہے کہ یہ وہی پیغمبر ہیں جو مدت ہوئی نوعمری میں یہان آئے تھے - اور اُن کے وہ ہمدرد چچا بھی غالباً وہی ہون گے جو یہان اُن کے ساتھ تھے - بیشک اسی شخص کی ذات سے انبیاے سلف کی پیشین گوئیان پوری ہوتی نظر آتی ہین - اور ناموس الٰہی کا اس کی صورت مین ظہور ہوا ہے"

استفانوس "معلوم نہین توراۃ و انجیل کی نسبت اور ہمارے خداوند مسیح کے بارے مین اِن بزرگ کے کیا خیالات ہین؟"

بحیرا "ابھی انھین وہان کے بت پرستون کی اصلاح سے فرصت کہان کہ اِن امور کی طرف توجہ کرین - لیکن مجھے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بزرگ ہادی جو عرب مین پیدا ہوئے ہین کہتے کیا ہین؟ کن کن کامون کا حکم دیتے ہین؟ اور کن باتون سے لوگون کو روکتے ہین؟"

استفانوس "ابھی تک معلوم ہوتا ہے آہ یہ کو کوئی ایسا شخص نہین ملا جو اِن پیغمبر کی شریعت اور اُن کے احکام اور اوامر و نواہی سے واقف ہوتا - اُن کے پیرو دن کے سوا اور لوگون کو یہ باتین ابھی معلوم بھی نہ ہو سکی ہون گی"

بحیرا "کیا کہون کہ اِن بزرگ کے مفصل حالات سننے کے لیے مین کس قدر بیتاب ہون؟ میری عمر کے خدا جانے کے دِن باقی ہین - مگر تمنا یہ تھی کہ مرنے سے پہلے اِن بزرگ کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ کر کے خود اپنے خیال مین یکسوئی پیدا کر لیتا اگر یہ شخص واقعی ناموس الٰہی ہے تو اُس پہ ایمان لانا ہر فرد بشر پہ فرض ہے اور جو ایمان نہ لائے اُس کی نجات نہین ہو سکتی"

استفانوس "امید ہے کہ عنقریب یہ تمام باتین کھل جائین گی - اور آپ اپنی زندگی ہی مین اصل حقیقت سے آگاہ ہو جائین گے"

بحیرا "انوسنٹ کو گئے کتنے دن ہوئے؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

استفانوس: "اسے گئے تو ابھی فقط پندرہ دن ہوئے ہین۔ پہونچا بھی نہ ہوگا ایک مہینے سے کم مین انسان وادی القریٰ تک نہین پہونچ سکتا۔ جو لوگ اس خط کو لائے تھے مین نے اُن سے پوچھا تھا کہ وادی القریٰ یہان سے کتنی دور ہے؟ انھون نے بتایا کہ اگر انسان مسلسل کوچ کرتا چلا جائے تو اٹھائیس انتیس دن مین پہونچتا ہے"

بحیرا: "خیر ہم مجبور ہین کہ اُس کا انتظار کرین۔ مگر شاید اس درمیان مین آمنہ کا کوئی اور خط آجائے۔ بہرحال اب تم جاؤ۔ اور مجھے اپنے عبادت و مراقبے کے مشاغل مین چھوڑ دو۔ لیکن افسوس میرا خیال اس نئے پیغمبر کی باتون مین اس قدر مصروف ہو گیا ہے کہ نہ عبادت مین دل لگتا ہے اور نہ کسی اور کام مین"

کسی واقف کار کی تلاش

مرشد کا اشارہ پاتے ہی استفانوس اپنے حجرے مین واپس آیا۔ اور دل مین کہا "مین نے ولی بحیرا کو اپنے سارے زمانۂ عبادت مین کبھی کسی امر مین اس قدر محو نہین پایا تھا۔ جس قدر کہ ان نئے رسول عرب کے بارے مین دیکھتا ہون ہمارے حضرت شیخ کے ولی اور صاحب باطن ہونے مین کوئی شک نہین۔ اور اُن کو اگر اس درجہ توجہ ہے تو سمجھنا چاہیے کہ یہ کوئی معمولی معاملہ نہین ہے۔ اس لیے جہان تک ہو سکے ان بزرگ کے حالات کا پتہ لگانا چاہیے اب اس وقت سے میری عبادت یہی ہے کہ ان نئے رسول کے حالات کی جستجو کرون بصریٰ مین عربون کا کوئی نہ کوئی قافلہ ہمیشہ پڑا رہتا ہے۔ اور اس ریگستان کے تاجرون کی ہر موسم مین آمد و رفت رہا کرتی ہے۔ اگر ان مین تلاش کیا جائے تو کوئی نہ کوئی اُن کا آشنا ضرور نکل آئے گا۔ مناسب ہو گا۔ کہ مین خود ہر روز جا کے بصریٰ کی کاروان سراؤن کا ایک چکر لگا آیا کرون"

اپنے اس ذہنی فیصلے کے مطابق دوسرے ہی دن سے استفانوس نے اپنے مرشد بحیرا سے اجازت حاصل کر کے بصریٰ مین گشت لگانا شروع کر دیا۔ اور معمول کر لیا کہ صبح کی عبادت سے فارغ ہوتے ہی کچھ کھا پی کے اپنی خانقاہ سے

تنہا نکل جاتا۔ اور جہان کہین کوئی عرب ملتا [illegible] ایک ایک شخص سے [illegible] کے باتین کرتا۔ خاطر و مدارات سے اُن کو اپنی طرف مائل کرتا۔ اور پھر اُن کے ملک۔ بستی۔ قبیلے۔ اور اُن کے وطنی تعلقات دریافت کرتے کرتے ارض حجاز شہر مکہ وہان کے معبد کعبے۔ اور قبیلۂ قریش کے حالات پوچھتا۔

کئی مہینے گذر گئے۔ مگر کوئی ایسا عرب نہ ملا جس سے نئے پیغمبر حجاز کا کچھ حال معلوم ہوتا۔ تقریباً تین مہینے تک تو اس گشت کا کوئی نتیجہ نہین ظاہر ہوا۔ ملنے کو تو بہت سے عرب ملے۔ مگر کوئی یمن کا تھا کوئی عمان کا۔ کوئی بحرین و یمامہ کا تھا اور کوئی نجد کا۔ حجاز کے لوگ بہت کم ملے۔ اور جو ملے وہ مکے کے حالات سے آگاہ نہ تھے۔ تین مہینے گزر جانے کے بعد شہر کی ایک کاروان سرا مین اُسے دس بارہ عرب نظر آئے جو اپنے اونٹون اور کجاوون کے حلقے کے اندر بیٹھے ستو کھا رہے تھے اُس حلقے کے اندر جانا خلاف مصلحت دیکھ کے استفانوس نے باہر ہی سے لہجۂ عجم کی عربی مین جو بصری مین قیام ہونے کے باعث اُسے یہ خوب آگئی تھی کہا حضرات اجازت ہو تو مین بھی آؤن؟"

ایک عرب "آیئے آیئے۔ اور ہمارے کھانے مین شریک ہو جیے" اور یہ کہتے ہی اُس کے لیے اپنے حلقے مین جگہ نکال دی۔

اپنی آرزو کے موافق جواب پا کے استفانوس اندر چلا گیا۔ اور کہا "اگرچہ مین بھوکا نہین ہون۔ مگر آپ کی مہربانی سے انکار کرنا ناشکری سمجھتا ہون" یہ کہہ کے جس لکڑی کے کھٹلے کے گرد حلقہ باندھے وہ لوگ کھا رہے تھے اسی مین ہاتھ ڈال کے کھانے لگا۔ اور دو چار لقمے کھا کے کہا۔ اب اگر مین زیادہ نہ کھا سکون تو امید ہے کہ آپ مجھے معاف فرمائین گے"

ایک عرب" (جو اپنے ہمراہیون کا شیخ اور سرغنا معلوم ہوتا تھا) "ہم آپ کی عنایت کے نہایت شکرگزار ہین۔ اب اگر مضائقہ نہ ہو تو فرمایئے کہ آپ کون ہین؟ اور ہم پر مہربانی کیون ہوئی؟ اگر آپ کا کوئی کام ہم سے نکل سکتا ہو تو لات و عزیٰ کی حرمت کی قسم کھا کے کہتے ہین کہ ہم کوشش مین کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھین گے"

استفانوس "مین ایک مسیحی راہب ہون اور اُس عالم آخرت کے سوا کوئی دنیاوی

غرض نہین رکھتا"

عرب "تو کیا آپ ہمین اپنے دین کی دعوت دینا چاہتے ہین؟"

استفانوس "مین فقط حق کا جویا ہون۔ چاہے وہ اپنے دین مین ملے۔ چاہے آپ کے دین مین۔ مجھے نہ کسی عقیدے مین ضد ہے۔ اور نہ کسی عقیدے سے تعصب۔ اتنا چاہتا ہون کہ ہم آپ ساتھ بیٹھ کے اپنے خالق و پروردگار کے بارے مین کچھ باتین کرین۔ مگر پہلے یہ ارشاد ہو کہ آپ کس سرزمین سے آئے ہین؟ اور کس قبیلے سے علاقہ رکھتے ہین؟"

عرب "ہم بنی مخزوم ہین۔ اور ارض حجاز مین خاص مکّے کے رہنے والے ہین۔ اور ہمارا شمار قریش مین ہے جو حجاز مین سب سے زیادہ شریف مانے جاتے ہین"

استفانوس "مین آپ سے مل کے بہت خوش ہوا۔ آپ کے شہر اور آپ کے قبیلے قریش کا نام مدت سے سُن رہا ہون۔ مگر کوئی ایسا نہین ملا جس سے وہان کے مفصل اور مشرح حالات معلوم ہوتے"

عرب "آپ کو جو کچھ پوچھنا ہو دریافت کیجیے"

استفانوس "بہتر یہ ہو گا کہ ایک دن کے لیے آپ سب صاحب ہماری دعوت قبول کرین"

عرب "آپ کہان رہتے ہین؟ بُصریٰ کے اندر؟"

استفانوس "نہین۔ شہر کے باہر جنوب کی طرف ہمارے مرشد بحیرا کی خانقاہ ہے۔ وہ ایک نہایت ہی پرفضا مقام ہے۔ اور آپ وہان چل کے بہت خوش ہون گے"

یہ نہایت نازک زمانہ تھا۔ اور سیاحون کو سفر مین ہر شخص پر طرح طرح کی بدگمانیان ہوا کرتی تھین خصوص تاجرون کو جن کے ساتھ روپیہ پیسہ اور مال و اسباب ہوا کرتا تھا۔ اُن لوگون نے استفانوس سے طرح طرح کے سوالات کیے جہان تک ممکن ہوا اُسے جانچا اور آخر اپنا اطمینان کر کے راضی ہو گئے کہ ہم مین سے تین آدمی کل چل کے بحیرا کی مشہور و معروف خانقاہ کی سیر کرین گے۔ جو اہل بُصریٰ کے نزدیک سب سے اچھی تفرج گاہ تھی۔ اور لوگ وہان جانے

کے اکثر مشتاق رہا کرتے۔

آخر استفانوس یہ وعدہ کر کے کہ صبح مین خود آکے آپ کو لے جاؤن گا۔ رخصت ہوا۔ اور اپنی خانقاہ مین واپس آکے اُن لوگون کی ضیافت کا اہتمام کرنے لگا۔ شام کو بحیرا کی خدمت مین حاضر ہو کے اُسے بھی بتا دیا کہ مجھے چند خاص مکے کے رہنے والے مل گئے ہین۔ اور مین نے کل اُن کی دعوت کر دی ہے۔ اُن لوگون سے اُس نئے رسول کے بہت کچھ حالات معلوم ہو جائین گے"

بحیرا: "اُن لوگون کا مذہب کیا ہے؟"

استفانوس: "بت پرست ہین۔ لات و عزیٰ کو پوجتے ہین جو شاید اُن کے قومی دیوتا ہین"

بحیرا: "کوئی ایسا نہین ملا جو اُس رسول پر ایمان لایا ہو؟"

استفانوس: "ایسا تو کوئی نہین ملا۔ مگر مین اُن کے اِن دشمنون سے بھی پوچھ کے بہت سی باتین دریافت کر لون گا"

بحیرا: "یہ لوگ تو اُن پر تہمتین لگائین گے۔ تاہم اصلی حالت کا انھین کچھ نہ کچھ اندازہ ضرور ہو جائے گا"

یہ رات استفانوس کو نہایت شوق اور صبح کے انتظار مین گزری۔ اور صبح کو خانقاہ کے گرجے مین نماز پڑھاتے ہی وہ روانہ ہو گیا۔ اور آفتاب کو نکلے دو گھڑی دن سے زیادہ نہ گزری ہون گی کہ مخزومی مہمانون کو لے کے آگیا۔

خانقاہ کے ایک بڑے کمرے مین ان لوگون کو بٹھانے کے لیے صاف اور نفیس فرش بچھا رکھا تھا۔ آتے ہی اُنھین پہلے پیتل کے کٹورون مین شربت پلایا گیا۔ پھر شراب کی دعوت کی گئی۔ عشاء ربانی کے لیے عمدہ انگوری شراب خاص خانقاہ مین تیار ہوتی تھی۔ اور اُس سے بچتی وہ بیماری مین راہبون کو دیجاتی۔ اور جو معزز مہمان آکے یہان ٹھہرتے اُن کے سامنے بھی پیش کیجاتی۔ اہل عرب شراب کے بے حد مشتاق تھے۔ یہان اصلی درجے کا خالص بادۂ گلرنگ ملا تو خوب جام پہ جام لنڈھائے۔ اور اُن کے سردار نے مشہور و مسلم شاعر عرب عمرو بن کلثوم کا قصیدۂ خمریہ[ع] گا گا کے

ع یہ قصیدہ بھی اُن سات قصیدون مین ہے جو جاہلیت مین دعوے کے طور پر خانہ کعبہ مین لٹکا دیے گئے تھے

سُنانے لگے۔ جس کے ابتدائی اشعار سے جو میکشی کے ذوق و شوق مین تھے تینون عرب بیتاب ہو ہو کے جھومنے اور کہتے ع اور پلا اور پلا ساقیا۔ پھر جب اپنے قومی فخر و ناز کے اشعار شروع ہوئے تو سب کی یہ حالت تھی کہ جوش مین آ آ کے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور تلوارین میان سے نکال لیتے۔

آخر سردار نے اُس قصیدے کا یہ آخری شعر پڑھا

اِذَا بَلَغَ الْفِطَامَ لَنَا صَبِیٌّ — تَخِرُّ لَہُ الْجَبَابِرُ سَاجِدِیْنَا

(ہمارے کسی بچے کا اِدھر دودھ بڑھایا گیا اور اُدھر بڑے بڑے سرکش لوگ آ کے اُس کے آگے سجدے مین گر پڑے۔)

یہ سنتے ہی سب نے نہایت ہی جوش و خروش سے خوشی کے نعرے لگانا شروع کیے۔ اور یہ غلغلہ دیر تک بلند رہا۔ پھر جب سب خاموش ہوئے تو استفانوس اور اُس کے ساتھ والے راہب و زاہد جو مہمان داری کی غرض سے جمع تھے سخت متحیر تھے۔ مگر تینون مست عربون نے اس کا کچھ خیال بھی نہ کیا۔ اور استفانوس سے کہا، "اب جو کچھ پوچھنا ہو پوچھیے"

استفانوس: "پہلے اپنا نام و نسب بتائیے۔ اپنی نسل کا پتہ دیجیے۔ اور اس کے بعد اپنے شہر اور اپنے مشہور عبادت خانے کا حال بیان کیجیے"

شیخ عرب: "میرا نام کعب بن عدی ہے۔ اور ہم سب لوگ بنی مخزوم مین سے ہین جو عرب کے عالی مرتبہ قبیلۂ قریش کا ایک معزز خاندان یا اُس کی ایک شاخ ہے ہم اور وہ تمام قبائل جو عرب کے شمالی اور درمیانی صحراؤن مین آباد ہین۔ سب اسماعیل بن ابراہیم کی نسل سے ہین۔ ہمارا شہر مکہ اُنھین کا آباد کیا ہوا ہے۔ اور کعبے کو بھی اُنھین نے اپنے ہاتھون سے تعمیر کیا تھا"

استفانوس: "مگر مین نے تو سنا ہے کہ کعبے مین بت رکھے ہوئے ہین"

کعب: "جی ہان۔ اُس مین سیکڑون مورتین ہین جن مین سب سے بڑی مورت ہُبل کی ہے جو ہمارا سب سے بڑا دیوتا ہے"

استفانوس: "تو کیا یہ بُت کعبے مین ابراہیم و اسماعیل ہی کے زمانے سے چلے آتے ہین؟ ہمارے یہان تو سب لوگ سمجھتے ہین کہ وہ دونون موحد اور

خدا پرست تھے"۔

کعب "بے شک وہ خدا پرست و موحد تھے۔ اور ہم بھی خدا پرست موحد ہیں۔ جانتے ہین کہ ہمارے دادا اسمٰعیل ؑ کے عہد مین یہ بُت کعبے مین نہ تھے۔ مگر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اس کی ضرورت محسوس ہوتی گئی کہ اُن اگلے بزرگون اور پُرانے نامور لوگون کی مورتین بنا کے کھڑی کردی جائین جن مین اسرار ربانی پیدا ہو گئے تھے۔ اور اس مین دو فائدے ہین۔ ایک تو یہ کہ اُن خدا رسیدہ اسلاف کی یاد تازہ رہتی ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اُنھین ہم اپنا شفیع اور وسیلہ قرار دے کے پوجتے ہین تو خدا ہماری فریاد جلدی سُن لیتا ہے"۔

استفانوس "تو کیا بغیر اُن کے ذریعے کے خدا نہین سُن سکتا؟"

کعب "سنتا کیون نہین؟ مگر ہماری اُس طرح تھوڑے ہی سنتا ہے جس طرح اُن کی سنتا ہے؟ وہ خدا کے پاس پہونچے ہوئے ہین۔ اُس کے دربار مین حاضر ہین۔ اُس سے مانوس و آشنا ہو رہے ہین۔ اس لیے ہم اُن بزرگون کی پوجا کر کے اپنا مقصد اُن کی خدمت مین عرض کرتے ہین۔ اور وہ اگر خوش ہوئے تو خدا کی درگاہ مین دعا کرتے ہین۔ بس اُن کے دعا کرتے ہی ہماری دعا قبول ہو جاتی ہے"۔

اس موقع پر کعب کا ایک بوڑھا ساتھی جو اُس کے برابر بیٹھا ہوا تھا جوش عقیدت سے بے اختیار ہو کے بول اُٹھا: "اور اُن پُرانے بزرگ لوگون نے جن کے نامون کی یادگار یہ مقدس مورتین ہین دنیا مین کام ہی ایسے کیے تھے کہ خدا کے مقبول بندے ہو گئے۔ اور خدا اُن کی ہر دعا قبول کرنے لگا۔ پھر ہمارا مانگنا اور اُن کا مانگنا کیسے برابر ہو سکتا ہے؟"

ایک تیسرا رفیق "حزام تم کہتے تو ٹھیک ہو۔ مگر سب سے بڑے بزرگ ہمارے دادا ابراہیم ؑ تھے۔ اُن کے نام کا تو کوئی بت نہین ہے اور نہ اُن کے فرزند اسمٰعیل کی مورت کعبے مین ہے۔ اور جو مورتین موجود ہین اُن مین سے اکثر کے متعلق کسی کو بھی نہین خبر کہ کس کی ہین اور وہ کون لوگ تھے؟"

خزام :۔ نہ معلوم ہو۔ مگر یہ تو جانتے ہین کہ یہ سب خدا کے دربار مین رسائی رکھتے ہین۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا کہ مخلد تمھارے دل پر اُس صابئی کی باتون کا اثر پڑ گیا ہے۔"

کعب :۔ جھگڑنے کی ضرورت نہین ہے۔ مگر خزام تم سچ کہتے ہو۔ مخلد کے اعتراض مین بے دینی کی بو آتی ہے۔ اگر ابراہیم و اسمٰعیل کی مورتین کعبے مین نہین ہین یا اُس مین بعض ایسی مورتین ہین جن کا حال ہمین نہین معلوم تو کیا اب ہم اُن کی پرستش چھوڑ دین؟"

استفانوس :۔ (خزام سے) "آپ کی زبان سے ابھی صابئی کا لفظ نکلا تھا کیا صابئی لوگ آپ کے وطن مین ہین؟"

خزام :۔ جی ہان ہمارے یہان بہت سے صابئی ہین جو آسمان کے تارون کو پوجتے ہین اور ہر امر مین عقلی دلیلین پیش کر کے لوگون کو قائل کر دیا کرتے ہین مگر ہم اُن کی دلیلون کی پروا نہین کرتے۔ اس لیے کہ ہم نے تو خدا کو اور دین کی سب باتون کو بغیر دلیل کے جانا اور پہچانا ہے۔"

کعب :۔ معلوم نہین کہ یہ صابئی مذہب کہان سے نکلا ہے؟ اور اِن لوگون کے مذہب کا بانی کون تھا؟"

استفانوس :۔ ہم کو اپنی کتابون سے پتہ چلتا ہے کہ بابل مین بخت نصر اور اُس سے پہلے بادشاہون کے زمانے مین کواکب پرستون کا جو مذہب قائم تھا وہی صابئی مذہب ہے۔ یہ لوگ ساتون سیارون کو پوجتے ہین۔ بابل مین اُن کے بڑے بڑے مندر اِن لوگون نے بنائے تھے مگر جب قرس (سائرس) نے بابل کو تباہ اور اُس پُرانی سلطنت کا خاتمہ کیا تو اُس پُرانے مذہب کو بھی تباہ کر کے اپنا زرتشتی مذہب مروج کر دیا۔ صابئی لوگ اُس سے ڈر ڈر کے بھاگے۔ اُن کے کئی خاندان یہان بصری مین بھی موجود ہین۔ مگر مجھے یہ نہین معلوم تھا کہ صحرائے عرب مین بھی وہ لوگ موجود ہین۔"

خزام :۔ مگر میرا مطلب صابئی سے وہ لوگ نہ تھے۔ بلکہ ہمارے یہان ایک نیا شخص پیدا ہوا ہے جو نئی نئی باتین کہتا۔ ہمارے بتون اور معبودون کو

گالیان دیتا ہے۔ اور اگر کوئی گفتگو کرے تو اپنی زبان آوری سے اُسے قائل کرکے اپنے مکر مین پھانس لیتا ہے۔ اور اسی سحر بیانی اور عقل آرائی کی وجہ سے ہم اُسے صابئی کہا کرتے ہین۔"

استفانوس :- "یہ کون شخص ہے؟ اور اس کا نام کیا ہے؟ اور آخر وہ کہتا کیا ہے؟"

کعب :- "حزام نے آپ کے سامنے اس ناگوار قصّے کو چھیڑ دیا جس سے مین اکثر گریز کیا کرتا ہون۔"

استفانوس :- "مگر مین اُس شخص کے حالات ضرور دریافت کرون گا! آخر معلوم تو ہو کہ وہ ہے کون؟ اور کہتا کیا ہے؟ اور اس مخالفت سے اس کا مقصد کیا ہے؟"

کعب :- "آپ کو ایسا ہی اشتیاق ہے تو سُنیے۔"

استفانوس :- "اچھا ذرا ٹھہریے مین آپ کو لے چل کے اپنے مرشد بحیرا سے ملا دون۔ اور یہ حالات آپ اُن کے سامنے بیان کرینگے تو زیادہ اچھا ہوگا۔"

کعب :- "مین نے سنا ہے کہ وہ فقط سال مین ایک دفعہ لوگون سے ملتے ہین۔ اگر آپ کے ذریعے سے اُن کی قدمبوسی حاصل ہو تو ہم آپ کے بڑے شکرگزار ہون گے۔ مجھے اُن کی زیارت کا بڑا اشتیاق ہے۔ اکثر کوشش کی کہ اُن کی زیارت کے دن یہان آؤن۔ مگر موقع نہ ملا۔ ہم لوگ یون تو اپنے بتون کو پوجتے ہین۔ مگر تعصب کسی سے نہین رکھتے۔ کوئی بزرگ اور ولی کسی قوم کا ہو ہم اُس کی قدمبوسی کو ثواب اور موجب برکت سمجھتے ہین۔ اور اسی وجہ سے اپنے جھگڑون کا فیصلہ کرانے اور اپنے مریضون کا علاج کرنے کے لیے ہم ہر قوم و ملت کے بزرگون کے پاس یکسان ادب و عاجزی سے جاتے ہین۔ آپ کے مرشد بحیرا کا تو ہم بہت ہی ادب کرتے ہین۔ اور اُن کی زیارت کو اپنا فخر خیال کرینگے۔"

استفانوس :- "تو آپ ذرا صبر کرین۔ مین اُن سے پوچھ آؤن تو پھر آپ کو اُن کی خدمت مین لے چلون۔" یہ کہہ کے استفانوس چلا گیا۔

اور یہ سب لوگ سیہ مستی کی بے قراری کے ساتھ ولی بحیرا سے ملنے کا انتظار کرنے لگے۔

اَلْفَضْلُ مَا شَہِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ

(خوبی وہ ہے جس کی دشمن گواہی دین)

دس بارہ منٹ مین استغفانوس نے آکے کہا "حضرات مین آپ کو زحمت دینے آیا ہون۔ ہمارے محترم مرشد بحیرا ہین چلے آتے۔ مگر اس کی طاقت نہین ہے۔ اور اس کے ساتھ اُنھین آپ سے باتین کرنے کا بے انتہا شوق بھی ہے۔ اُن کی آرزو ہے کہ آپ تکلیف گوارا کر کے اُنھین کے حجرے مین چلے چلین"۔

کعب۔ (سخت حیرت سے) "محترم ولی بحیرا جو دنیا والون کو سال مین فقط ایک بار اپنا جلوہ دکھایا کرتے ہین۔ ہمین اپنے عبادت کدے اور اپنے خاص حجرے مین بُلاتے ہین! ہم جہلاے عرب ایسے خوش نصیب ہین! اور ہمارا یہ مرتبہ!"

استغفانوس۔ "اصل یہ ہے کہ اُنھین آپ کے مذہب و عقائد اور آپ کے پُرانے حرم اور آپ کے شہر کے حالات دریافت کرنے کا ایک مدت دراز سے شوق ہے۔ اور اسی شوق کی وجہ سے وہ چاہتے ہین کہ آپ کو اپنے حجرے مین بلائین۔ اور اطمینان سے بیٹھ کے باتین کرین۔ لیکن آپ کو اتنا کرنا ہوگا کہ اُن کے سامنے آہستہ آہستہ باتین کرین۔ اور شور نہ مچائین۔ اس لیے کہ کثرت ریاضت اور خلوت نشینی نے اُن کا دماغ بہت کمزور کر دیا ہے"۔

کعب۔ "ہم لوگ اُن سے نہایت ادب سے ملین گے۔ اور بہت ہی خاموشی سے گفتگو کرین گے"۔

استغفانوس۔ "مجھے اِس بات کا خیال ہے کہ اس وقت کی سیکشی نے آپ سب

صاحبون کے مزاج مین پیدا کر دیا ہے۔
کعب " ہم لوگ نہایت ہی تند و تیز شرابون کے پینے کے عادی ہین۔ آپ کی اس لطیف انگوری شراب نے ہمارے دلون مین کسی قدر مسرت ضرور پیدا کر دی ہے۔ مگر یہ نہ سمجھیے کہ ہم بدمست و بدہوش ہین۔ اس شراب کی مدد سے ہم زیادہ تہذیب و خاموشی سے باتین کرین گے "۔
حزام " اور آپ اِس کا خیال نہ کرین کہ ہم نے اس وقت عمرو بن کلثوم کے قصیدے پر جو وجد و بیخودی کا اظہار کیا تو یہ اس شراب کی وجہ سے تھا۔ نہین۔ بلکہ یہ خود اُس کلام کی خوبیون کا اثر تھا "
استفانوس " بہرحال مجھے آپ کی متانت و عالی ظرفی کا یقین ہے۔ اب آپ سب صاحب تشریف لے چلین "۔
تینون مخزومی عرب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور استفانوس نے اُنھین پہلے حسب معمول اپنے حجرے مین لے جا کے بٹھایا۔ اور اس کے بعد بحیرا سے اجازت لے کے اُس کے پاس لے گیا۔ بحیرا نے جو فصیح عربی بولتا تھا اُن لوگون کا اچھے الفاظ مین خیر مقدم کیا۔ اور کہا " اے بزرگان عرب مین آپ سے مل کے خوش ہوا۔ مجھے آپ کے شہر اور آپ کی قوم کے حالات معلوم کرنے کا ایک زمانے سے بے حد شوق ہے۔ جو آرزو امید ہے کہ آج آپ کے ذریعے سے پوری ہو جائے گی "۔
کعب۔ (ادب و تواضع سے) " اور ہم کو زندگی بھر اس بات کا فخر و ناز رہے گا کہ محترم ولی بحیرا کی یون قریب بیٹھ کے زیارت کی جس کا ایک جلوہ دیکھ لینے کی ساری دنیا متمنی ہے "۔
بحیرا " اب آپ اپنے وطن اور دین کے حالات بیان کرنا شروع کرین "۔
کعب " یہ تو مین ابھی اپنے دوست استفانوس کو بتا چکا کہ ہم لوگ حضرت اسماعیل کی نسل سے ہین۔ ہمارا شہر مکہ اُنھین کا بسایا ہوا ہے۔ اور ہمارا محترم حرم کعبہ اُنھین کا بنایا ہوا ہے۔ ہم سنتے ہین کہ کعبے کو اُن بزرگون نے خدا کی عبادت کے لیے بنایا تھا۔ اُس وقت اس مین کوئی بت اور کسی دیوتا کی مورت نہ تھی۔ مگر جون جون زمانہ گزرتا گیا اس بات

کی ضرورت محسوس ہوتی گئی کہ لوگ اپنے اُن بزرگون کی مورتین کعبے مین رکھین جو خدا کے مقبول بندے ہین۔ اور جن کی خدا اُن کے اچھے اور نیک ہونیکی وجہ سے زیادہ سنتا ہے۔ اسی خیال سے اگلے بزرگون نے بہت سی مورتین لاکے کعبے مین رکھ دین۔ اور اُن کی پرستش اس خیال سے ہونے لگی کہ وہ خدا کی درگاہ مین ہماری شفاعت اور سفارش کرین گے۔ اور اُن کے ذریعے سے ہماری دعا جلد قبول ہو جایا کرے گی"۔

بہر حال اب ایک مدت دراز سے ہماری قوم مین اُن بتون کے پوجنے کا رواج ہے۔ عبادت کرتے وقت ہم جا کے سامنے کھڑے ہوتے۔ اور تالیان اور سیٹیان بجا کے اُنھین جگاتے ہین۔ اُن کی یادگار مین چوٹیان رکھتے۔ اور اُن کے لیے سر مُنڈاتے ہین۔ اُن کے نام پر اونٹون کو سانڈ بنا کے چھوڑتے اور اچھی اچھی اونٹنیون کو اُن پر چڑھا کے آزاد کر دیتے ہین۔ کہین کا سفر کرتے ہین تو عبادت کے لیے دو چار خوبصورت اور گول پتھر اُٹھا کے لے لیتے ہین۔ اور روزانہ اُنھین کو سامنے رکھ کے پوج لیا کرتے ہین"۔

بحیرا "کیا تمھارے نزدیک حضرت ابراہیم اور اُن کے بیٹے اسمٰعیل کا یہی دین تھا؟"

کعب "یہ تو ہم نہین جانتے مگر اپنا قومی مذہب اور طریقہ فی الحال اسی کو خیال کرتے ہین"۔

بحیرا "اچھا تمھارے یہان حرام و حلال کیا کیا چیزین ہین؟ اور تمھارے عادات و خصائل کیا ہین؟"

کعب "اپنے افعال مین ہم بالکل آزاد ہین جو مل جائے کھاتے ہین۔ شراب پیتے ہین۔ جوا کھیلتے ہین۔ اور اگر کوئی ہمارے حقوق مین خلل انداز ہو تو فوراً لڑائی پر آمادہ ہو جاتے ہین۔ لوٹنا اور بہادرانہ انداز سے رہزنی کرنا ہمارے شریفون کا پیشہ ہے"۔

بحیرا "یہ حال ہے تو پھر تمھارے یہان کوئی سفر کیسے کرتا ہوگا؟"

کعب "اس کے لیے ہم نے سب سے پہلے تو یہ عام قاعدہ مقرر کر لیا ہے کہ سال کے چار مہینے جنگ و پیکار اور قتل و خونریزی کے لیے حرام کر دیے ہین۔ اسی وجہ سے اُن مہینون کو شہور حرام کہتے ہین۔ اُن مین سے اکثر وہی مہینے

ہوتے ہین جن مین لوگون کو حج کعبے کے لیے سفر کرنا ہوتا ہے۔ ان کے سوا اور مہینون مین البتہ ہمارے ملک مین سفر کرنا کمزور اور معمولی لوگون کے لیے دشوار ہے۔ لیکن لوٹ مار سے بچنے کا ایک طریقہ اور بھی ہے۔ ہمارے سیکڑون قبیلے ہین جو بادیہ عرب مین پھیلے ہوے ہین۔ اُن مین سے اکثر قبائل مین باہمی یکجہتی و مودت یہ قسم ہوجاتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ ایک دوسرے کے حلیف ہوجاتے ہین۔ اور اُن کا فرض ہوجاتا ہے کہ ہر موقع پر ہمیشہ ایک دوسرے کے ممد و معاون رہین جس قبیلے کا کوئی آدمی کسی کے ہاتھ سے مار ڈالا جاتا ہے اور معلوم ہوجاتا ہے کہ اُس کا قاتل فلان شخص یا فلان قبیلے کا آدمی ہے تو فوراً مقتول کے قبیلے والے اُسکے خون کا انتقام لینے یا خون بہا کی رقم وصول کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے ہین۔ اور اُن کے تمام حلیف قبائل اُن کا ساتھ دیتے ہین۔ الغرض اس امر کا اتنا دباؤ رہتا ہے کہ کسی کو کسی کی جان لینے کی بمشکل جرأت ہوتی ہے"

بحیرا"اور اپنی عورتون کے ساتھ تمھارا کیا برتاؤ ہے؟"

کعب"ہماری عورتین بھی بہادر ہین۔ وہ لڑائی مین مردون کو غیرت دلاتی ہین! اور مردون کو اختیار ہے کہ جتنی بیبیان اور جتنی لونڈیان چاہین رکھین۔ اگرچہ مردون کو عموماً طلاق دینے کی آزادی حاصل ہے مگر بعض شریف خاندانون کی عورتین بھی اپنے شوہرون کو طلاق دے سکتی ہین۔ یا اُنھین اختیار ہوتا ہے کہ جب تک چاہین کسی شوہر کے پاس رہین اور جب چاہین اُن سے جدائی اختیار کرلین تاہم عورتین زیادہ تر مردون کے بس مین ہین۔ لڑکے باپ کے ورثے مین جائداد کے ساتھ باپ کی بی بیون اور حرمون کو بھی پاتے ہین۔ اور اُن کو اپنے تصرف مین لا سکتے ہین۔ علاوہ برین ہمارے اکثر شرفا اس ننگ کو نہین برداشت کرسکتے کہ اُن کی بیٹی کسی کی جورو بنے۔ اس خیال سے اپنی بیٹیون کو وہ کمال مردانگی سے زندہ دفن کردیتے ہین"

بحیرا۔ (سخت حیرت و خوف سے) "زندہ دفن کردیتے ہین! افسوس! اتنا بڑا ظلم!"

کعب"جی ہان ظلم تو ہے۔ مگر جب حمیت و غیرت نہ گوارا کرسکے تو کیا کرین؟"

بحیرا"اور تمھارے یہان ہر سال کعبے کا جو حج ہوا کرتا ہے اُس کا کیا طریقہ ہے؟"

کعب"یہ ذی الحجہ کے مہینے مین ہمارے یہان حج ہوتا ہے۔ اور یہ طریقہ ہمارے دادا

ابراہیم کے زمانے سے ہوتا چلا آتا ہے۔ اُس موقع پر تمام قبائل عرب جو یہودی یا نصرانی نہیں ہیں دور دور سے اور کل اطراف عرب سے آکے جمع ہوتے ہیں جو اپنا معمولی لباس اُتار کے اور خاص قسم کے بے سیے کپڑے پہن کے حرم کعبہ کے حدود میں داخل ہوتے ہیں۔ کعبے کے گرد بیٹھ کے سر منڈاتے ہیں پھر طواف کرتے ہیں۔ اُس کے بعد صفا اور مروہ نام دو پہاڑیوں کے درمیان اُچکتے ہوے دوڑتے ہیں۔ پھر شہر مکے سے باہر چند میل کی مسافت پر مِنا اور مزدلفہ نام مقامات میں جا کے بعض ارکان پورے کرتے۔ اور اُن مورتوں کو پوجتے ہیں جو وہاں نصب ہیں۔ اور وہاں سے واپس آکے حج سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ قریش کے سوا باہر کے دیگر قبائل کے حاجیوں کے لیے عام اس سے کہ مرد ہوں یا عورتیں یہ بھی شرط ہے کہ وہی کپڑے پہن کے طواف کعبہ اور حج کریں جو قریش والوں سے ملے ہوں۔"

بحیرا۔" تو تم کو بہت سے کپڑے موجود رکھنا پڑتے ہوں گے؟"

کعب۔" جی ہاں مگر ہم اُنھیں لوگوں کو اپنے پاس سے کپڑے دیتے ہیں جن سے اچھا معاوضہ مِل جاتا ہے۔ اور جو کچھ نہیں دیتے اُن کو کوئی کپڑا نہیں دیا جاتا۔"

بحیرا۔" تو پھر وہ کیا کرتے ہیں؟"

کعب۔" وہ لوگ بالکل برہنہ ہو کے طواف کرتے ہیں۔ حج میں آدھے سے زیادہ زن و مرد ننگے طواف کرتے نظر آتے ہیں جو آگے پیچھے ستر پہ ہاتھ رکھ لیتے ہیں۔ اور خیال کر لیتے ہیں کہ آج کے دن برہنگی میں کوئی نقصان نہیں۔"

بحیرا۔" مجھے تمھارے اعتقادات اور افعال و اطوار سُن کے تعجب معلوم ہوتا ہے۔ تمھارے یہاں کوئی ایسا نہیں ہے جو ان باتوں کی اصلاح کرے؟"

کعب۔" اس وقت تک تو ہمیں کبھی کسی اصلاح کی ضرورت نہیں محسوس ہوئی یہ ضرور ہے کہ بعض قبائل اپنا ابراہیمی دین چھوڑ کے نصرانی یا مجوسی ہو گئے۔ بہت سے یہود کے دین کے گرویدہ ہو گئے ہیں بعض صابی ہو جاتے ہیں۔ جن کا

مذہب ہم کو اور دیوتاؤں سے زیادہ مذہب شائستہ اور اصول عقل کے موافق معلوم ہوتا ہے لیکن ہم میں سے کبھی کسی نے کوئی اختلاف نہیں پیدا کیا۔ مگر ابھی ایک عجیب و غریب شخص خاص قریش کے ایک شریف ترین خاندان سے پیدا ہوا ہے جس نے عجب آفت مچا دی۔ ہماری قومی بندشیں توڑ دی ہیں۔ ہمارے باپ دادا کے خصائص و اخلاق کو مٹائے دیتا ہے۔ اور سارے قریش کو اُس نے نہایت ہی پریشان کر رکھا ہے"

بحیرا "یہ کون شخص ہے؟"

کعب "ہم قریش میں سب سے افضل و اعلیٰ خاندان بنی ہاشم کا ہے۔ اسی گھرانے کے ایک بڑے معزز و محترم نیک نفس و ستودہ صفات بزرگ عبدالمطلب تھے جن کا ہم سب ادب و احترام کرتے تھے۔ اور خانۂ کعبہ کی تولیت و نگرانی اُنھیں کے ہاتھ میں تھی۔ اُن کے ایک مرحوم فرزند کا ایک لڑکا جو پیدا ہونے سے پہلے ہی یتیم ہو گیا تھا۔ اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں تو ایسا اچھا رہا کہ سب لوگ اُس کی بڑی قدر کرتے تھے۔ اور اُس کی سچائی و راست بازی کی وجہ سے سارے شہر اور سارے قریش کو اُس کا سب سے زیادہ اعتبار تھا۔ ابتداءً وہ مفلس و نادار تھا۔ اس لیے کہ باپ کی جائداد کچھ تھی نہیں۔ اور دادا کا ترکہ اُس کے چچاؤں میں بٹ گیا۔ مگر بعد کو ہمارے قبیلے کی ایک شریف اور دولت مند بیوہ سے شادی کر کے کسی قدر خوش حال ہو گیا۔ اب اُسے چالیس برس کی عمر کو پہونچنے کے بعد خدا جانے کیا ہو گیا ہے کہ یکایک ہمارے دین اور ہمارے دیوتاؤں کا دشمن ہو گیا۔ ہماری ہر چیز کو بُرا کہتا۔ ہمارے ہر عقیدے پر اعتراض کرتا۔ اور ہمارے بتوں کو ہمارے مُنہ پر گالیاں دیتا ہے۔ ایک عجیب قسم کا مقفّیٰ کلام سناتا ہے اور کہتا ہے کہ اُس کلام کو خدا نے اپنے فرشتے جبرئیل کے ذریعے سے اُس کے پاس بھیجا ہے"

بحیرا "تم کو اُس کلام کا کوئی ٹکڑا یاد ہے؟"

کعب "جناب ہم کبھی اُس کی باتیں دل لگا کے سنتے ہی نہیں۔ مشہور یہ ہو رہا ہے کہ

اُس کلام کو جس کسی نے ذرا توجہ سے سن لیا اُسی کا کلمہ پڑھنے لگا۔ لوگون کا خیال ہے کہ اُس کلام مین جادو ہے۔ جو ہر سننے والے پر فوراً اثر ڈال جاتا ہے۔ اور جس کو یہ شخص فرشتہ جبریل بتاتا ہے بظاہر وہی اُس کے جادو کا موکل ہے جس کے زور سے وہ ہر ایک کو اپنا غلام بنالیتا ہے۔ ہم تو ہر ایک سے یہی کہتے ہین کہ یہ شخص جادوگر ہے۔ یا شاعر ہے۔ یا سڑی سودائی ہے کہ جس بات کی دُھن ہوئی پھر ممکن نہین کہ اُس کو چھوڑ دے"۔

بحیرا "آخر وہ کون سی ایسی بات ہے جو تمھین اس قدر زیادہ ناگوار ہے؟"

کعب "حضرت یہ کوئی بات ہی نہ ہوئی کہ ہمارے باپ دادا اُون کے دین کو بُرا کہتا۔ ہمارے بتون کو گالیان دیتا۔ ہمارے دیوتاؤن کی تحقیر و تذلیل کرتا۔ اور ہمارے ہر طریقے اور ہماری ہر رسم پر جو قرنہا قرن سے ہوتی چلی آتی ہے اعتراض کرتا ہے؟ ہم تو ایسی باتون کی تاب نہین لاسکتے"۔

اس وقت کعب کے ایک ساتھی مخلد نے جو دیر سے کچھ کہتے کہتے رُک جاتا تھا بحیرا کیطرف متوجہ ہو کے کہا "جناب اُس شخص کا دعویٰ یہ ہے کہ خدا کا اصلی اور برحق دین توحید ہے۔ یعنی وحدہٗ لاشریک لہ۔ یہی مذہب حضرت ابراہیمؑ اور اُن کے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کا تھا۔ اور یہی مذہب تمام اگلے پیغمبرون اور نبیون حضرت آدمؑ۔ نوحؑ۔ موسٰیؑ۔ اور عیسٰیؑ وغیرہم کا ہوتا آیا۔ جن کو خدا نے دنیا مین اسی غرض کے لیے بھیجا تھا کہ توحید کو پھیلائین۔ اور شرک کی بیخ کنی کرین۔ وہ کہتا ہے کہ شرک اور بُت پرستی مکے اور کعبے مین اُن لوگون نے پھیلائی جو انبیاے مرسلین کی تعلیمون کو بھول کے گمراہ اور کافر و مشرک ہو گئے تھے۔ وہ ہر وقت اور ہر گھڑی یون بھی اور اپنے اُس کلام کے ذریعے سے بھی جسے وہ خدا کا کلام بتاتا ہے بس اسی ایک بات کو کہا کرتا ہے کہ بتون کو چھوڑ دو۔ شرک سے باز آؤ۔ کفر سے توبہ کرو۔ اور اُس ایک خدا پر جو لم یلد ولم یولد ہے ایمان لاؤ۔ عبادت کرو تو اُسی کی کرو۔ کچھ مانگو تو اُسی سے مانگو۔ التجا کرو تو اُسی کے سامنے کرو۔ روزے

رکھو تو اُسی کے لیے رکھو۔ حج کرو تو اُسی کی عبادت کے خیال سے کرو۔ اور ڈرو تو فقط اُسی سے ڈرو۔ بس وہی داوہ ہے۔ اور اُسکے سوا کسی کی کچھ ہستی نہین۔ وہ سب کو دیکھتا ہے۔ سب کی سنتا ہے۔ سب کچھ سمجھتا ہے۔ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔ وہی کھلاتا پلاتا ہے۔ اور کوئی ذرہ بغیر اُس کی مرضی کے اپنی جگہ سے ہل نہین سکتا۔ اُس کی مرضی مین کسی کو کچھ دخل نہین۔ لہذا سب لوگون کو چاہیے کہ اپنے عادات۔ اطوار۔ گفتار و کردار۔ عبادت و طہارت۔ اور خوف و رجا مین فقط اُس کا خیال رکھین۔ اور کسی کا نہین"

بحیرا "آپ کی باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سلف کے تمام نبیون اور رسولون کو مانتے ہین"

محمد "سب کو مانتے ہین۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت داودؑ۔ حضرت سلیمانؑ۔ حضرت عزیرؑ و ذکریاؑ۔ اور حضرت عیسیٰؑ اور اُن کے حواری سب کو مانتے اور خدا کا رسول برحق بتاتے ہین۔ حضرت عیسیٰؑ کی نسبت کہتے ہین کہ وہ بھی جلیل القدر پیغمبر تھے۔ مگر عیسائیون کی طرح اُنھین خدا کا بیٹا بتانا۔ اُس کی خدائی مین شریک کرنا۔ یا تثلیث کا عقیدہ رکھنا کفر بتاتے ہین"

بحیرا (کعب سے) "بس اُن کے اعتقادات یہی ہین؟"

کعب "جی ہان۔ ہین تو قریب قریب یہی۔ مگر وہ تو مجنونون کی طرح اِن باتون کو گلی کوچون مین چلاتا پھرتا ہے۔ جس سے شرفاے قریش کو رہ رہ کے طیش آتا ہے۔ اور اُس کی جان لینے کے درپے ہو جاتے ہین۔ صرف اِس اندیشے سے دل پر جبر کرکے رُک جاتے ہین کہ اُس کے اعزہ قصاص اور انتقام کے دعویدار ہوے تو کیا ہوگا؟"

بحیرا "اور یہ نہین ہو سکتا کہ تم لوگ اُس شخص سے مزاحم نہ ہو اور وہ جو کرے کرنے دو؟ رہا اُس کی باتین ماننا اس کا تمھین اختیار ہے۔ جی چاہے مانو اور نہ جی چاہے نہ مانو"

کعب "حضرت اس مین اصلی قصور اُسی شخص کا ہے۔ وہ ہمارے بتون اور معبودون کو ہمارے منھ پر بُرا کہتا ہے اور ہمارے بزرگون کی تحقیر و تذلیل کرتا ہے

ایسی حالت مین یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم خاموش بیٹھے سنا کرین۔ اور کچھ نہ کہین ہمین تو اپنا
سچ پوچھیے تو اُس کے خیالون اور اعتقادون پر اتنا غصہ نہین آتا ہے جتنا
اس پر آتا ہے کہ سر بازار اور عام لوگون کے مجمع مین کھڑے ہو کے وہ ہمارے
بزرگون اور معبودون کو بُرا کہتا ہے۔ اور پھر اُس مین ایسی ضد اور دُھن کہ
معلوم ہوتا ہے ایک مجنون ہے جو کسی کی نہین سنتا۔ بس اپنی
کہے جاتا ہے۔"

مخلد۔ "اُس مین ایسا جوش نہ ہوتا تو لوگ اُس پر ایمان کیون لاتے؟ دیکھنا یہ چاہیے
کہ وہ جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے یا جھوٹ۔ اگر وہ شرک اور بت پرستی سے منع کرتا ہے
تو کیا بُرا کرتا ہے جب ہم جانتے ہین کہ ہمارے دادا ابراہیم و اسمٰعیل بت پرست
نہ تھے۔ اگر وہ خداے وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کو کہتا ہے تو کون سا گناہ
کرتا ہے جب ہمین معلوم ہے کہ اگلے پیغمبرون مین سے کوئی نہ تھا جو توحید کا قائل
نہ ہو۔ اگر لڑکیون کو زندہ گاڑ کے مار ڈالنے کو بُرا کہتا ہے تو یہ کون سی بُری بات
ہے جبکہ ہم خود دل مین سمجھ رہے ہین کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ مجھے تو اُس کی کسی
بات مین کوئی بُرائی نہین نظر آتی۔"

کعب۔ "معلوم ہوتا ہے تم بھی بظاہر نہین تو دل مین اُس کے مرید ہو چکے ہو؟"

مخلد۔ "مین اس وقت تک نہ مسلمان ہوا ہون۔ اور نہ اُس کے پاس گیا ہون۔ لیکن
آپ کے اور اُس کے جھگڑون کو جہان تک مین نے سنا ہے اُس سے تو میری
یہی راے قائم ہوتی ہے۔"

بحیرا۔ "میرا اعتقاد بھی یہی ہے کہ جو شخص کسی بات کا دعویٰ کرے اس کی باتون کو غور
سے سنو۔ اور بجاے تعصب و عناد کے اُس کے حق مین انصاف کرو۔"

حزام۔ "مگر حضرت ہمارے یہان یہ معاملہ اس حد سے گزر گیا ہے۔ ہم اب اُسکے
ساتھ نہ انصاف کر سکتے ہین اور نہ اُس کی باتون کے سننے کی تاب لا سکتے
ہین۔ ہمین تو اِن باتون کا انجام یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص آج ہی کل
مین ہم لوگون کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔"

مخلد۔ "یہ بہت دشوار ہے۔ مجھے ایسے آثار نظر آتے ہین کہ چند روز مین اُسی کی

بات بالا ہوگی۔ اور ہم سب اُس کے فرمان بردار ہون گے۔"

بحیرا۔" اور تم لوگون سے مین نے جتنی باتین سنی ہین اُن سے مجھ کو بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔"

بحیرا کو مخلد کا طرفدار دیکھ کے کعب اور خرّام دل مین کسی قدر ناراض ہو گئے۔ اور کہا" اگر ایسا ہے تو آپ اُسے اپنے پاس بلا لین کہ عیسائیون کو ہدایت کرے۔ ہم اُس کی باتون مین آنے والے نہین ہین۔ اور یہی حال اور چند روز رہا تو پھر یا تو ہم نہ ہون گے اور یا وہ نہ ہوگا۔"

اب وقت آخر ہو گیا تھا مختصر وہی مہمانون نے محترم میزبان سے جانے کی اجازت مانگی۔ بحیرا نے اُن کے آنے کا شکریہ ادا کرکے اُنھین رخصت کیا! اور وہ استفانوس کے ساتھ نیچے جا کے اُس سے رخصت ہونے لگے۔ مگر اُس نے کہا "مین آپ کے پڑاؤ تک آپ کے ہمراہ جاؤن گا۔" اور چارون بصری کی طرف روانہ ہوئے۔

راستے مین استفانوس نے اُس نئے پیغمبر کے متعلق اور بہت سی باتین پوچھین۔ اور آخر مین کہا" ہماری کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیائے سلف۔ کل اگلے رسول۔ اور خود حضرت مسیح پیشین گوئی کرتے رہے ہین کہ ایک پیغمبر آخرالزمان پیدا ہون گے جن کا رتبہ سب نبیون سے بالا ہوگا۔ اسی وجہ سے ہمارے مُرشد بحیرا اور ہم سب اِس سوچ مین ہین کہ تمھارے یہان جو نئے ہادی پیدا ہوئے ہین یہ وہی تو نہین ہین جن کی خدا نے ہمین پہلے سے خبر دیدی ہے۔"

اِس کے جواب مین کعب نے کہا" وہ تو یہ شخص نہین ہو سکتا۔ خدا کو کوئی رسول پیدا ہی کرنا ہے تو اُن قومون مین پیدا کرے گا جو دولتمند ہین۔ علم و حکمت رکھتی ہین۔ حکومت اور سطوت والی ہین۔ ہم جاہل غریبون مین کیا رکھا ہے۔ جو خدا ہماری طرف توجہ کرے گا؟"

مخلد" خدا کی توجہ کو نہ پوچھیے۔ اُس کے نزدیک اعلیٰ و ادنیٰ۔ غنی و محتاج۔ عالم و جاہل سب برابر ہین۔"

استفانوس:۔ بلکہ محتاج و جاہل اُس کی توجہ و عنایت کے زیادہ مستحق ہیں"۔

کعب:۔ مگر جو کچھ ہو ہماری قوم اس بات کو تو گوارا نہ کرے گی کہ ایک ایسے مجنون شخص کی گرویدہ ہو جائے جو ہمارا ہی سا ہے۔ ہم ہی میں پیدا ہوا ہے۔ خدا کو ہماری ہدایت ہی منظور تھی تو کوئی فرشتہ بھیج دیتا جو آسمان سے اُتر کے ہمیں سیدھی راہ پر لگا دیتا! اور انسانوں ہی میں سے منتخب کرنا تھا تو کسی دولتمند بادشاہ یا کسی عالم و فاضل یا کسی راہب و کاہن کو منتخب کرتا۔ ایک ایسے جاہل نوجوان کو پیغمبر بنانے سے سوا ناکامی کے کسی اچھے نتیجے کی اُمید نہیں ہو سکتی"۔ اتنے میں وہ لوگ اپنے پڑاؤ میں پہونچ گئے۔ اور استفانوس اُن سے رخصت ہو کے واپس آیا۔

یہود کا تعصب

خانقاہ میں پہونچ کے استفانوس سیدھا اپنے مرشد بحیرا کی خدمت میں گیا تاکہ اُسے بتا دے کہ آپ کے عرب مہمانوں کو میں اُن کی فرودگاہ تک پہونچا آیا۔ بحیرا نے اُس کی صورت دیکھتے ہی کہا "پہونچا آئے؟" اور اُس نے ادب سے عرض کیا "جی ہاں پہونچا آیا راستے میں بھی وہی باتیں رہیں۔ اور صاف کھل گیا کہ اِن تینوں میں سے محمد تو دل میں اِن نئے پیغمبر عرب کی حقیت کا قائل ہے مگر اُس کے دوسرے رفقا بالکل خلاف ہیں"۔

بحیرا:۔ "یہ تو ہوا ہی کرتا ہے۔ مگر اُن لوگوں کے بیان سے جو کچھ حالات اِن پیغمبر صاحب کے معلوم ہوے اُن سے تم کیا نتیجہ نکالتے ہو؟"

استفانوس:۔ "مجھے تو روز بروز زیادہ یقین ہوتا جاتا ہے کہ یہ بزرگ سچے ہیں۔ اپنی قوم کو کفر و بت پرستی سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس کوشش میں بھی لگے ہوے ہیں کہ اُن سے تمام بُری باتیں چھڑا دیں"۔

بحیرا:۔ "اور پیغمبروں کا کیا کام ہے؟ کیا وہ اس کے سوا کچھ اور کرتے تھے؟"

استفانوس:۔ "یہ کون کہہ سکتا ہے کہ پیغمبروں کا یہی کام نہیں ہے؟ مگر میرا خیال ہے کہ پیغمبروں کو [illegible]

جھگڑون مین پڑنے کے عزلت گزین اور عابد و زاہد ہونا چاہیے۔ جیسے کہ آپ

یا ہمارے اور بہت سے بزرگ اور راہب ہین"
بحیرا:" دنیا کے مشہور پیغمبر نوح۔ ابراہیم۔ اسحٰق۔ یعقوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان وغیرہ ہوے ہین۔ اُن مین سے کس مین یہ شان جو تم بتاتے ہو موجود تھی؟ اور کون تارک الدنیا اور گوشہ نشین تھا؟"
استفانوس:" مگر اعلیٰ ترین شان ربانی ہمارے خداوند عیسیٰ مسیح کی ذات سے نمودار ہوئی۔ وہ تارک الدنیا تھے۔ اور دنیا کی کسی چیز کو ہاتھ نہین لگاتے تھے۔
بحیرا:" وہ نبی یا پیغمبر نہ تھے۔ وہ تو ذات ربانی کا ایک ظہور تھا جس نے دنیا مین آ کے اتقا اور پرہیز گاری کی اعلیٰ ترین شان دکھا دی۔ اور انسانی گناہون کا کفارہ ہو گیا۔ تاہم تبلیغ کی ضرورت سے اُنھین بھی دنیوی جھگڑون مین پڑنے اور مشرکین و کفار کو بُرا کہنے سے مفر نہوا۔ باقی رہے دوسرے پیغمبر وہ تو بجائے گوشہ گزینی کے لوگون سے ملے جلے۔ اور دنیا کو پوری طرح برتا تاکہ دینداروں کو دنیا کا برتنا بتائین"
استفانوس۔ بے شک۔ بجا ارشاد ہوا"
بحیرا:" تو مین پوچھتا ہون کہ کیا فرق ہے اگلے پیغمبرون مین اور اس نئے پیغمبر عرب مین؟ اگر کوئی فرق ہو تو بتاؤ؟ مین نے جب سے اِن نئے بزرگ کا حال سُنا ہے اسی امر پر غور کر رہا ہون۔ اور آج تک مجھے کوئی فرق نہین نظر آیا۔ تم کو کوئی فرق نظر آتا ہو تو ضرور بتاؤ۔ تاکہ مجھے اپنے فیصلے مین مدد ملے"
استفانوس:" جب حضور کو کوئی فرق نہین نظر آتا تو اِس عقیدت کیش کو کیا نظر آئے گا؟"
بحیرا:" تاہم ابھی مجھے پورا اطمینان نہین ہوا ہے۔ انوسنٹ واپس آتا تو شاید اطمینان ہو جاتا۔ اب تو اُسے گئے۔ چار مہینے کے قریب زمانہ ہو گیا۔ ایسا تو نہین ہے کہ وہ بھی وادی القریٰ کے یہود کے ہاتھ مین پڑ کے گرفتار ہو گیا ہو"
استفانوس۔ مجھے تو اس کا اندیشہ نہین ہے۔ انوسنٹ بہت ہوشیار

اور زمانہ شناس آدمی ہے اُس سے ایسی غلطی نہین ہو سکتی کہ کسی کو اُس کے اصلی حالات و خیالات کا پتہ لگ جائے۔ وہ آتا ہی ہو گا۔ اور نہ آیا تو ہمین اُس کی کوئی تحریر ملے گی۔ وہ اگرچہ یہود کے ہاتھ مین اسیر ہین۔ اور ہر قسم کی مظالم برداشت کر رہے ہین۔ مگر حضرت نے جو فرض اُن کے ذمے کر دیا ہے۔ اور خود اُنھون نے اپنی زندگی جس کام کے نذر کر دی ہے اُس کے بجالانے مین وہ ہرگز کمی نہ کرین گے!!

یہ کہنے کے بعد استفانوس اجازت حاصل کر کے اپنے حجرے مین گیا۔ اور تنہا بیٹھ کے اُن مشاغل مین مصروف ہو گیا جو مرشد نے بتا دیے تھے۔ اب تقریباً دو ہفتے خموشی مین گزر گئے۔ لیکن حضرت پیغمبر آخر الزمان کے جو واقعات بحیرا اور استفانوس کے دل مین جم گئے تھے ہر وقت پیش نظر رہتے۔ اور ہر گھڑی کسی نئی اطلاع مین دل لگا رہتا۔

آج شام کو استفانوس گرجے مین نماز پڑھ کے واپس آیا تھا۔ اور اپنے کوٹھے کے حجرے کے پہلے زینے پر قدم رکھا ہی تھا کہ ایک شخص نے جو سر سے پاؤن تک ایک کمل مین لپٹا ہوا تھا ہاتھ بڑھا کے اُسے ایک خط دیا اور بغیر اِس کے کہ کچھ بات کرے یا اپنی صورت دکھائے اُن راہون مین ایسا غائب ہو گیا جو عبادت خانے سے خانقاہ تک اُس کے ساتھ آئے تھے۔ جب اُس شخص کا پتہ نہ لگا تو اپنے حجرے مین جا کے روشنی مین خط کو پڑھا۔ اور پڑھتے ہی بے اختیار ایک چیخ کی آواز اُس کے مُنہ سے نکل گئی۔ اور سر سے پاؤن تک کانپنے لگا۔ کئی منٹ کے بعد جب حواس ٹھکانے ہوے تو اُس خط کو لے کے اوپر گیا۔ اور اُسے ادب سے بحیرا کے سامنے رکھ کے خاموش بیٹھ گیا۔ بحیرا نے خط ہاتھ مین اٹھا لیا۔ اور کہا "کیا کوئی اور خط آیا؟"

چوتھا خط

مگر بغیر جواب کا انتظار کیے وہ بہت کلمات سے جو اپنے کے پاس رہا کے

خط پڑھنے لگا۔ یہ ناہ بہ کا خط تھا۔ اور الفاظ یہ تھے:۔

مرشد من و مولائے من۔ زندہ ہون۔ اور موت سے خائف۔ اس سے حضرت یہ نہ سمجھین کہ مین مرنے سے ڈرتا ہون۔ لیکن ہان اس کا خوف ہے کہ ایسا نہ ہو ان پیغمبر آخر الزمان کی خدمت مین پہونچنے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو جاؤن۔ مجھ پر جو جو جور و تشدد ہوتا ہے اور میرے الکاہن مجھ سے جو سلوک کرتے ہین اُس کا مختصر حال اس سے پہلے عرض کر چکا ہون۔ مجھے اب رفتہ رفتہ اُن مظالم کے برداشت کرنے کی عادت سی ہو گئی تھی۔ دل نے ہر ذلت و توہین کو اور جسم نے ہر اذیت و تکلیف کو گوارا کر لیا تھا۔ مگر ان دنون ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ وہ جور و ستم بدرجہا زیادہ بڑھ گئے۔ اور حضور سے مراسلت کرنے مین جو آسانی مجھے حاصل تھی وہ بھی ہاتھ سے نکل گئی۔

حضور نے انوسنٹ راہب کو میری خبر گیری کے لیے بھیجا تھا۔ وہ ایک اسرائیلی شخص کی وضع مین یہان آیا۔ اور شعیب نام ایک یہودی کا مہمان ہوا جو میرے آقا شمعون کا عزیز ہے۔ اُن لوگون نے اُس کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ اور سب یہودی اُسے ایک دن میرے پاس لائے اور بتایا کہ "یہ شخص دینی ھمدرد ہے۔ عیسی بنالیا گیا ہے۔ اور اسے اذیت پہونچانا ثواب ہے" یہ کہہ کے اُن چند یہودیون نے جو اُسے اپنے ساتھ لائے تھے مجھے گالیان دین اور بڑی بے رحمی سے مارا۔ انوسنٹ جس نے یہان اپنا نام عزرا رکھ لیا تھا۔ میرے ساتھ اُن کا یہ سلوک دیکھ کے متحیر ہو گیا۔ مگر چونکہ یہودی بنا ہوا تھا اس لیے اُس نے بھی اپنی وضع نباہنے کے واسطے مجھے سخت و سست کہہ کے مارا۔ بلکہ اپنے ہمراہیون سے زیادہ گھونسے مارے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ اُسے مجھ سے ہمدردی یا کوئی تعلق نہین ہے۔

اِس کارروائی سے یہ فائدہ ہوا کہ میرے زد و کوب کا بہانہ کر کے جب چاہتا میرے پاس چلا آتا۔ اور اگر تنہائی کا موقع مل جاتا تو اطمینان سے بیٹھ کے باتین کرتا۔ مجھ سے حجاز کے نبی آخر الزمان کے حالات دریافت

کرتا- میری رہائی کی تدبیرین سوچتا- مگر مین نے اُس سے ہمیشہ یہی کہا کہ تمھارا یہان زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہے- ممکن ہے کہ وہ لوگون کو تمھارا حال معلوم ہو جائے- اِس لیے جس قدر جلد بنے پلٹ جاؤ- اور حضرت بحیرا سے عرض کرو کہ میری رہائی کی فکر نہ کرین- صرف مراسلت کے آسان ذریعے پیدا کر سکین تو اس کی ضرور کوشش کرین- جبتک مجھے یہان اُن حجازی پیغمبر صاحب کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہین- مین سب ذلتون اور تکلیفون کو خوشی سے گوارا کرون گا- اور یہین رہون گا"- بہرحال مین نے اس کو تاکید کی کہ "فوراً واپس جاؤ- اور تمھارا ایک گھڑی کے لیے بھی یہان رہنا خطرے سے خالی نہین ہے"!

مگر اُس نے ان مشورون کا کچھ خیال نہ کیا- اور جو جو اُس سے وادی القریٰ کے یہود سے خلا ملا بڑھتا گیا اور زیادہ بے فکر ہوتا گیا- یہان تک کہ اپنی وضع و حالت کے خلاف میرے آقا شمعون کی بیٹی ہرودیہ پر عاشق ہو گیا- یہ لڑکی ایک دن نوجوانی کی شوخیون کے ساتھ کھیل کھیل کے مجھے ڈھیلے ہاتھون سے مارتی اور اٹھلا اٹھلا کے گالیان دیتی تھی- اور پھر آپ ہی ترس کھا کے مجھ سے کہتی تھی کہ "بڈھے میان تم عیلی کیون ہو گئے جو مین تمھارے ستانے پر مجبور ہون؟"- اِس حالت مین انوسنٹ نے اُسے دیکھ لیا- اور اُس کے ساتھ مل کے وہ بھی مجھے تھپڑ اور گھونسے مارنے لگا- اِس کے بعد جب ہرودیہ چلی گئی تو مجھ سے کہا "بڑی حسین لڑکی ہے- اِس کی ان اداؤن نے مجھے مار ڈالا- مین جاتا ہون اِس کے باپ کو شادی کا پیام دون گا" یہ سُن کے مین نے اُسے سمجھایا کہ "یہ تمھاری وضع و حالت کے خلاف ہے تم نے زندگی دین کے نذر کر دی ہے- پھر دنیاداری اور گنہگاری کو کیون مول لیتے ہو؟" اس نے ایک نہ مانی اور جواب دیا کہ "ہر کام نیت سے ہوا کرتا ہے- مین یہ کام بھی دین ہی کی خدمت کے لیے کرونگا- اس ہودیہ

لڑکی کو اپنے قبضے مین کرکے یہود وادی القری کو ذلیل کرونگا۔ اور یہ ذلت ان کو اس دن نظر آئے گی جب ہیرودیہ میرے ساتھ بُصریٰ مین جاکے دین عیسوی قبول کرے گی۔ اور وہی بحیرا کی خانقاہ کی ایک راہبہ بن کے یہود پر لعنت بھیجنا شروع کرے گی۔"

غرض عشق کے اندھے پن سے اُس نے کسی خطرے کو نہ دیکھا۔ دوسرے ہی دن جاکے اپنے میزبان شعیب کے ذریعے سے یوشع کے پاس شادی کا پیام بھیجدیا۔ یہان چونکہ یہودی خاندان مین لڑکیان زیادہ ہین اور لڑکون کی تعداد کم۔ اسوجہ سے کسی اجنبی کو جورو ملنے مین زیادہ دشواری نہین پیش آتی۔ ماسوا اس کے اہل عرب شادی بیاہ کے معاملے مین بہت آزاد واقع ہوئے ہین اور اسرائیلیون پر بھی اُن کا اثر پڑ گیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یوشع نے یہ خیال کرکے کہ لڑکی کو ارض فلسطین سے آیا ہوا ایک شریف اور نوجوان دولھا ملتا ہے فوراً اس کی درخواست قبول کرلی۔ اس مقصدوری کے دوسرے ہی دن انوسنٹ نے خوش خوش آکے مجھ سے یہ حال بیان کیا۔ مین تو یہ سُن کے دل مین سہم گیا مگر اُس کو جو دیکھا تو بالکل مطمئن تھا اور اپنی کامیابی پر ناز کر رہا تھا۔

اس کے دو ہی چار روز بعد ہیرودیہ کے ساتھ اُسکی شادی ہوگئی اور شب عروسی کی صبح کو آکے مجھے اپنے عروسی کے کپڑے دکھائے اور کہا "تم نے نبی حجازی کے جو کچھ حالات راہ گیرون اور سیاحون سے دریافت کرکے بتاتے ہو مین اُن کو یاد کرکے لکھتا جاتا ہون۔ ہر روز کسی وادی مین تنہا جاکے بیٹھتا اور لکھتا ہون۔ اور اُس تحریر کو اپنے کپڑون کے اندر چھپائے رکھتا ہون۔ تاکہ کافی ذخیرہ جمع ہوجائے تو اپنی جورو شاہ جورو کو ساتھ لے کے بُصریٰ جاؤن۔ اور وہ تحریرین اپنے مرشد کی خدمت مین پیش کردون۔" مین نے کہا "مجھے تمہارا یہ عمل کہ رہبانیت کا جامہ پاک کرکے شادی کرلی اچھا نہین معلوم ہوتا۔ خدا اسکا انجام بخیر کرے۔" اُس نے کمال استغنا سے جواب دیا کہ کوئی کام ظاہر جائے کیسا ہی برا اور خراب ہو اگر اچھی نیت

سے کیا جائے تو اسکا انجام اچھا ہی ہوتا ہے"۔

اس گفتگو کو ایک ہفتہ نہین ہوا تھا کہ ایک دن یکایک ہروڈیہ نے آدھی رات کو غل مچایا اور اسقدر شور مچایا کہ گھر والے تو اپنے اپنے بچھونون سے اُٹھ اُٹھ کے دوڑے ہی سارے محلے والے بھی جمع ہو گئے۔ ہروڈیہ سے اِس غل کا سبب پوچھا گیا تو اپنے باپ بھائیون سے اُس نے کہا "حرمت داؤد اور ہیکل سلیمانی کی قسم میرا شوہر نصرانی ہی۔ اسنے ہمارے خاندان کو فریب دیا اور مکاری سے میری آبرو لی"۔

ہروڈیہ کی آواز نہ تھی ایک بجلی کی کڑک تھی جس نے تمام یہودیون کو برہم و برافروختہ کردیا۔ شمعون اور اُسکے دو بیٹون ہرون اور الیزر نے تلوارین کھینچ لین اور ہروڈیہ سے کہا "ہم اسی وقت اِس شریر نصرانی کا سر اُڑا دینگے مگر یہ بتاؤ کہ اس کے نصرانی ہونیکا کیا ثبوت ہی"؟

ہروڈیہ "اِس نے لکڑی کی سولی کی چھلیون پر یونانی زبان مین کچھ لکھ کے اپنے سینے کے پاس کپڑون کے اندر چھپا رکھا ہے۔ مین نے اسکے سوتے مین اُس تحریر کو نکال کے دیکھا۔ صاف نصرانیون کے ہاتھ کی تحریر ہی۔ مگر چونکہ یونانی زبان مین تھی اسلیے مین اُسے پڑھ نہ سکی۔ اور سب سے بڑا ثبوت اِس کے یہودی نہونے کا یہ ہی کہ ناپاک اور غیر مختون ہے"۔

یہ الفاظ سنتے ہی بیسیون زبانون سے طیش اور جوش کے لہجے مین نکلا "غیر مختون!"۔ فوراً انوسنٹ کو برہنہ کر کے اُس کا معائنہ کیا گیا۔ اور ساتھ ہی ہر طرف سے تلوارین کھنچ گئین۔ لیکن کسی کا ہاتھ پڑنے نہ پایا تھا کہ شعیب تلوار کھینچ کے سب کے آگے ہو گیا۔ انوسنٹ کو ڈھکیل کے زمین پر گرایا اور تلوار کھینچی کہ اُس کا کام تمام کردے۔ مگر ہروڈیہ کے بھائیون نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا "اِس نصرانی سے انتقام لینے کا حق سب سے زیادہ ہمین ہی۔ آپ کو اِس نے فقط اتنا فریب دیا کہ اسرائیلی بن کے آپ کا مہمان ہوا۔ مگر ہماری بہن کی آبرو لی ہے۔ اس لیے خدا نے اِس ثواب کے حاصل کرنے کا حق فقط ہم کو دیا ہے۔ اس کا قتل کرنا ثواب عظیم ہے اور جو شخص اِس ثواب کے

حاصل کرنے کا آرزومند ہو۔ مگر اصل مین خدا نے اِس فضیلت و ثواب کا استحقاق ہمین کو دیا ہے" شعیب نے پھر اصرار کیا کہ "نہین مین ہی اِس کافر کی جان لونگا" لیکن ہرون و آلیزر اپنی ضد پر قائم تھے۔

یوشع نے بھائی اور بیٹون مین جھگڑا دیکھ کے کہا "مین ایک تدبیر بتاؤن۔ اِس عیسائی کو خود اپنے خدا کے ہاتھ سے قتل کرایا جائے" شعیب نے حیرت کے لہجے مین پوچھا "کیونکر؟" کہا "اسے ہم اپنے غلام علیلی کے ہاتھ سے قتل کرائین" سب نے اِس رائے کو پسند کیا۔ اور مین جو گھر کے اندر ایک کونے مین کھڑا اِس خوفناک منظر کو دیکھ رہا تھا بلایا گیا۔ فوراً یوشع نے اپنے بھائی شعیب اور دونون بیٹون کی تلوارین اُن سے لے کے مجھے دین اور کہا "ان تلوارون سے تم اِس اپنے مومن کو قتل کرو۔ اِس طرح کہ پہلا وار شعیب کی تلوار سے کرو۔ اگر ایک ہی وار مین مر جائے تو خیر ورنہ پہلے میرے بڑے بیٹے ہرون کی تلوار سے اور پھر چھوٹے بیٹے آلیزر کی تلوارون سے مارو۔ سب سے زیادہ خوش نصیب اور مستحق ثواب وہ ہوگا جس کی تلوار سے اِس کا دم نکلے"

اسوقت یکایک ہروڈیہ نے جوش مین آکے مجھ سے کہا "ذرا ٹھہرو" پھر اپنی گوشت کاٹنے کی چھری لپک کے اُٹھا لائی اور اُسے میری طرف بڑھا کے کہنے لگی "لو یہ میری چھری لو۔ اگر تین وارون مین اس کی جان نہ نکلے تو یہ میری چھری اِسکے کلیجے مین بھونک دینا۔ اصل مین یہ میرا مجرم ہے۔ اِس لیے جبتک میری چھری اسکے کلیجے مین تیرا کے خوب اچھی طرح گھنگھولی اور گھمائی نہ جائے اس کا دم ہرگز نہ نکلے گا۔ بڈھے مسیح۔ تم جانتے ہو کہ مین نے تمھین ہمیشہ ڈھیلے ہاتھون سے مارا ہے۔ میری مار سے تمھین بہت کم چوٹ لگی ہے۔ اور دو ایک دفعہ مجھے تم پر ترس بھی آگیا ہے اسکا عوض آج تم سے یہ چاہتی ہون کہ اِس پر تلوار کے تینون ہاتھ اوچھے پڑین۔ اور دم اسوقت نکلے جب میری چھری اِس کے سینے مین تیر کے دل اور جگر کے ٹکڑے کر چکی ہو۔ غرض یہ کہ یہ جعلساز کافر میری ہی چھری سے

جہنم واصل ہوئے"

مجھ سے باربار یہ ہدایتین ہو رہی تھین - مگر مین خاموش تھا - اور کھڑا سب کی باتین سُن رہا تھا - آخر شمعون نے میرے گال پر بڑی زور سے تھپڑ مار کے کہا "کمبخت جواب کیون نہین دیتا ہے" مین نے دل مضبوط کر کے جواب دیا کہ "میرے ہاتھون مین اتنی قوت نہین ہے" اسپر تمام یہودی نہایت برافروختہ ہوئے اور دو ایک نے کہا "یہ اپنے عیسائی دوست کو نہین قتل کرنا چاہتا" شعیب نے یہ سُن کے کہا "تو پہلے اسی کا کام تمام کر دو - اور ساتھ ہی میرے سر پر ایک تلوار ماری جس سے زخمی ہو کے مین گر پڑا - میرے گرتے ہی میرا آقا شمعون میرے اور شعیب کے درمیان مین آگیا - اور کہا "بس! بس! اس کے لیے یہی ایک وار کافی ہے بھائی اب اِس مکار نصرانی عُزرا کے قتل کا انتظام کرو - اور یہی طریقہ ٹھیک ہو کہ پہلی تلوار آپ کی پڑے - پھر میرے بیٹون کی - اور اس کے بعد ہروڈیہ اپنی چھری سے اس کے دل و جگر چاک کرے"

اِس تجویز کے مطابق اُس مصنوعی عُزرا یعنے آپ کے راہب انوسنٹ پر پہلے شعیب نے تلوار کا ہاتھ مارا - جو سر پر پڑی - انوسنٹ نے ایک چیخ ماری اور سر پکڑ کے بیٹھ گیا - دوسرا وار ہرون نے اس کی گردن پر کیا - جس سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا - اور انوسنٹ اوندھا ہو گیا - ساتھ ہی ایلیزر کا ہاتھ پیٹھ پر پڑا - اور بیجان انوسنٹ تڑپ کے چت ہو گیا - یہ دیکھتے ہی ہروڈیہ ایک خونخوار بھیڑین کی طرح جھپٹ کے اُس کے سینے پر بیٹھ گئی اور داھنی بائین جانب پسلیون کے اندر چھریان بھونک کے اندر اس طرح گھنگھول دین کہ ایک چیخ اور تھوڑے تشنج کے ساتھ انوسنٹ نے جان دے دی -

حضرت کے قاصد کا یہ حشر ہوا - اسکے بعد اُس کے سینے سے وہ تحریر نکال کے پڑھی گئی جس مین جا بجا میرا نام بھی تھا - اور میرے حوالے سے حجازی پیغمبر آخر الزمان کے حالات لکھے تھے اُسے پڑھتے ہی سب کو یقین

ہوگیا کہ انوسنٹ کی سازش مین مین شریک تھا اور شاید اُسی وقت تیری زندگی کا بھی خاتمہ کردیا جاتا۔ مگر مجھے سب مردہ سمجھ کے واپس چلے گئے۔ اور گھر والے بھی اپنے بچھونون پر گئے۔ اور جب سناٹا ہوا تو شمعون نے جھک کے میری حالت دیکھی۔

مین زیادہ زخمی نہ تھا۔ سر مین خفیف سا زخم آیا تھا جس نے مجھے خون مین تو نہلا دیا مگر کوئی اندیشہ کی بات نہ تھی۔ ہان شعیب کی تلوار کے دھکے سے مین گر پڑا تھا۔ جس کے بعد مجھے اُٹھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور پڑے ہی پڑے انوسنٹ کے قتل کا واقعہ دیکھتا رہا۔ اب شمعون نے جو مجھے زندہ اور ہوش مین پایا تو چپکے سے اس طرح کہ گھر والون مین سے بھی کوئی نہ سُنے کہا "مین جانتا تھا کہ تو زندہ ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ گھر کے کامون کا حرج ہوگا تجھے بچا لیا۔ ورنہ شعیب کے دو اور ہاتھ تیری زندگی کا خاتمہ کردیتے۔ اگرچہ تو کسی رحم کا مستحق نہین۔ نصرانی ہے۔ اور وہ نصرانی جسے ہم نے باقاعدہ طور پر عیسائی بنا لیا ہے۔ تاہم ظلم و جور کرتے کرتے اور تیری نیک دلی و اطاعت دیکھتے دیکھتے مجھے تجھ سے تھوڑا انس ہوگیا ہے۔ یہ نہین چاہتا کہ تیری جان لی جائے مگر کمبخت اپنی قوم والون کو مین اس کا کیا جواب دونگا کہ اُسکے ساتھ تیری بھی سازش ثابت ہوتی ہے۔ سچ سچ بتا کہ یہ کون تھا؟ اور تجھ سے اس سے کیا تعلق تھا؟ اگر تو نے سچ کہدیا تو مین تیری جان بچا سکون گا۔"

اِس کے جواب مین مین نے کہا "اگرچہ مجھے زندہ رہنے کا کچھ زیادہ شوق نہین ہے۔ مگر آپ اطمینان رکھین کہ جھوٹ ایک لفظ بھی نہ کہون گا۔ یہ شخص حقیقت مین نصرانی تھا اور اُس کا اصلی نام انوسنٹ تھا۔ ایک نصرانی ولی کا بھیجا ہوا آیا تھا کہ اُن نئے پیغمبر صاحب کا حال دریافت کرے جو ارض حجاز مین پیدا ہوئے ہین۔ مجھے چونکہ آپنے مہمانون کی خاطر داشت اور خدمت پر مامور کیا تھا اس لیے اکثر آنے جانے والون سے مجھے اُن بزرگ کے حالات معلوم ہوجایا کرتے۔ انوسنٹ یہان یہودی بن کے آیا تو مجھ سے صاف دل سے ملنے لگا۔ جب اُن پیغمبر صاحب کے کچھ حالات مین نے بتائے تو اُن کی

تحقیق کے لیے یہاں ٹھہر گیا۔ اور پوچھ پوچھ کے اُن بزرگ کے حالات لکھنے لگا بس اِس کے سوا مجھ سے اُس سے کوئی تعلق نہین۔"

میرا یہ جواب سُن کے تھوڑی دیر تک وہ غور کرتا رہا۔ پھر بولا "مین نے بھی سُنا ہے کہ حجاز کے بت پرستون مین کوئی مجنون شاعر پیدا ہوا ہے جو پیغمبری کا دعوی کرتا ہے۔ مگر یہ میری سمجھ مین نہین آتا کہ تم نصرانیون کو اُس شخص سے کیا تعلق ہے؟" مین نے کہا "تعلق کیون نہین؟ تمام آسمانی کتابون مین ایک پیغمبر آخر الزمان کے پیدا ہونے کی پشین گوئی کی گئی ہے۔ مین نے کتب سماوی مین اُن پیغمبر صاحب کے حالات اور اُن کی نشانیان پڑھی ہین۔ اور ایک مدت سے حق کی جستجو مین ہون۔ اس لیے جو کوئی دعویدار نبوت اور ہادی اُمت پیدا ہوتا ہے اُس کے حالات کو دریافت کر کے اُن پر غور و خوض کیا کرتا ہون۔

یہ سُن کے شمعون کو بڑا تعجب ہوا۔ اور کہا "اچھا مین تمھین بچا لونگا" یہ کہہ کے اُس نے میرے زخم مین پٹی باندھی۔ اور دوسرے دن جب یہود نے مجھے زندہ دیکھ کے میرے قتل پر اصرار کیا تو اُس نے کہا "اَب اِس بوڑھے شخص کو زندہ رہنے دو۔ مار ڈالنے سے زیادہ ثواب اسے روز مارنے اور ذلیل کرنے مین ہوگا۔ لیکن اب سب سے اہم معاملہ اُس حجازی پیغمبر کا ہے جس نے مکہ مین شور مچا رکھا ہے۔ مین اُسے ایک معمولی سڑی سودائی سمجھتا تھا۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ دور دور کے عیسائی اُس کے گرویدہ ہونے لگے ہین۔ اور اُس کا نام شام و بصریٰ کے نصرانیون مین عزت سے لیا جاتا ہے۔ نصرانیون کے اُس کی طرف متوجہ ہونے سے مجھے کھٹکا ہوتا ہے کہ کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے ہمارے دین کو نقصان پہونچے۔ پتہ لگانا چاہیے کہ آخر کیا بات ہے جو یہود کو اِس شخص کی طرف بالکل توجہ نہین ہوئی اور نصرانی اُس کے اسقدر گرویدہ ہیں کہ کتب آسمانی کی پشین گوئیون کو اُس کی طرف منسوب کرتے ہین۔

یہ سن کے اُس کا بیٹا ہرون بولا "اباجان اگر آپ اجازت دین تو مین مکہ جا کے اُس شخص سے ملون۔ اور دریافت کرون کہ ہمارے اور نصرانیون کے دین کے بارے مین وہ کیا کہتا ہے؟" بھائی کو جانے پر مستعد دیکھ کے ہرودیہ نے کہا "اباجان تو مجھے بھی بھائی کے ساتھ جانے کی اجازت دیجیے۔ مجھے بھی اپنی آبرو جانے کا پورا بدلا نہین ملا۔ میری چھری ابھی اور خون مانگتی ہے۔ مکے مین پہونچکے اگر دیکھون گی کہ یہ نیا مدعی نبوت ہمارے خلاف اور نصرانیون کا طرفدار ہے تو یہ میری چھری اُس کے دل و جگر کے ساتھ بھی وہی سلوک کریگی جو آج رات کو ایک نصرانی کافر کے ساتھ کر چکی ہے"

شمعون "ہرودیہ تیرا جانا مجھے گوارا نہ ہوتا مگر اس وقت تیرے دل کو بڑا بھاری صدمہ پہونچا ہے۔ ایک نصرانی نے اسرائیلی بن کے تیری آبرو لی۔ اور تو شادی کر کے ایک ہی ہفتہ بعد سخت ناکامی و اندوہ اور ذلت و تحقیر کے ساتھ بیوہ ہو گئی۔ شاید اس سفر مین تیرا دل بہلے۔ اور تیرا غم غلط ہو۔ اس لیے شوق سے اجازت دیتا ہون۔ تم دونون بھائی بہن جاؤ۔ اور اُس شخص کا پتہ لگا کے جلد ہی واپس آؤ۔ مگر اتنا خیال رکھنا کہ وہ شخص اگر نصرانیون کے موافق نکلے تو اسے اپنا دوست بنانا۔ اور اس کام مین ہرودیہ تیری خوبصورتی اور لگاوٹ زیادہ کامیاب ہو گی۔ لیکن ہان اگر وہ ہمارے خلاف اور نصاریٰ کے موافق ہو تو پھر اسکے دنیا مین رہنے کی ضرورت نہین ہے"

ہرودیہ "یہی ہو گا۔ اور اگر وہ ہمارے خلاف نکلا تو مین اُس مجنون کی پیغمبری کا چراغ گل ہی کر کے آؤن گی۔ میرا دل اور میری کلائی دونون مضبوط ہین اور چھری بھی خوب تیز ہے۔ یہ نہ سمجھیے کہ مین بے کچھ کیے واپس آؤنگی"

شمعون "مگر وہ اپنا گھر نہین۔ غیرون کا شہر ہے۔ جو کچھ کرنا سوچ سمجھ کے اور چپ چاپ بچا کے کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ ناتجربہ کاری سے تمھین کچھ صدمہ پہونچ جائے"

اِس تجویز کے مطابق ہرون اور ہرودیہ مکے روانہ ہو گئے۔ مگر حکم ہوا کہ آئندہ کسی مسافر سے نہ ملا کرون اور دارہ شاہ کی خبر گیری

ایک اور حبشی غلام کے ذمے کردی گئی - اب مجھ سے متعلق فقط گھر کا کام کاج باغ کی خدمت اور ہفتہ مین دو بار پانی لانا ہے - جس جگہ سے مین پانی لاتا ہون وہ بنی مصطلق کا تالاب کہلاتا ہے - یہان پانی کی اتنی کمی نہین جتنی کہ سرزمین عرب کے اور مقامات مین ہے - یہان جابجا کئی تالاب ہین - مین ہر جمعہ اور دوشنبہ کو پانی لینے کے لیے علی الصباح جاتا ہون - بنی مصطلق کو چھ سیر خرمے اور چار سیر جَودے کے دس اونٹون کی کھالین بھر لیتا ہون اور شام سے پہلے یہان واپس آجاتا ہون - لیکن گھر کی ایک کمسن حبشن لونڈی غیلانہ اب میرے ساتھ کردی جاتی ہے - تاکہ وہان مین اگر کسی سے مِلون یا بات کرون تو گھر مین آکے بیان کردے - یہ چھوکری ہے تو ابھی ذراسی - اور آٹھ سال سے زیادہ نہ ہوگی - مگر آفت کی پرکالہ ہے - راستے مین اگر مین کسی کی طرف آنکھ اُٹھا کے بھی دیکھ لیتا تھا تو گھر مین آکے بیان کردیتی تھی -

لیکن اب اُس سے بنی مصطلق کی لڑکیون سے ملاقات بڑھ گئی ہے جن کے ساتھ وہان جاتے ہی وہ کھیل مین مصروف ہو جاتی ہے - علاوہ برین شیخ قبیلہ حاطب بن جبیر کی بیوی زرقا، کچھ ستودے کے اُس سے کام بھی لینے لگی ہے - اس وجہ سے اب وہان مجھے آزادی مِل جاتی ہے - پانی بھر لینے کے بعد جو وقت بچتا ہے اُس مین دوسرے لوگون سے جو پانی لینے کو آتے ہین مِلتا جلتا اور اطمینان سے بیٹھ کے باتین کرتا ہون -

اور اسی سبب سے مجھے حضرت کے ملاحظہ مین یہ تحریر بھیجنے کا موقع مِل گیا - تالاب کے قریب ہی مین نے ایک ایسی خاموش گھاٹی ڈھونڈھ نکالی ہے جس مین کسی کا گذر نہین ہوتا - وہان ایک چھوٹے سے غار کے اندر مین نے بہت سے سوکھے کھجور کے پتے جمع کر لیے ہین (- دوات قلم بھی لے جا کے رکھ لیے ہین - اور ان پتون پر جو کچھ لکھنا ہوتا ہے لکھ لیا کرتا ہون اور جاتے وقت قلم دوات اور لکھے ہوئے پتون کو اُس غار مین

رکھ کے اُس کے منھ پر ایک بڑا سا پتھر رکھ دیتا ہون پھر اس کے بعد جب دوبارہ آنا ہوتا ہے تو آگے کا حال لکھ کے رکھ دیتا ہون۔ یون مین نے لکھنے کا سلسلہ جاری کر دیا ہے۔

اِس طریقے سے اپنی یہ پہلی تحریر تو اپنے حالات کے متعلق پیش کرتا ہون۔ آیندہ خط مین حضرت نبی آخر الزمان صاحب کے بہت سے نئے حالات عرض کرون گا جو اب معلوم ہوئے ہین۔ اب یہان بھی مجھے کئی ایسے آدمی مل جاتے ہین جو مکہ کے حالات سے واقف ہین۔

تاہم یہ سمجھ مین نہ آتا تھا کہ اِن تحریرون کو حضرت کی خدمت مین کیونکر بھیجون۔ اتفاقاً یہین تالاب کے کنارے انھین اطراف کے یہود کا ایک غلام مل گیا جو ظاہر مین تو اُن کا ہم عقیدہ مگر دل مین عیسائی ہے۔ اُس نے مجھ سے مل کے انوسنٹ کے مارے جانے پر افسوس کیا۔ اور میرے ساتھ ہمدردی ظاہر کی۔ اب کی دفعہ جو وہ واپس چلا تو رخصت ہونے لگا اور کہا "مین اپنے آقا کے حکم سے اُن کے ایک عزیز سے ملنے کے لیے بیت المقدس جاتا ہون۔" اُسکو ہمدرد دیکھ کے مین نے کہا "میری ایک چھوٹی سی گٹھری لیتے جاتے۔ اُسے شہر بُصریٰ کے باہر وہی بحیرا کی خانقاہ مین وہان کے امام استفانوس کو دیدینا۔ مگر اس طرح چھپا کے لیجاؤ کہ اور کوئی نہ دیکھنے پائے۔ اُس نے قبول کیا۔ اور کہا "مگر مین بھی وہان اِس طرح جاؤن گا کہ کسی کو میرا جانا نہ معلوم ہو سکے۔ بُصریٰ مین میرے مالک کے قرابت دار موجود ہین۔ اگر کسی کو بھی میرے وہان جانے کی خبر ہو گئی تو مین فوراً مار ڈالا جاؤن گا۔" غرض اس طرح مین لکھے ہوئے پتون کی یہ گٹھری روانہ کر سکا ہون۔ پتون کو مین نے ترتیب وار ایک دھاگے مین پرو دیا ہے۔ جس سے حضور کو پڑھنے مین آسانی ہو گی۔"

اب حضور کو میرے پاس کوئی خط بھیجنے کی ضرورت نہین۔ اور حضرت میری آزادی کی بھی فکر نہ کرین۔ اِس مین بھی خدا کی کوئی مصلحت ہے۔ اور شاید اس کا انجام اچھا اور مفید ہو۔ زیادہ حد ادب۔

ارادتمند۔ ماہ بہ

خط کا انتظار

یہ خط پڑھ کے بحیرا سناٹے مین ہوگیا۔ اور چند منٹ کے حسرت ناک سکوت کے بعد ستفانوس سے کہا "اس مین تو شک نہین کہ انوسنٹ نے اپنے قتل کا خود ہی سامان کیا۔ وہ رہبانیت کے عہد کو توڑ کے شہوت پرست ہوگیا اور دربار ابن اللہ سے اُسے سزا ملی۔ مگر مجھے اُس کے مارے جانے کا افسوس ہے۔ خصوصاً اس لیے کہ وہ شہادت سے محروم رہا۔ اور اتنے دنون یہان رہنے کے بعد اُس کا انجام اچھا نہ ہوا"

ستفانوس "مین اُسے ایسا نہین سمجھتا تھا۔ یہان کے قیام مین کبھی اُسکے قدم کو لغزش نہین ہوئی"

بحیرا "مگر یہ سب راہب جو میرے پاس اِس خانقاہ مین جمع ہین اُن کی حالت سے مین خوب واقف ہون۔ اِن مین سے ایک بھی بھروسے کے قابل نہین۔ اگر ان پر اطمینان ہوتا تو مین انھین کو اُن نئے حجازی نبی کے حالات دریافت کرنے کے لیے بھیجتا۔ اصل یہ ہے کہ خدا نے ان کو نہ سچا دل دیا ہی نہ سچی آنکھین"

ستفانوس "بجا ارشاد ہوا۔ حضرت صاحب دل ہین۔ اور دلون کا حال معلوم فرما لیتے ہین۔ ہمین اتنی بصیرت اور معرفت کہان نصیب ہے"

بحیرا "خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب یہ بہتر ہے کہ ہم خاموش بیٹھے رہین۔ ماہ بہ کے خطوط کا انتظار کرین۔ اور جو جو تحریرین اُن کی ملتی جائین اُن کو احتیاط سے رکھتے جائین۔ مجھے اُمید ہے کہ عنقریب آفتاب ہدایت طلوع ہوگا۔ اور ہر چیز روشنی مین آ جائے گی"

ستفانوس "مگر افسوس اِس بات کا ہے کہ ماہ بہ کو اب خط بھیجنے مین دشواریان پیش آئین گی"

بحیرا "مین تو یہ سمجھتا ہون کہ اب اُن کو خط لکھنے کا پہلے سے زیادہ موقع حاصل

ہے۔ ہاں، یہاں پیام بھیجنا البتہ دشوار ہے۔ مگر خدا کوئی نہ کوئی سبیل پیدا ہی کردیا کرے گا۔"

اِس کے بعد استفانوس اپنے حجرے مین واپس گیا۔ اور بحیرا اپنے وظائف مین مشغول ہو گیا۔ لیکن حضرت نبی آخر الزمان کی تعلیمون کے معلوم ہونے کا اسے اس قدر شوق تھا کہ عبادت اور مراقبے مین بھی اِس کا خیال نہ جاتا اُمید تھی کہ آپ نے جس دوسرے خط کا وعدہ کیا ہے عنقریب مل جائیگا ہر روز اُسی کے انتظار مین صبح سے شام ہو جاتی مگر اُسی بیقراری کی حالت مین چھ مہینے ہو گئے اور وہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔

اس مدت مین بیقرار بحیرا ہر روز استفانوس سے پوچھتا کہ "کوئی اور خط نہین آیا ہے"۔ اور اُس سے یہی جواب ملتا کہ "نہین آیا"۔ آخر ایک دن بحیرا نے کہا "معلوم نہین آپ کس حال مین ہے؟ زندہ ہے یا مر گیا؟ اتنی مدت تک کوئی تحریر نہ ملنے سے میرے دل مین طرح طرح کے اندیشے پیدا ہوتے ہین۔ کیا پھر کسی کو اُس کی خیریت دریافت کرنے کے لیے بھیجنا چاہیے؟"

استفانوس۔ "جو حضرت کا حکم ہو؟" "خدا نے حضور کو روشن ضمیر بنایا ہے۔ اس لیے حضور جو حکم دین گے وہ مناسب اور واجب التعمیل ہو گا"۔

بحیرا۔ "لیکن اب کسی کا بھیس بدل کے وہان جانا بھی مناسب نہین معلوم ہوتا چند ہی روز ہوئے انوسنٹ کا واقعہ پیش آچکا ہے۔ اور اب وادی القریٰ کے یہود ہر شخص کو بدگمانی کی نگاہ سے دیکھتے ہونگے۔"

استفانوس۔ "بے شک اب وہ کسی اجنبی کو اپنے پاس نہ آنے دین گے"۔

بحیرا۔ "کیا یہ نہین ممکن ہے کہ تم یہان کے یہود سے راہ و رسم بڑھاؤ اور انھین کے ذریعہ سے پتہ لگاؤ؟"

استفانوس۔ "یون تو حضرت کی توجہ سے سب کچھ ہو سکتا ہے مگر بظاہر اس مین بہت زیادہ دشواریان نظر آتی ہین۔ اِس لیے کہ اوّل تو یہود ہمارے دوست نہین ہو سکتے ہین چاہے ہم اُن سے کیسا ہی ہمدردانہ برتاؤ کرین مگر وہ ہمیں ہرگز بھروسا نہ کرینگے۔ دوسرا

اندیشہ یہ ہے کہ اگر اُن کو ذرا بھی پتہ لگ گیا کہ ناہ بہ کو ہم سے کچھ علاقہ ہے تو فوراً اپنے وادی القریٰ کے بھائیون کو اس کی خبر کر دین گے۔ اور کیا عجب کہ پھر ناہ بہ کی زندگی بھی خطرے مین پڑ جائے۔ حضرت کو دنیا سے الگ رہنے کے باعث یہود کی حالت کا اندازہ نہین ہے۔ وہ نہایت ہی متعصب۔ سخت بے وفا اور حد درجہ کے دغاباز ہین۔"

بحیرا "تو پھر عرب کے بُت پرستون ہی سے کام لو جو اِدھر سے گزرا کرتے ہین۔"

استفانوس "اِس مین شاید کامیابی ہو جائے۔ اور حضور کی ہدایت کے مطابق کل سے مین اس کی کوشش شروع کرونگا۔"

اب پھر استفانوس نے بُصریٰ کی گلیون اور کاروان سراؤن مین چکر لگانا شروع کیا۔ یون تو بہت سے عرب ملے۔ مگر کوئی ایسا نہ ملا جس سے کام نکل سکتا۔ وہ کسی ایسے عرب تاجر کو ڈھونڈھتا تھا جس کی شہر بُصریٰ مین بالاستقلال آمد و رفت رہتی ہو۔ سال مین دو ایک بار آتا جاتا ہو اور یہان ایسا کاروبار رکھتا ہو۔ جس کا سلسلہ بارہون مہینے جاری رہتا ہو غرض اِس کوشش مین بھی اُسے دو مہینے ہو گئے۔ اور کچھ نتیجہ نہوا۔

ناہ بہ کے خط کے انتظار کو اب دس مہینے سے زیادہ مدت گزر گئی۔ اور جو جو دِن گزرتے جاتے ہین۔ تشویش بڑھتی جاتی ہے۔ اسی اثنا مین ایک روز استفانوس دن بھر بُصریٰ کی خاک چھان کے واپس آیا۔ اور چونکہ شام ہو گئی تھی اِس لیے آتے ہی سیدھا گرجے مین گیا۔ شام کی نماز پڑھائی اور اپنی خانقاہ کو روانہ ہوا۔

ہلالی مہینے کا دوسرا ہفتہ شروع ہوا تھا۔ اور ادھ کٹا چاند سقف فلک کے بیچ بیچ مین قائم تھا۔ اُس کی روشنی مین راستہ طے کر کے اپنی خانقاہ کے زینے پر چڑھنے لگا۔ دو ہی زینے چڑھا تھا کہ کوئی نرم سی چیز پاؤن کے نیچے پڑی۔ گھبرا کے پاؤن اُٹھایا تو دیکھا کہ زینے کے عین درمیان مین ایک بڑی سی تھیلی رکھی ہے۔ حیرت تھی کہ یہ تھیلی کس کی ہے جو یہان اسے

کون لایا؟ اور کیونکر آگیا؟" کوئی بات سمجھ میں نہ آئی اُس نے لے کے نیچے اُترا اور نئے راہب ہیوس کو آواز دی جو اسی خانقاہ کے ایک نیچے والے حجرے میں رہتا تھا اور فی الحال انوسنٹ کی جگہ وارد و صادر کی خبر گیری کیا کرتا تھا۔ ہیوس اُسکی آواز پر "لبیک" کہتا ہوا آیا۔

استفانوس "یہ تھیلی میرے حجرے کے زینے پر کون رکھ گیا؟"

ہیوس۔ (تھیلی کو غور سے دیکھ کے) "میں نہیں جانتا کس کی ہے۔ اور آپ کے زینے پر تو آپ کے سوا کوئی جاتا ہی نہیں۔ وہاں یہ کیسے پہونچ گئی؟"

استفانوس "یہ خانقاہ میں جتنے راہب یا مہمان ہوں سب کو لے جا کے دکھاؤ اور جس کی ہو اُسے دے دو۔" یہ حکم دے کے استفانوس اپنے حجرے میں گیا اور اپنے اوراد و ظائف میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہیوس اُس تھیلی کو لیے ہوئے واپس آیا۔ اور کہا "میں سب لوگوں کو دکھا لایا۔ کوئی اسے اپنی نہیں بتاتا۔"

استفانوس نے مجبور ہو کے تھیلی لے لی۔ اور چراغ کے پاس لیجا کے اُسے کھولا تو کھجور کی خشک پتیوں کی ایک منسلک گڈی نظر آئی۔ فوراً خیال گزرا کہ دوماہہ کا خط نہ ہو۔ اور غور کیا تو واقعی پتوں پر ماہ بہ کے ہاتھ کی تحریر تھی فوراً سمجھ گیا کہ جو قاصد لایا ہے چپکے سے رکھ کے چلا گیا تاکہ کسی کو اُسکا حال نہ معلوم ہو فوراً ہیوس کو رخصت کر دیا اور خود اُسے لیجا کے بحیرا کے سامنے پیش کیا اور اُسکے ملنے کی کیفیت بیان کی۔

بحیرا "تم نے اسے پڑھا بھی؟"

استفانوس "میں بغیر حضرت کی اجازت کے کیسے پڑھ سکتا تھا؟"

بحیرا "تو اچھا تمہیں پڑھ کے مجھے سُنا دو۔ تم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے اور نہ تم سے میں کسی بات کو چھپانا چاہتا ہوں۔"

شیخ اور مرشد سے اجازت پاتے ہی استفانوس نے اُس سنے خط کو پڑھنا شروع کیا جسکے الفاظ یہ تھے:-

پانچوان خط

میرے ہادی و مرشد۔ مجھے اِن دنون اُن نئے پیغمبر آخر الزمان کے متعلق بہت سی باتین معلوم ہوئین۔ جن کو کمال ادب سے عرض کرتا ہون مین سمجھا تھا کہ اب مجھے حضور کے ملاحظہ مین کوئی عریضہ بھیجنا نصیب ہو گا۔ لیکن بنی المصطلق کے تالاب پر مجھ کو اس قدر اطمینان سے بیٹھ کے لکھنے کا موقع مل جاتا ہے اور ایسی فرصت اور آزادی حاصل ہے کہ ایسا موقع یہان کبھی نہین نصیب تھا لیکن خطون کے بھیجنے کی دشواری یہان بڑھ گئی ہے۔ اور اسکی وجہ ظاہر ہے وادی القرئی اُس عام گزرگاہ پر واقع ہے جو ارض یمن سے مکے اور یثرب ہوتی ہوئی شام کو گئی ہے۔ اِس لیے جنوب سے شمال کو اور شمال سے جنوب کو جانے والے قافلے وہان دو ایک روز ضرور قیام کرتے ہین۔ بہ خلاف اِس تالاب کے کہ اگرچہ دن بھر میلہ سا لگا رہتا ہے مگر آنے والے گرد و پیش کے قبائل ہوتے ہین۔ جو فقط پانی لینے کو آتے ہین۔ اور اپنی پکھالین اور مشکین بھرتے ہی واپس چلے جاتے ہین۔ ایسا کوئی شخص نہین ملتا جو حضرت کی خانقاہ کی طرف جانے والا ہو۔ اِن پیغمبر صاحب کے حالات بھی یہان کم معلوم ہوتے۔ اِس لیے کہ حجاز و بطحاء سے آنے والے یہان کم ملتے ہین۔ مگر مجھے وہان کے حالات دریافت کرنے کا ایک بہت ہی اچھا ذریعہ مل گیا ہے۔ جس دن مین پانی لینے کو جاتا ہون اُسی دن قبیلہ بنی غطفان کے لوگ بھی آیا کرتے ہین۔ اور اُن سے قریش سے قرابت ہے۔ اور ایک دوسرے کے حلیف ہین۔ اِس سبب سے کوئی مہینہ نہین گزرتا کہ مکہ کا کوئی شخص اُن مین نہ آتا ہو یا اُن کا کوئی شخص وہان نہ جاتا ہو۔ اِس میل جول اور ربط و ضبط کی وجہ سے مکے اور اہل مکہ کے صحیح حالات مجھے بنی غطفان سے معلوم ہو جایا کرتے ہین۔ اِسی ضرورت سے مین نے اُن سے دوستی بڑھالی ہے۔ اور جب ہم سب ضروری کامون سے فارغ ہو کے تالاب کے کنارے بیٹھتے ہین تو وہ اُن پیغمبر صاحب کے اور کسی کا

تذکرہ ہی نہین ہوتا۔

مین بتا چکا ہون کہ قریش اور اہل مکہ نے اُن پیغمبر صاحب کو نہایت ہی ستایا۔ سخت پریشان کیا اور اُن کے پیروون پر طرح طرح کے عذاب کرنے لگے۔ اِس کا انجام یہ ہوا کہ جو لوگ ان پر ایمان لاتے اپنے مسلمان ہونیکو چھپاتے۔ اور اُن سے ملتے بھی خوف کھاتے۔ ڈرتے ڈرتے کبھی اُن کے پاس چھپ کے جاتے بھی تو دھڑکا لگا رہتا کہ کوئی دیکھ نہ لے۔ اور اِس پر بھی اُن غریبون کی یہ حالت تھی کہ دشمنون کو کسی کی نسبت مسلمان ہو جانے کا وہم و گمان بھی ہو جاتا تو اُس کی جان لینے کے درپے ہو جاتے۔

یہ حالت اور مجبوریان دیکھ کے اُنھون نے اپنے پیروون کو حکم دیا کہ ارض حجاز کو چھوڑ کے ملک حبشہ مین چلے جائین۔ مکہ سے تھوڑی دور پر بحر قلزم ہے اور اِس سمندر کے پار ہوتے ہی حبشیون کے ملک کا ساحل ملتا ہے۔ حبشہ اور عرب مین مدت سے آمد و رفت ہے۔ اور وہان کا بادشاہ نجاشی عیسائی ہے جو بڑا منصف اور نیک مشہور ہے۔ اسی بھروسے پر اُن عربی نبی نے اپنے ساتھیون کو وہان جا کے پناہ گزین ہونے کا حکم دے دیا۔ اور چند مسلمان زن و مرد کا ایک چھوٹا قافلہ جس کے قافلہ سالار خود اُن پیغمبر صاحب کے داماد تھے سمندر پار ہو کے حبشیون کی مملکت مین پہونچ گیا۔ یہ لوگ جب جا چکے تو دشمنون کو خبر ہوئی۔ اور اس پر اُنھین اس قدر طیش آیا کہ اُن کا ایک گروہ سفارت کی شان سے حبشہ مین پہونچا تا کہ مسلمانون کو وہان بھی جا کے ستائے اور جس طرح بنے اُس سرزمین سے نکلوائے۔ اِس سفارت کا پیام سنکے نجاشی نے پناہ گزین مسلمانون کی حالت دریافت کی۔ اور اپنے سامنے بلوا کے اُن کا اظہار لیا۔ مسلمانون کا اخلاق اور اُن کی سچائی صفائی اور حق پرستی نجاشی پر ایسا اثر کر گئی کہ خوش ہو کے اُنھین اپنی قلمرو مین رہنے کی اجازت دی اور اُن کے دشمنون کو ذلیل و خوار کر کے نکلوا دیا۔

اِس ناکامی نے مکہ والون کو اور غصہ دلا دیا۔ اور عمائد قریش نے باہم مشورہ کیا کہ اس نئے مدعی نبوت کی کوششون کو کیونکر روکین۔ اور

کس طرح اُس کی زبان بند کریں۔ قرار پایا کہ دنیا کی لذتوں اور نعمتوں کا لالچ
دلایا جائے۔ اپنے بتوں اور معبودوں کی مذمت موقوف کرانے میں ہم سے
جو مانگا جائے اُسکے دینے کو تیار ہو جائیں۔ پیغمبر صاحب ایک دن خانۂ کعبہ
میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اِس قرارداد کے مطابق عتبہ بن ربیعہ نام ایک
زبان آور شخص چند معززین قریش کے ساتھ اُن کے پاس آیا اور کہا
"اے ابن عم۔ تم ہم سب سے زیادہ شریف اور عالی خاندان ہو۔ جس کی
وجہ سے تم علانیہ ہمارے معبودوں اور دیوتاؤں کی ہجو کرتے ہو اور ہم سے
کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتا۔ اِس اختلاف اور جھگڑے کی وجہ سے تم بھی
سارے عرب میں بدنام ہوتے ہو۔ اور ہماری بھی بدنامی و رسوائی ہوتی ہے۔
اِس کا انجام تم دیکھ ہی رہے ہو۔ کوئی تمھیں دیوانہ بتاتا ہے کوئی جادوگر
کہتا ہے اور ہمیں یہ سُن سُن کے شرم آتی ہے۔ اچھا اب صاف صاف کہدو
تم چاہتے کیا ہو؟ اور اِس شورش سے تمھارا کیا مقصد ہے؟ اگر تمھیں کسی
پری جمال عورت کا شوق ہے تو جس خاندان کی جس گل اندام و ناز آفرین
لڑکی کو کہو تمھارے نکاح میں دے دیں۔ روپیہ پیسہ چاہتے ہو تو ہم سب مل کے
جہاں سے بنے گا دولت جمع کریں گے اور جتنا روپیہ کہو تمھارے حوالے کردیں
حکومت و فرمان روائی کی ہوس ہو تو آج ہی سے ہم تمھیں اپنا بادشاہ
بنانے کو موجود ہیں۔ غرض جو چاہتے ہو بتاؤ ہم تمھاری تمنا پوری کردیں گے۔
بہر حال جو چاہو لو۔ مگر ہمارے دیوتاؤں کو بُرا کہنا اور دین میں یہ تفرقہ
ڈالنا چھوڑ دو۔ اِس کے جواب میں اُنھوں نے اپنا کچھ الہامی کلام سُنایا
جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ جو لوگ کافر ہیں اور خدا کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں
اُن کے اعمال غارت ہو گئے اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور اُنھوں نے نیک
کام کیے۔ اور محمد پر جو کچھ آسمان سے اُترا ہی اُسے حق مان لیا اللہ اُن کے
گناہوں کو محو کر دے گا۔ اور اُن کی حالت سدھار دیگا۔ اور اِس کے بعد کہا
"ان دونوں راستوں میں سے جو چاہو اختیار کرلو۔ اُن کے اس جواب کا
عتبہ پر ایسا اثر پڑا کہ خاموش ہو کے واپس گیا۔ اور اہل کہ میں جا کے اُس کلام

آسمانی کی تعریف کرنے لگا۔ کہا "مین نے ایسا کلام کبھی نہین سُنا یہ اثر نہ تو شاعری مین ہے نہ جادو مین ہے۔ سب نے بگڑ کے کہا "ہم نے کس لیے بھیجا تھا اور تم نے کیا کیا ہے"۔ اُس نے کہا "مجھ سے جو کچھ ہو سکا کیا۔ اب تم جانو اور تمھارا کام جانے مین تمھارے بیچ مین نہ پڑون گا"۔

اِن دنون جو مسلمان حبشہ مین گئے ہوئے تھے اُنھین خبر پہونچی کہ اُن کے ہادی سردار اور قریش مین صلح ہوگئی ہے۔ یہ سُن کے واپس آئے مگر جب ساحل عرب پر قدم رکھا تو معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط تھی۔ وطن کے قریب آچکے تھے دل مین آئی کہ گھر چل کے دوست آشناؤن اور عزیزون سے مل لین۔ مکہ مین آئے تو دشمنون کو پہلے سے زیادہ خون کا پیاسا پایا۔ بادشاہ حبشہ کی ہمدردی و جانب داری نے اُن کے دلون مین ایسی آتش غضب بھڑکا دی تھی کہ اب مسلمانون پر علانیہ جور و تشدد کرتے۔ اور اذیت پہونچانے مین کوئی کسر نہ اُٹھا رکھتے۔ مجبور ہو کے پھر مسلمانون نے حبشہ جانے کا ارادہ کیا۔ مگر ایک ساتھ جانا غیر ممکن تھا۔ اِس لیے کہ دشمن مزاحم ہوتے۔ چھپ چھپ کے اور ایک ایک دو دو کر کے کوئی ایک سو مسلمان مکہ سے نکلے اور بھاگ کے حبشہ مین ہو رہے۔

لیکن اِن سختیون اور مزاحمتون پر بھی پیغمبر کی ہدایت برابر اثر کرتی گئی۔ اور مسلمانون کی تعداد روز بروز بڑھتی ہی رہی۔ آخر تمام معززین مکہ پیغمبر صاحب کے اُن چچا کے پاس آئے جو اُن کے بڑے حامی و یاور تھے۔ اور کہا "تمھارا بھتیجا ہمارے دیوتاؤن کو برابر بُرا کہتا۔ ... اور ہم نے لاکھ کوشش کی۔ ہر طرح کا لالچ دلایا۔ مگر وہ اپنی حرکت سے نہین باز آتا۔ اب صبر و تحمل کی ... ہو گئی۔ اور آیندہ ہم اِس مذہبی تذلیل و توہین کو ہرگز نہ برداشت کر سکین گے۔ تم اگر اُس کی حمایت نہین چھوڑتے تو پھر ہمارے مقابلے کو تیار ہو جاؤ۔ ورنہ مناسب یہ ہے کہ تم الگ ہو جاؤ۔ ہم اُس سے سمجھ لین گے"۔ اُن بزرگ نے نرمی و صلاحیت سے سمجھا بجھا کے اُن لوگون کو واپس کیا۔ مگر اُن کے جانے کے بعد دل مین بہت پریشان ہوے نہ قبیلے کو چھوڑتے بنتی تھی اور نہ بھتیجے کو۔ آخر اپنے مدعی نبوت بھتیجے کے پاس آ کے کہا "بھتیا۔ دشمنون کی عداوت بڑھتی جاتی ہے۔ اُن کے شر سے تم خود بھی بچو۔ اور مجھے بھی

بچاؤ۔ اور مجھپر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ مین اُٹھا نہ سکون"

اِس نئے ہادی کے لیے یہ بہت ہی نازک وقت تھا۔ ساری قوم دشمن تھی قبیلے والے اور تمام قرابت دار جان لینے کے درپے تھے۔ لے دے کے ایک چچا کی ذات تھی اُنھون نے بھی اپنی مجبوری ظاہر کردی تو اب نجات و فلاح کی کیا صورت پیدا ہو سکتی تھی؟ مگر اُن کے حوصلے اور جوش تبلیغ مین کوئی فرق نہ آیا۔ اور استقلال و جوش کے لہجے مین اُن کو جواب دیا کہ" اگر مشرکین مکہ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ مین اور ماہتاب کو بائین ہاتھ مین رکھدین تو بھی مین اپنے فرض تبلیغ کو نہ چھوڑونگا۔ وہ یاد رکھین کہ ایسا ہرگز نہوگا۔ یا تو وہ کام ہی پورا ہوگا جس کے لیے خدا نے مجھے بھیجا ہے اور یا اِس کوشش مین مین ہی فنا ہو جاؤن گا"

بھتیجے کا یہ استقلال دیکھ کے چچا کے بوڑھے دل مین بھی غیرت کی گرمی پیدا ہوگئی۔ اور دل مین ٹھان لی کہ چاہے جو ہو مین حق پرست بھتیجے کو نہ چھوڑونگا۔ اور اپنی حفاظت کے لیے اپنے تمام خاندان والون کو جو بنی ہاشم کہلاتے ہین جمع کرکے اپنی مدد اور حمایت پر آمادہ کرلیا۔ یہ خبر جو قریش کو معلوم ہوئی تو وہ سب اور اُن کے ساتھ تمام اُن کے ہم مذہب و ہم خیال یک بیک بنی ہاشم کے دشمن ہوگئے۔

اسی اثنا مین ایک دن یہ سچے ہادی مکے کی پہاڑی صفا پر بیٹھے تھے کہ اُدھر سے اُن کا ایک عزیز ابو جہل گزرا جو نہایت ہی ضدی جاہل اور اُن کا دشمن تھا وہ اِنھین دیکھ کے قریب آیا۔ اور بے تحاشا گالیان دینے لگا۔ پیغمبر نے جواب مین ایک لفظ بھی نہ کہا۔ اور ابو جہل اپنی ضلالت و جہالت مین خود ہی تھک کے چلا گیا۔ اِس واقعے کو چند گھڑیان گزری ہون گی کہ پیغمبر صاحب کے بہادر چچا حمزہ آ گئے۔ جن کا شمار نامور شجاعان عرب مین تھا۔ کسی شخص نے اُن سے کہدیا کہ آپکے بھتیجے کو ابھی ابو جہل نے سیکڑون گالیان دین اور اُنھون نے دم نہ مارا۔ اِس پر حمزہ کو غصہ آگیا اور قسم کھا گئے کہ جبتک اِس کا بدلہ نہ لونگا کھانا نہ کھاؤنگا۔ اور سیدھے پاک نفس بھتیجے کے پاس دوڑے گئے اور کہا "تمھارا اچچا تمھارے دشمنون سے تمھارا بدلہ لینے کو تیار ہے" جواب ملا کہ" ایسے شخص سے واسطے نہ رکھو جس کا نہ کوئی

چچا ہے۔ نہ ماں باپ ہیں۔ اور نہ کوئی ایسی ہمدرد ہی۔ حمزہ نے کہا میں اپنے دیوتاؤن لات وعزیٰ کی قسم کھاکے کہتا ہون کہ تمھاری مدد اور اعانت کے لیے آیا ہون"۔ اس کا جواب پیغمبر صاحب نے یہ دیا کہ اِس کفر وضلالت کیحالت مین اگر آپ کافرون کو قتل کرتے کرتے خون کی ندیان بہادین تو بھی بے فائدہ ہی جب تک آپ خدا کی توحید اور میری رسالت کو نہ قبول کرینگے آپکی ہمدردی سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ایسے نازک موقع پر بھی بھتیجے مین تبلیغ کی ایسی دُھن دیکھ کے حمزہ کے دل مین کچھ ایسا جوش پیدا ہوا کہ بے اختیار کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوگئے۔

حمزہ کے ایمان لانے سے پیغمبر صاحب کی قوت کسی قدر مضبوط ہو گئی۔ مگر دشمنون کا سامنا کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی۔ اِس لیے کہ مکہ مین سب سے زیادہ زبردست اور صاحب اثر دو شخص تھے۔ ابو جہل بن ہشام۔ اور عمر بن الخطاب اور یہ دونون نہایت ہی سخت دشمن تھے۔ چنانچہ پیغمبر نے خدا کی درگاہ مین دعا کی کہ "خداوندا۔ اِن دو شخصون مین سے کسی ایک کو مسلمان بناکے میرے اِس دین اِسلام کو قوت دے"۔ خدا کی قدرت کہ اُدھر تو پیغمبر نے یہ دعا کی اور ادھر دشمن دشمن کافرون نے ان کے خلاف ایک جلسہ کیا۔ جس مین ابوجہل نے کہا "جو کوئی اِس نئے پیغمبر کا سر کاٹ لائے گا۔ اُسے مین ایک ہزار جوان و سُرخ اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ سونا یا چاندی دونگا۔ یہ بھاری انعام سنتے ہی عمر بن الخطاب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ تلوار گلے مین حمائل کی اور اُن رسول کی تلاش مین چلے۔ راستے مین ایک بزرگ سے ملے جو اُن کے شناسا تھے۔ مگر مسلمان ہو چکے تھے۔ اُنھون نے پوچھا "عمر غصے مین بھرے ہوئے کہان جاتے ہو؟" کہا "اِس مدعی رسالت کے قتل کرنے کو"۔ اُن بزرگ نے طیش مین آکے کہا "رسول اللہ سے بعد مین مقابلہ کرنا پہلے مجھ سے تم سے تو دو دو ہاتھ ہو جائین"۔ اِس گفتگو کے ساتھ ہی دونون طرف تلوارین کھنچ گئین۔ مگر حرب وضرب کی نوبت نہ آئی تھی۔ کہ مسلمان بزرگ نے کہا "اور تمھین مجھسے لڑنا بھی بے حاصل ہے۔ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ تمھاری بہن اور اُسکے شوہر مسلمان ہو چکے ہین۔ اُن کو جاکے قتل کر لو پھر اور طرف کا رُخ کرنا"۔ اِس جواب پر آگ بگولا ہو کر عمر بہنوئی کے گھر پہونچے۔ وہان دونون میان بیوی دروازہ بند کیے ہوئے

ایک تیسرے مسلمان شخص سے پیغمبر صاحب کا الہامی کلام پڑھ رہے تھے۔ عمر کچھ دیر تک دروازے پر کھڑے اُن کا پڑھنا سنتے رہے۔ پھر دروازے پر ہاتھ مارا۔ بہن نے وہ لکھا ہوا کلام چھپا کے اور اُستاد کو بھی کونے میں بٹھا کے دروازہ کھولا۔ عمر یہ کہتے ہوئے گھر میں گھسے کہ "تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟" انھوں نے ٹالا۔ اِنھوں نے کہا "میں سُن چکا ہوں کہ تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو" یہ کہتے ہی بہنوئی کو ڈاڑھی پکڑ کے اس طرح جھٹکا دیا کہ وہ نیچے آرہے اور اُن کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ یہ دیکھ کے بہن میاں کے بچانے کو دوڑیں تو اُن کے مُنھ پر اس زور سے تھپڑ مارا کہ بیچاری خون میں نہا گئیں اور جوش میں آ کے بولیں "ہاں ہم صاف کہتے ہیں کہ ہم دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔" اور کلمہ پڑھ کے کہا "لو سُنو۔ اور جو ظلم ہو سکے کرو"۔ زخمی بہن کے زبان سے یہ کلمات سُن کے عمر کو سناٹا آگیا۔ بہنوئی کے سینے سے اُترے اور بہن سے کہا "اچھا تو جو تم پڑھ رہی تھیں مجھے بھی تو سُناؤ۔" اُنھوں نے وہ صحیفہ جس میں وہ وحی کی عبارت لکھی تھی سامنے رکھ دیا۔ اور عمر نے ہاتھ میں لے کے پڑھنا شروع کیا۔ چند ہی سطریں پڑھی تھیں کہ شان توحید دل پر اثر کر گئی اور بے اختیار کلمۂ اسلام زبان پر جاری ہو گیا۔ یہ سنتے ہی بہن کے اُستاد جو چھپے بیٹھے تھے "اللہ اکبر" کے نعرے لگاتے ہوئے باہر نکل آئے۔ اور کہا "عمر تمھیں مبارک ہو کہ رسول اللہ نے درگاہ الٰہی میں دعا مانگی تھی کہ خدایا اسلام کو عمر یا ابو جہل کی ذات سے قوت دے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس برکت و نعمت کے لیے تمھیں کو منتخب کیا۔"

اس کے بعد عمر سیدھے پیغمبر صاحب کے پاس گئے۔ وہاں بھی کفار کے خوف سے دروازہ بند تھا۔ دروازے پر ہاتھ مارا۔ اور حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ لوگوں نے دروازوں سے اُن کے گلے میں تلوار حائل دیکھی تو سب پریشان ہو گئے۔ اور کسی کو دروازہ کھولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ حمزہ موجود تھے جوش میں آ کے بولے "بے تکلف دروازہ کھول دو۔ عمر کسی بری نیت سے آئے ہیں تو انھیں کی تلوار سے اُن کا سر اڑا دونگا۔" غرض دروازہ کھولا گیا۔ عمر اندر داخل ہوئے۔ اور پیغمبر نے ایک عجیب جوش ایمانی جوان مردی سے بڑھ کے اُنھیں دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور پوچھا "کس ارادے سے آئے ہو؟" ادب سے عرض کیا "ایمان لانے کو"۔ یہ الفاظ سنتے ہی

جتنے مسلمان وہاں موجود تھے بےاختیار ہو گئے اور خوشی سے بیتاب ہو کے سب "اللہ اکبر" کے نعرے لگانے لگے۔

عمر نے ایمان لاتے ہی عرض کیا "یا رسول اللہ کافر اپنے جھوٹے معبودون کی پرستش علانیہ کرین اور ہم گھرون مین چھپ کے؟ تشریف لے چلیے کہ ہم اسی وقت اپنی توحید کا اظہار کر دین"۔ پیغمبرؐ نے اسکو قبول کیا۔ اور اس شان سے کعبے مین پہونچے کہ داہنے ہاتھ پر اُن کے ایک دوست ابوبکرؓ تھے۔ بائین ہاتھ پر اُن کے ابن عم علی تھے۔ حمزہ اور عمرؓ ننگی تلوارین علم کیے ہوئے آگے آگے تھے اور پیچھے تمام مسلمانونکا غول تھا۔

یہان لوگ منتظر تھے کہ عمر رسولِ خدا کا سر لاتے ہونگے۔ اُنھین اس وضع مین آتے دیکھا تو پوچھا "ہائین عمر! یہ کیا؟" عمر نے جواب مین کلمۂ اسلام پڑھا اور کہا "کسی نے بھی کوئی بےادبی یا گستاخی کی تو اسی تلوار سے اُسکا سر اُڑا دونگا"۔ مگر پھر بھی مشرکون سے صبر نہ ہو سکا۔ عمر پر نرغہ کر دیا۔ مگر وہ بھلا کب دبنے والے تھے؟ سب کو مار کے کعبے سے نکال دیا۔ اور مسلمانون نے نہایت آزادی سے نماز پڑھی۔ اُسی وقت سے عمر کا لقب فاروق ہو گیا۔ اس لیے کہ اُن کی ذات سے حق غالب آ کے کفر سے جدا اور ممتاز ہو گیا۔

اِن واقعات نے کفارِ مکہ کو اور مشتعل کر دیا۔ اور سب نے مل کے کہا ہم اس نئے مدعی نبوت کو مجنون و ساحر ہی کہتے رہ گئے اور اُس کا زور بڑھ گیا۔ حبشہ کے دربار نے ہمین ذلیل کر کے اِس کی طرفداری کی اور اس کے پیرؤون کو اپنے ملک مین پناہ دے دی۔ اِدھر آلِ ہاشم اُس کی حمایت کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُدھر عمر بن خطاب کا ایسا زبردست شخص اس کا دوست اور رفیق بن گیا۔ اور سب نے آ کے دھڑلّے سے کعبے مین آ کے نماز پڑھ لی۔ اِن باتونکا نتیجہ یہ ہونے والا ہے کہ یہ شخص اور اس کے ساتھی اب آ کے ہمارے منہ پر ہمین اور ہمارے معبودون کو گالیان دینگے اور ہمین سننا پڑین گی۔ لیکن چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے یہ نہ ہو سکے گا۔ کوئی ہمین بُرا کہہ لے مگر ہم اپنے دیوتاؤن کی مذمت نہین سُن سکتے۔

ایک شخص نے مشورہ دیا کہ اگر بنی ہاشم اِس کا ساتھ دیتے ہین تو ان سے

قطع تعلق کر لیا جائے۔ اُن سے میل جول۔ لین۔ دین۔ شادی بیاہ اور ہر قسم کے تعلقات کلیۃً موقوف کر دیے جائین۔ چند ہی روز مین سیدھے ہو جائینگے"۔ دوسرے نے کہا۔ اِسی قدر نہین ہم سب اِس کا بھی عہد کر لین گے کہ جو شخص کسی ہاشمی کو کو مار ڈالے وہ قابل مواخذہ نہ خیال کیا جائیگا"۔ سب نے اِس تجویز کو پسند کیا۔ اور غور و فکر کے بعد طے پایا کہ "بنی ہاشم سے تین سال کے لیے کل تعلقات قطع کر دیے جائین"۔ مزید اطمینان کے لیے مکے کے تمام معزز سرداروں نے اِس مضمون کا ایک تحریری معاہدہ قلم بند کیا۔ سب نے اس پر دستخط کیے۔ زیادہ مضبوط کرنے کے لیے اُسے خانۂ کعبہ مین لٹکا دیا۔ اور نہایت سختی سے اُس پر عملدرآمد ہونے لگا۔

اِس چیز نے ہاشمیون کو جو ان پیغمبر صاحب کے قرابت دار اور عزیز تھے انتہا سے زیادہ پریشان کر دیا۔ ایک بستی کے کل باشندون کا ایک گھرانے والون کو چھوڑ دینا کوئی معمولی چیز نہین ہے۔ اُن کے وہ ہمدرد چچا جن کا نام اب مجھے معلوم ہوا کہ ابو طالب ہے پہاڑون کی ایک گھاٹی مین رہتے ہین جو مقام بستی سے بالکل الگ ہے۔ سب بنی ہاشم جان بچانے کے لیے وہین چلے گئے۔ اور جہان تک بنا اپنی حفاظت کرنے لگے۔ لیکن بستی سے لین دین اور کل تعلقات کے ٹوٹ جانے کے بعد کھانے پینے کی چیزین کہان سے لاتے؟ اور کس سے مول لیتے؟ نہ کسی سے بات کر سکتے تھے اور نہ کہین سے کچھ لا سکتے تھے۔ دو دو ہی چار چار روز مین فاقے ہونے لگے۔ اور سب نہایت ہی سخت تکلیف مین مبتلا ہین عورتین روتی ہین اور کوئی ترس نہین کھاتا۔ بچے بلکتے ہین اور کوئی اُن کے آنسو نہین پونچھ سکتا۔

لیکن اِس مصیبت مین بھی اگرچہ اُن پیغمبر کے پاس کوئی کھڑا بھی نہین ہوتا وہ اپنا کام کیے جاتے ہین۔ جب کوئی باہر کا قافلہ آجاتا ہے یا میلون اور حج کے موقعون پر باہر کے لوگون کے پاس جا جا کے وہ توحید کی تبلیغ کرتے رہین۔ اور بہتون کے دل پر اپنا اثر ڈال ہی دیتے ہین۔ اِسکے ساتھ دشمنون کی بھی یہ وضع ہے کہ جہان کہین سُن پاتے ہین کہ باہر والون کے کسی قبیلے اور گروہ کے پاس

رہ گئے اور اُنھیں موعظت کی نہ آنے دوڑے کہ بات ہی کرتے ہیں کہ شخص ستری ہے۔ اور اس کی زبان میں جادو ہے۔ خبردار اس کی کسی بات کا یقین نہ ماننا۔ یہ جو کچھ کہے جان لو کہ سراسر جھوٹ ہے" غرض بہکانے اور پیغمبر کا اثر مٹانے میں کوئی بات اُٹھا نہیں رکھتے۔

بہرحال آج کل سنتا ہوں کہ یہ ہدایت کرنیوالے پیغمبر ایسی آفت میں مبتلا ہیں اور اُن کے وطن والوں نے اُنھیں اس قدر عاجز و پریشان کر رکھا ہے۔ سنتا ہوں کہ اُنھیں توحید کا نعرہ بلند کیے اور حق کی تبلیغ شروع کیے سات سال ہوئے ہیں۔ اور اتنی مدت سے وہ طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اگر میرا بس چلتا تو جا کے اُن کی مدد کرتا۔ وہ تو ایک توحید کے مبلغ ہیں کسی معمولی انسان پر بھی ایسے مظالم ہوتے تو ہمدردی کرنا میرا فرض تھا۔ لیکن افسوس میں کچھ نہیں کرسکتا۔ یہ واقعات سُن کے حضرت کو بھی تکلیف ہوگی۔ لیکن جس طرح میں بے بس ہوں اُسی طرح حضرت بھی مجبور ہیں۔

میرے آقا کی بیٹی ہیرودیہ اپنے بھائی کے ساتھ مکہ گئی ہے۔ اور نہایت ہی بُری نیت اور دشمنی کے ارادے سے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب خود قریش باوجود ایسی عداوت کے اُن پیغمبر صاحب کا کچھ نہ بگاڑ سکے تو یہ وہاں جا کے کیا بنا لیں گے؟ لیکن یہود مکار اور ذلیل قسم کے کینہ جو ہوتے ہیں اسلیے مجھے اندیشہ ضرور ہے۔ لیکن اگر خدا کو دنیا کی ہدایت منظور ہے۔ اور اسی غرض کے لیے اُن پیغمبر صاحب کو اُٹھا کے کھڑا کیا ہے تو وہ تمام آفتوں سے اُن کو بچائے گا۔ اور اس کی مرضی پوری ہو کے رہے گی۔

مشتاق زیارت تاہبہ

مزید تحقیق اور نئی تصدیق

اِس خط نے بحیرا اور استفانوس کے دل پر بڑا اثر کیا۔ اور استفانوس نے ایک آہ سرد کے ساتھ کہا اور افسوس جو لوگ خدا کا کام کرنے کو اُٹھتے ہیں اُنھیں

کیسی کیسی تکلیفین پہونچتی ہین"

بحیرا "یہی تکلیفین سچی نبوت اور سچی ہدایت خلق اللہ کی پہچانین ہین۔ پیغمبرون کی ایسی ہی آزمایشین اُن کو اپنے راستبازی کے ارادون مین مستقل اور مضبوط بناتی ہین"

استفانوس "لیکن ایسا نہ ہو کہ زمانے کی ان سختیون سے اِن سچے ہادی کی جان کو صدمہ پہونچ جائے"

بحیرا "(دیر تک غور کرنے کے بعد) "نہین ایسا نہ ہوگا۔ مجھے معلوم ہوتا ہی کہ خدا نے اپنے قدیم اور ازلی وعدون کے مطابق جس کام کو شروع کیا ہے اُسے ضرور پورا کریگا"

استفانوس "تو پھر کوشش کرنی چاہیے کہ مکہ کے دشمنان حق کا زور ٹوٹے اور یہ ہادی اپنی تبلیغ مین کامیاب ہون"

بحیرا "ہمین اِس کی تدبیرین سوچنے کی ضرورت نہین۔ یہ دشمنیون اور دشواریون کے پہاڑ خود ہی سامنے سے ہٹتے چلے جائینگے"

استفانوس۔ (تعجب سے) "تو ہمین اِس کی کچھ فکر نہ کرنی چاہیے"

بحیرا "کچھ نہین۔ مجھے تھوڑی بہت جو فکر تھی تو اِس بات کی تھی کہ ماہ بہ کو یہودیون کے ظلم سے بچاؤن۔ مگر تجربے سے معلوم ہو گیا کہ اِس مین بھی خدا کی کچھ مصلحت ہی۔ ماہ بہ کا غلام رہنا اور یہودیون کے مظالم کا نشانہ بننا اُس کے آزاد رہنے سے اچھا ہی۔ آزادی مین شاید اُسے جستجوے حق کے ایسے موقع نہ ملتے جیسے کہ اب مل رہی ہین۔ مجھ سے خود غلطی ہو گئی کہ ماہ بہ کو اُن پیغمبر کے پاس مکہ مین بھیجنا چاہتا تھا۔ اور یہ یاد نہ رہا کہ بنی کلب کے مسکن سے قریب زکریا نام جوگلی ماہ بہ کو ملا تھا اُس نے یہ کہا تھا کہ "ارض حجاز مین جاؤ اور اُس نئے پیغمبر کا انتظار کرو جو مکہ کو چھوڑ کے یثرب مین جائیگا" اگر اُس کا یہ کہنا میرے خیال سے نہ اُتر گیا ہوتا تو مین ہرگز نہ چاہتا کہ ماہ بہ وادی القریٰ کو چھوڑ کے جو یثرب کے قریب ہی مکہ جائے۔ اُسے یثرب ہی مین ملنے کا موقع ملیگا۔ اور یہ یقینی سمجھو کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ و موسیٰؑ نے اپنے اپنے شہر والون کو چھوڑ کے اور سواد وطن سے نکل کے تبلیغ مین کامیابی حاصل کی یونہین یہ مکہ کا پیغمبر اگر خدا کا بھیجا ہوا سچا پیغمبر ہی تو یقیناً وہ اپنا وطن

مکہ چھوڑ کے یثرب مین آئیگا۔ اور اسی گھڑی سے اُسکی تبلیغ کامیاب ہونے لگے گی"۔

استفانوس "تو اب ہمین ناہ بہ کی تکلیفون کی فکر بھی نہ کرنا چاہیے؟"

بُحیرا "فکر تو ہمین کیسے نہ ہوگی؟ یہ ہماری فطرت ہی۔ مگر ہان اُس کے وہان سے ہٹانے کی کوشش نہ کرنی چاہیے۔ جس طرح بادشاہون کو سلام کرنے کے لیے لوگون کے واسطے حسب مرتبہ مقامات مقرر کردیے جاتے ہین۔ اِسی طرح پیغمبرون کے الٰہی دربار مین باریاب ہونے کے لیے بھی تقدیر نے اوقات اور مقامات مقرر کردیے ہین۔ جن لوگون کا بڑا درجہ ہے یا جن کا ظرف وضبط اور جوش عقیدت اعلیٰ ترین مرتبہ کا ہی اُن کو خاص مکے مین اُس پیغمبر کی رفاقت و اعانت کی عزت دی گئی۔ جن کا مرتبہ اِس سے کم ہے اُن کو بعد کے مقامات مین زیارت و قدمبوسی کی شرافت نصیب ہوگی۔ یہ سمجھ لو کہ ناہ بہ کا اتنا مرتبہ اور ظرف نہین ہی کہ مکہ مین جا کے اِن پیغمبر سے ملے۔ وہ یثرب مین ملیگا اور اسی ضرورت سے تقدیر نے اُسے وادی القریٰ مین ٹھہرا دیا ہی۔ اور اسی وجہ سے خدا نے اُس مین تحمل پیدا کردیا ہی کہ جو اذیتین اُسے یہود کے ہاتھ سے پہونچ رہی ہین اُن کو صبر و شکر سے بغیر کسی شکایت کے برداشت کر رہا ہے"۔

استفانوس "تو پھر اب ہم کیا کرین؟"

بُحیرا "بیٹھ کے آفتاب نبوت کے طلوع کا نظارہ دیکھین۔ ناہ بہ کے خطون کا انتظار کرین اور اپنے شہر مین جن عربون کو پائین اُن سے مِل مِل کے اِن نئے رسول کے حالات دریافت کرین"۔

استفانوس "تو اب مین یہی کرونگا؟ اور جس طرح مکہ کے رہنے والون اور واقف کار عربون کی تلاش مین پہلے بصریٰ کی خاک چھانا کرتا تھا پھر چھاننا شروع کردونگا"۔ یہ کہہ کے مرشد سے رخصت ہو کے اپنے حجرے مین واپس آیا۔ اور دوسرے ہی دن سے پھر عربون کی تلاش مین پھرنے لگا۔

تقریباً سات مہینے تک سرگردان رہنے کے بعد ایک دن استفانوس کو بنی کندہ کا ایک نصرانی عرب تاجر ملا جو کاروان سرا کے پھاٹک کے اندر ایک کوٹھری کے سامنے اونٹ پر سے اسباب اُتار رہا تھا۔ استفانوس نے اسے سلام کیا تو وہ اپنے مذہب کے ایک راہب کو مخاطب دیکھ کے ادب سے کھڑا ہو گیا۔

سلام کے جواب کے ساتھ ہی اُسکے سامنے جھکا کر اس کے قدم چومے۔ اُسے مسیحی پا کے استفانوس کو یاس ہوئی کہ اِس سے کیا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ خود ہی چھیڑ کے بات کی تھی اِس لیے ضرورت معلوم ہوئی کہ اُس سے دو ایک باتین کر لے اور پوچھا "آپ کہان کے رہنے والے ہین؟ اور کہان سے آتے ہین؟"

تاجر "حضرت مین بنی کندہ مین سے ہون جس قوم کے بادشاہ نعمان بن منذر سارے عرب مین مشہور ہین۔ اور میرا نام ربیعہ بن قداح الکندی ہے۔ مشک۔ نافے اور فارسی چادرین لے کے بازار عکاظ مین گیا تھا۔ وہان مال بیچ کے مین نے عود قماری مول لے لیا ہے اور اُسے لے کے یہان آیا ہون کہ شام مین فروخت کرون۔ دُعا کیجیے کہ ابن اللہ اور اُن کی کنواری مان مجھے اِس تجارت مین برکت دین"

استفانوس "تم دیندار اور خوش عقیدہ معلوم ہوتے ہو۔ اِس لیے اُمید ہے کہ خدا تمھارے ہر کام مین برکت دے گا۔ یہ بازار عکاظ جہان سے تم آ رہے ہو کہان ہے؟"

ربیعہ "ارض حجاز مین شہر مکہ کے قریب ہر سال ایک بازار لگا کرتا ہے اور اُسمین تمام بُت پرست قبائل عرب جو حج کو آیا کرتے ہین شریک ہوتے ہین اُن کی وجہ سے وہان بہت بڑا مجمع ہو جاتا ہے اور مال اچھے دامون نکل جاتا ہے"

استفانوس "اِس شہر مکہ کے حالات بھی تمھین معلوم ہین؟"

ربیعہ "بت پرستون کی بستی ہے۔ وہان ایک بہت بڑا بُت خانہ ہے جس کا عرب کے تمام بت پرست ادب کرتے ہین۔ بارہا بڑے زور و شور سے کوششین کی گئین کہ دین مسیحی کو وہ لوگ قبول کرین مگر ایسے کٹر اور بے عقل ہین کہ بالکل سماعت نہین کرتے۔ ابن اللہ مسیحؑ کے دین کو عرب کے بہت سے قبائل نے اختیار کر لیا ہے۔ مگر مکہ والے نہین مانتے۔ اور اِس کا ایک باعث بھی ہوا"

استفانوس "وہ کیا؟"

ربیعہ "تو پھر آ کے بیٹھ جائیے مین اپنا اسباب اُتار کے رکھ لون تو پھر حضرت سے وہ واقعہ بیان کرون"

استفانوس "ضرور بیٹھون گا۔ یہان کے حالات سنتا جاؤن گا۔ شاید

کوئی ایسی صورت پیدا ہو کہ اِن لوگون کو حق کی تعلیم دی جا سکے۔"

اب ربیعہ نے اپنی کملی بچھا دی جس پر استفانوس خاموش بیٹھ گیا۔ اور اُس کندی عرب نے جلدی جلدی سب اپنا اسباب اونٹون پر سے اُتار لیا اُسے کاروان سرا کی ایک کوٹھری مین دوڑ دوڑ کے رکھا۔ پھر واپس آ کے استفانوس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا اِس ارض عرب کے انتہائی جنوب مین سمندر کے کنارے ایک ملک ہے جو یمن کہلاتا ہے۔ وہان قدیم الایام مین بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہین۔ اور حضرت سلیمان کے پاس ملکۂ سبا وہین سے آئی تھی۔ اُس ملک پر تھوڑا زمانہ ہوا ملک حبش کے مسیحی بادشاہ نجاشی نے اپنے ایک سپہ سالار ابرہہ کو بھیجکے قبضہ کر لیا۔ ابرہہ نے جب وہان اپنا قدم مضبوط جما لیا تو ایک عالیشان گرجا بنوایا۔ اور وہان کے لوگون کو مسیحی بنا بنا کے حکم دیا کہ اُس مین آ کے عبادت کیا کرین۔ یمن کے بہت سے لوگ عیسائی ہو گئے۔ اور ابرہہ کی کوشش سے اُس گرجے کی دور دور تک شہرت ہو گئی۔ اسی اثنا مین ابرہہ کو معلوم ہوا کہ عرب کے تمام قبائل حجاز کے شہر مکہ مین آ کے یہان کے بُت خانے کعبے کی پرستش کرتے ہین۔ یہ بات ابرہہ کو ناگوار ہوئی۔ اور اُس نے حکم دیدیا کہ اُسکی قلمرو مین جو قبیلے آباد ہین وہ کعبہ کی زیارت کو نہ جاوین۔ اور بجائے وہان جا کے بُت پوجنے کے گرجے مین آ کے خدا کی عبادت کیا کرین۔ اِس حکم پر بت پرست عربون مین برہمی پیدا ہوئی۔ اور اُن مین سے ایک نے یہ حرکت کی کہ ابرہہ کے گرجے مین جا کے اُسکی توہین و تحقیر کی۔ اُسے گندہ و ناپاک کیا۔ اور بھاگ گیا۔" یہ حال جب ابرہہ کو معلوم ہوا اور بتایا گیا کہ کعبے کے پوجنے والون کے سوا یہ اور کسی کا کام نہین ہے تو اُسے بڑا غصہ آیا۔ فوراً زبردست اور قوی ہیکل ہاتھیون کا لشکر مرتب کر کے اور خود ایک بڑے بھاری ہاتھی پر سوار ہو کے چل کھڑا ہوا کہ مکہ پر چڑھائی کر کے کعبہ کو ڈھا دے۔ اور اِس پرانے بتخانے ہی کو نیست و نابود کر دے۔ جس پر مشرکین عرب کو بڑا گھمنڈ ہے۔

جن دنون وہ مکے کے قریب پہونچکے اُسکے گرد اُترا ہے عبدالمطلب نام ایک معزز و معمر بزرگ اہل مکہ کے سردار تھے۔ ابرہہ نے شہر والون کے ستانے کے لیے

اُن کے مویشی پکڑ لیے۔ جن مین عبد المطلب کے مویشی بھی تھے۔ اور سب لوگ تو گھبرا کے اِدھر اُدھر پہاڑون مین بھاگ گئے۔ مگر عبد المطلب خود ابرہہ کے پاس گئے اُس نے پوچھا "کیا چاہتے ہو؟" کہا "میرے مویشیون کے گلون کو آپ کے لشکر والون نے پکڑ لیا ہے وہ چھوڑ دیے جائین" ابرہہ نے کہا "اپنے مویشیون کی فکر ہے اور کعبے کی نہین جس کے ڈھانے اور منہدم کرنے کو مین آیا ہون؟" عبد المطلب نے جواب دیا "مویشی میرے ہین اِسلیے مجھے ان کی فکر ہے۔ کعبہ تو خدا کا گھر ہے اُسکی فکر بھی خدا کو ہو گی" اِس جواب پر خاموش ہو کے ابرہہ نے اُنکے مویشی چھوڑ دیے اور دل مین خوش ہوا کہ مکے والے کعبے کے منہدم کرنے مین مزاحم نہونگے اور دوسرے دن اپنے ہاتھیون کا لشکر لے کے چلا کہ اُن سے ریل کے خانۂ کعبہ کو ڈھا دے۔ تمام اہل مکہ اُسکی آمد سنتے ہی بھاگ گئے۔ خود عبد المطلب نے کعبہ کی زنجیر چڑھا دی۔ اور خدا کو سونپ کے شہر سے چلے گئے۔

اب ابرہہ اپنے ہاتھیون کے ساتھ کعبے کے قریب آیا اور سب سے بڑے ہاتھی کو جسپر خود سوار تھا ریلا کر ٹکر مار کے کعبہ کو گرا دے۔ مگر ہاتھی اُلٹے پاؤن پیچھے ہٹا۔ اور ہزار مارا اور للکارا مگر اُسنے کعبہ کی طرف سے رُخ پھیر لیا۔ اور جو جو مارا جاتا اُلٹا پیچھے ہٹتا۔ ابرہہ اپنے ہاتھی کی اِس حرکت پر برہم اور متعجب تھا کہ ناگہان آسمان پر چڑیون کا ایک غول نمودار ہوا۔ جو بدلی کی طرح آ کے ابرہہ اور اُس کے لشکر کے سر پر چھا گئین۔ اور اوپر سے کنکریان برسانے لگین جن کو اپنے پنجون اور چونچون مین دبا لائی تھین۔ مگر یہ کنکریان نہ تھین قضا کے تیر تھے جنھون نے ابرہہ کے سارے لشکر کو تہس نہس کر دیا۔ جو کنکری جسپر گرتی اُسے اور اُسکے ہاتھی کو توڑتی ہوئی زمین پر جا پہنچتی۔ تمام فیل سوار اور سپاہی جو ابرہہ کے ساتھ آئے تھے بدحواس ہو کے بھاگے۔ اور چڑیون نے اُن کا تعاقب کیا۔ جدھر جاتے مارے جاتے۔ خود ابرہہ نہایت ہی بدحواس ہو کے بھاگا۔ اور بجائے اسکے کہ اپنے پڑاؤ مین ٹھہرے سیدھا یمن کی طرف بھاگا۔ مگر چڑیون کے نشانے سے نہ بچا۔

اِس واقعہ کے بعد سے سارے عرب مین کعبے کی ڈھاک بیٹھ گئی۔ لوگون کو اُس سے جو عقیدت تھی ایک کی جگہہ دو چند ہو گئی۔ اور اب کسی مسیحی کی مجال نہین

کر کسی بت پرست سے تبدیل مذہب کر لے۔

استفانوس "یہ تو تم نے عجیب ہی واقعہ بیان کیا۔ خدا کی طرف سے ایک بتخانے کی تائید ہو بڑی حیرت کی بات ہے"۔

ربیعہ "مگر خدا نے کعبے کی یہ مدد اِس لیے نہین کی کہ وہ بت خانہ ہو بلکہ اس لیے مدد کی ہو کہ اس کو انھین عربون کی خاندانی روایتون کے مطابق حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کیا تھا"۔

استفانوس "حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کیا! تو پھر یہ بُت خانہ کیسے بن گیا؟"

ربیعہ "وہی عبدالمطلب جن کا مین نے ابھی ابھی ذکر کیا فی الحال اُن کے ایک پوتے نمودار ہوئے ہین جو باوجود توحید کی تبلیغ اور بت پرستی کے عدوے جانی ہونیکے بعد کعبے کی بے انتہا عزت کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ حضرت ابراہیمؑ نے اِس مکان کو خاص خدائے واحد ذوالجلال والاکرام کی عبادت کے لیے بنایا تھا۔ جس مین اُنھون نے اور اُن کے بیٹے اسماعیلؑ نے عبادت کی اور لوگون کو ہدایت کی کہ اُس مین خدا کی عبادت کیا کرین۔ مگر تھوڑے دنون کے بعد اُن کی نسل کے لوگ باہر والون کے میل جول سے بُت پرست بن گئے۔ اور کعبہ خدائے واحد کی عبادت گاہ سے ایک بہت بڑا بُت خانہ بن گیا جسمین سیکڑون بُت لا کے رکھدیے گئے"۔

استفانوس "سُبحان اللہ! یہ اِس سے بھی زیادہ تعجب کی بات ہو کہ انھین بُت پرستون مین ایک بڑا پکا موحد پیدا ہو گیا۔ مگر اُس کے تو سب لوگ دشمن ہو گئے ہون گے؟"

ربیعہ "دشمن! حضرت خون کے پیاسے۔ اور اِس نئے مصلح و موحد کے ظہور سے ان مین عجیب ہنگامہ پیدا ہو گیا ہو۔ کوئی خاندان نہین جس مین جھگڑے نہ ہو رہے ہون۔ اِس لیے کہ شاذونادر ہی کوئی گھرانہ ہو جس کا کوئی شخص اس نئے ہادی کا پیرو نہ ہو گیا ہو"۔

استفانوس "لیکن ایسے امو مین جھگڑے اور فساد کی تو کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی اِس نئے ہادی کی باتون پر غور کرین اور سوچین کہ وہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ۔ سچ کہتا ہو تو بلا تامل مان لین اور غلط کہتا ہو تو نہ مانین۔ تعصب اور لڑنے جھگڑنے کی کیا ضرورت ہو؟"

ربیعہ "وہ کہتا تو وہ سچ ہی ہے۔ اور اُس کی کوئی بات نہین جسکو لوگ دل سے نہ مانتے ہون۔ مگر چونکہ وہ باتین اُن کے قدیم عقائد اور رسم ورواج کے خلاف ہین اس لیے اکثر لوگون کو گوارا نہین ہے کہ اپنے باپ دادا کا کیش وآئین چھوڑ کے ایک نئے شخص کے پیرو ہو جائین"

استفانوس "تم نے کبھی اِس نئے موحد کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے؟"

ربیعہ "کئی بار دیکھا۔ ایک نہایت ہی خوبصورت اور خوش اطوار شخص ہے۔ اُس کی صورت اُس کی باتون اُس کے اطوار وخصائل مین کچھ ایسی بلا کی دلکشی ہو کہ جی چاہتا ہے کہ بس اُسی کے ساتھ ہو جائے۔ شب وروز ہمراہ رہ کے اُسکی صورت زیبا دیکھیے۔ اُسکی باتین سنیے۔ اور اُسکے افعال ملاحظہ کیجیے۔ مجھپر تو اس کی ہر چیز کا اثر پڑا اور یقین ہو کہ جو دیکھتا ہو گا اُس پر بھی ایسا ہی اثر ہوتا ہو گا"

استفانوس "اور باوجود اِن باتون کے اسکے ہم قوم دشمن ہین! تم نے اس کی کچھ تعلیمین اُسکی زبان سے بھی سُنین؟"

ربیعہ "جی ہان سنین اور اُن کا ہر ہر لفظ میرے دل پر اسوقت تک نقش ہو۔ وہ کہتا ہو کہ بس ایک خدا کو مانو۔ اُسی کی عبادت کرو۔ اُسی سے مدد مانگو۔ اور اُس کے سوا کسی سے سروکار نہ رکھو۔ تمام پیغمبر۔ تمام رسول۔ تمام بزرگ۔ ولی شہید اُس کا راستہ بتانے اُس کے پہچنوانے اور تمھین اُس کی درگاہ مین لیجا کے کھڑا کر دینے کے لیے ہین اِسلیے نہین کہ اُن سے مدد مانگو۔ اُن کے آگے سجدے کرو۔ یا اُن کی ایسی تعظیم کرو جو پوجنے کی صورت پیدا کرے۔ شرک سے بڑا گناہ کوئی نہین۔ خدا سارے گناہ معاف کر دیگا مگر شرک کو نہ معاف کریگا۔ وہ دعوی کرتا ہے کہ مجھے خدا نے فقط اِسلیے بھیجا ہو کہ تمام معبودان باطل کو مٹا دون۔ اور مخلوق کو خالق سے اِس طرح ملا دون کہ درمیان مین کوئی واسطہ نہ باقی رہے۔ اِسکے سوا وہ تمام گناہون سے روکتا اور اچھی خصلتون کے اختیار کرنیکی ہدایت کرتا ہو۔ اکثر عربون مین رواج ہو کہ بیٹیون کو پیدا ہوتے ہی زندہ گاڑ دیتے ہین۔ اِس کی وہ سخت مذمت کرتا ہو۔ بتون کے نام پر اونٹون کو سانڈ بنا کے چھوڑتے ہین اِسکے وہ نہایت ہی خلاف ہو"

استفانوس "کچھ یہ بھی سُنا کہ ہمارے ابن اللہ اور ہمارے دین کے بارے مین

وہ کیا کہتا ہے؟"

ربیعہ "ہمین اور یہود کو وہ اہل کتاب کے لفظ سے خطاب کرتا۔ اور ہم دونون کو بُت پرستون سے بہتر جانتا ہے۔ لیکن اُسکے ساتھ بار کہتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا دین ایک ہی دین تھا اور وہ وہی دین تھا جسے آدمؑ وحواؑ لیکے دنیا مین آئے تھے۔ جس کی نوحؑ وابراہیمؑ اور اسحاقؑ واسماعیلؑ اور یعقوبؑ ویوسفؑ علیہم السلام نے تعلیم دی۔ اور جس کی طرف اب مین لوگون کو بلاتا ہون۔ وہ کہتا ہے کہ لوگون نے اصلی مذہب کو بدل ڈالا۔ اور اختلاف پیدا کر لیا۔ ہمارے مسیح کی نسبت کہتا ہے کہ وہ خدا کے ایک جلیل القدر پیغمبر تھے۔ اور آدمیون کی ہدایت کے لیے خدا کے بھیجے ہوئے آئے تھے۔ حضرت مریمؑ کنواری اور پاکدامن بی بی تھین جن کا مرتبہ خدا کے یہان بہت بڑا ہے۔ اُن کے پیٹ سے بغیر اسکے کہ اُنھین کسی مرد کا ہاتھ لگے حضرت مسیح خدا کی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا ہو گئے۔ اور سچائی پر آخر تک قایم رہے"

اسطفانوس "تو وہ مسیح کو خدا کا بیٹا نہین بتاتا؟"

ربیعہ "جی نہین۔ بلکہ وہ تو کہتا ہے کہ کسی کو خدا کا بیٹا یا عزیز بتانا کفر ہے۔ خدا کی ذات اِس سے پاک ہے کہ اُسکے ماں باپ بھائی بہن بیٹا بیٹی یا کوئی اور عزیز ہو۔ حضرت وہ تو سرے سے تثلیث ہی کا منکر ہے اور اُسے شرک بتاتا ہے"

اسطفانوس "اِس بات کو سمجھ گیا۔ نہین گے۔ مگر خیر وہ مسیح کو بُرا تو نہین کہتا؟"

ربیعہ "برا کہنا کیسا؟ وہ تو ان کی بے انتہا تعریف کرتا اور انھین معززترین انبیائے صاحب کتاب مین بتاتا ہے"

اسطفانوس "مگر یہ چیز یہود کو ناگوار گزرتی ہوگی؟"

ربیعہ "حد سے زیادہ ناگوار۔ اُن کی خواہش ہے کہ یہ شخص اور جو چاہے سکے مگر حضرت عیسیٰ اور اُن کی محترم ماں عذرا کو اچھا نہ بتائے۔ بر خلاف اسکے یہ نیا ہادی یہ کہتا ہے کہ یہود ونصاریٰ کے جھگڑے سب جہالت وضلالت کی وجہ سے ہین۔ اور اُن کی نزاعون کا یہی سچا اور قطعی فیصلہ خدائے تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے۔ اِسکا انجام یہ ہوا کہ مسیحیون نے تو کچھ زیادہ خیال نہ کیا اور یہود اِس نئے عربی نژاد پیغمبر

کے دشمن ہو گئے۔ وہ اِس کی جان کے دشمن اور اِسکے خون کے پیاسے ہین"۔

استفانوس "افسوس یہودیون نہایت ہی ذلیل قسم کا تعصب پیدا ہو گیا ہی"۔

ربیعہ "جی ہان۔ مجھ کو تو جناب یہ دیکھ کے بڑا صدمہ ہوا کہ کے اور عرب کے بت پرستون کے ساتھ یہود بھی اِس ہادی کی جان لینے کے درپے ہین۔ اور فقط اِس بنا پر کہ وہ حضرت مسیح کو کسی طرح برا نہین کہتا۔ ضرورت تھی کہ اِس موقع پر مسیحی اِس شخص کی مدد کرتے۔ مگر اُنھین اِسکی مطلق فکر نہین"۔

استفانوس "شاید تمھارا جی چاہتا ہو کہ اُسکے پیروؤن کے یہود سے لڑو"۔

ربیعہ "جی تو یہی چاہتا ہو مگر اکیلا مین کیا کر سکتا ہون؟"

استفانوس ایسے امور مین ایک شخص کی قوت بھی بڑا کام دیتی ہی۔ لیکن خرابی یہ ہی کہ وہ ہماری بہت سی باتون کو نہین مانتا"۔

ربیعہ "آپ ناراض نہون تو مین اپنے دل کی بات عرض کرون۔ میری رائے مین تو جن جن باتون مین وہ مسیحیون کے خلاف ہے اُن مین وہی حق پر ہے اور سب سے زیادہ دل پر اثر ڈالنے والی اُس کی خالص سچی اور بے ریا توحید ہے"۔

ان باتون نے استفانوس کے دل پر بھی بڑا اثر ڈالا۔ مگر اپنے دل کی حالت کو ربیعہ سے چھپایا اور اُٹھ کے کہا "اب مین جاتا ہون۔ اگر آپ کا یہان قیام رہا تو پھر ملونگا۔ یقین ہی کہ آپ ابھی ٹھہرینگے"۔

ربیعہ "جی ہان مین کم از کم ایک مہینہ تو ضرور ٹھہرونگا۔ اپنا مکان بتائیے تو مین خود حاضر ہون"۔

استفانوس "آپ کو تکلیف کرنیکی ضرورت نہین۔ ضرورت ہوئی تو مین خود آکے آپکو لیجاؤنگا"

یہ کہہ کے استفانوس اُس سے رخصت ہو کے چلا آیا۔

دِلون مین توحید کی شعاعین

استفانوس عربی ہم مذہب سے رخصت ہو کے سیدھا خانقاہ مین آیا۔ آتے ہی

براہ راست اپنے مرشد بحیرا کے پاس گیا۔ اور ساری کیفیت بیان کر دی۔ حضرت مسیح اور دین مسیحی کے بارے میں نئے ہادی عرب کا فیصلہ سن کے بحیرا چونک سا پڑا اُسکی بڑھاپے کی رگون میں ایک نیا جوش پیدا ہوا۔ اور ایک بے اختیاری کے لہجے میں بولا "یہی باتیں بارہا میرے خیال میں آئیں۔ مگر میں زبان سے نہ نکال سکا۔ ستفانوس۔ ماہ بہ کا پہلا خط یاد کرو بھول گئے ہو تو اُسے نکال کے دیکھ لو۔ وہ کامل ولی جو ماہ بہ کو بنی کلب کے چشمے کے پاس ملا تھا اور اِس نئے ہادی کی نبوت کی تصدیق کی تھی۔ اس نے اصلی مسیحیت کیا بتائی تھی وہی جو اس مسیحی عرب کے ذریعہ سے تم کو اس نئے حامی توحید حق پرست کا دین معلوم ہوئی"۔

ستفانوس "بیشک۔ ماہ بہ نے اُس ولی کے یہی عقائد لکھے تھے"۔

بحیرا۔ "اب تو میں نے تھک کے طالب علمانہ جستجو کو چھوڑ دیا اور ریاضت و عبادت میں مصروف ہو کے اپنے خیالات دبا دیے۔ مگر جن دنون میں عقائد کی تحقیق میں ہمہ تن مصروف تھا اگلی کتابون اور مذہبی تاریخ پڑھ کے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حضرت مسیح نے سوا توحید کے کبھی تثلیث کا دعوےٰ نہیں کیا۔ ایک معلم کی شان سے وہ لوگونکو حق کی تعلیم دیتے پھرتے تھے۔ بیت المقدس میں یہودیون سے جتنے لوگ اُن کے پیرو ہوئے اُن کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ مگر جب یونان و روم کے لوگ مسیح کی تعلیمون کے حامی ہوئے تو اُنھون نے اپنے عقائد اور اپنے رسوم کو بھی ہمارے دین میں شامل کر دیا اور مسیحیت کو دنیا کے سامنے ایسی وضع میں پیش کیا جو حضرت مسیح کی تعلیمون سے بہت الگ تھی۔ تھوڑے ہی دنون میں اُن کی کثرت اور قوت ارض یہودا کے سچے مسیحیون پر غالب آ گئی۔ اور اُس کا زور یہان تک ہوا کہ وہ سچی مسیحیت اُن کے ہجوم میں پامال ہو کے فنا ہو گئی۔ اُسکو فنا کرنے کے بعد رومی مسیحیت جو دولت روم کا مذہب بننے کے قریب پہونچ گئی تھی اپنی مشرکانہ خصوصیتون کو نمایان کرنے لگی۔ یہان تک کہ نیقیہ کی کونسل میں مشرقی اسقف اریانوس نے اگرچہ توحید کو بڑے زور و شور کے ساتھ پیش کیا مگر مغربی و رومی مسیحیون کے شور و ہنگامہ میں کون سُن سکتا تھا؟ انجام یہ ہوا کہ اُس کونسل نے تثلیث کو مسیحیت کا سب سے پہلا لازمی عقیدہ قرار دیدیا۔ اور سچا گل[illegible] ... دین بناکے واجب القتل مان لیا

گیا۔ چند روز بعد اگرچہ اریانوس کو آزادی مل گئی مگر حکومت تثلیث ہی کی طرفدار رہی جس نے آخر کار اریانوس کا اثر مٹا دیا۔ اور سارے عیسائیون کے دلون پر تثلیث چھا گئی "

استفانوس "بجا ارشاد ہوا۔ مختلف انجیلون اور دین مسیحی کی تاریخ پر غور کرنے سے یہی باتین صحیح معلوم ہوتی ہین تو پھر کیا حضرت کے نزدیک مناسب ہی کہ اب ہم تثلیث کو چھوڑ کے توحید کے قائل ہو جائین ؟ اور یہ نیا ہادی عرب جو کچھ بتائے اُسے صحیح مان لین ؟"

بحیرا "مین ابھی تم کو مشورہ دون گا۔ اِس نئے ہادی کا یہ دین جو بظاہر سچا معلوم ہوتا ہی اگر حقیقت مین برحق ہی تو ہمین اُسکے پاس جانے کی ضرورت نہین وہ خود ہی ہم تک آپہونچے گا۔ اور ہم اُس پر ایمان لائین گے"

استفانوس "مگر فی الحال مین کیا کرون ؟ یہ بے اطمینانی اور شکوک کا زمانہ کیسے بسر ہوگا ؟"

بحیرا "خاموش بیٹھو اور اپنے جویائے حق دوست ماہ بہ کے خطون کا انتظار کرو"

اِس جواب پر خاموش ہو کے استفانوس اپنے حجرے مین واپس آیا۔ مگر نہایت پریشان اور بیتاب و بیقرار تھا۔ اپنے قدیم مسلمہ اصول کی طرف سے بے عقیدگی ہو گئی تھی۔ نہ کسی عبادت مین مزہ آتا تھا نہ کسی ریاضت مین۔ اگرچہ رسم کے طریقے سے وہ تمام معمولی کام کیے جاتا تھا۔ اور دونون وقت پابندی سے گرجے مین امامت بھی کرتا۔ لیکن اِن سب چیزون مین وہ مزہ نہین باقی رہا تھا جو اِس سے پہلے ملا کرتا تھا۔

ایسی پریشانی مین وہ روز بلاناغہ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے ہی خانقاہ سے چلا جاتا۔ بصریٰ کی سراؤن اور بازارون مین مارا مارا پھرتا۔ جہان کبھی کوئی عرب مل جاتا اُس سے مکہ اور نئے ہادی عرب کے حالات پوچھتا۔ جو مختلف حالات بیان کرتے۔ کوئی اُن پیغمبر صاحب کا مداح ہوتا اور کوئی مخالف و بدگو۔ مگر اُسے اِس بات پر بڑی حیرت تھی کہ خاص مکہ کے جتنے لوگ ملے اُن مین سے

دو چار کے سوا سب مخالف اور شاکی پائے گئے اور جو دو ایک طرفدار سے بھی تو خائف۔ اپنے رفیقون اور ہم وطنون کے سامنے وہ خاموش رہتے۔ اور اتنی جرأت نہ ہوتی کہ ہمراہیون کے سامنے اپنے دل کا اصلی حال اور اپنی رائے سچ سچ بیان کر دین۔

مگر ان باتون کا استغانوس پر بہت کم اثر پڑتا۔ وہ جانتا تھا اور ماہ بہ کے خطوط مین پڑھ چکا تھا کہ مکہ والے ان پیغمبر صاحب کی جان کے دشمن ہین۔ اور آپکی ایذا رسانی مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھتے۔ جو چند ہموطن ایمان لا چکے ہین وہ مغلوب ہین اور اُن مین اتنی قوت نہین کہ اپنے سچے عقائد کو علی الاعلان بیان کرین۔

چھٹا خط

ماہ بہ کے خط کے انتظار مین اب بحیرا و استغانوس دونون پہلے سے زیادہ بیتاب تھے۔ ہر گھڑی خانقاہ کے بیرونی راستے پر نظر لگی رہتی کہ کوئی عربی قاصد تو نہین آرہا ہی۔ لیکن راہ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا گئین خط کا پتہ نہ تھا۔ آخر خدا خدا کرکے دو سال بعد ماہ بہ کا ایک خط ملا جسے ایک عورت نے لاکے استغانوس کے ہاتھ مین دیدیا۔ اُس نے بحیرا کے سامنے لاکے پڑھا تو یہ عبارت تھی۔

"مرشد محترم! اپنے حالات ان دنون کسی شخص کو بہت کم معلوم ہو سکے۔ اسلیے کہ اب مکہ والے اپنے پیغمبر سے ملتے ہی نہین۔ یہ البتہ سُنا جاتا ہی کہ وہ ابتک توحید کی تعلیم اور صنم پرستی کی بیخ کنی مین اُسی دھن اور ضد کے ساتھ قائم ہین۔ اندر ہی اندر اُن کی تعلیم اثر کرتی جاتی ہی۔ اور اُن کے پیروون کی تعداد برابر بڑھ رہی ہی۔ ساتھ ہی دشمن بھی اپنے کیے پر پچھتانے لگے ہین۔ انھین نظر آگیا کہ اس قطع تعلق کر لینے کا بھی کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ سمجھے تھے کہ یہ نیک نفس ہادی قطع تعلق کر لینے سے چند ہی روز مین اسقدر پریشان ہونگے کہ عاجز آکے ہدایت کرنے سے باز آجائینگے اور ان کے بتون اور معبودون کا ادب کرنے لگین گے۔ مگر کچھ نہ ہوا اور مسلمانون کی تعداد اسی

طرح بڑھتی رہی۔

مگر ہیروڈیہ کا واقعہ نہایت ہی عبرت ناک اور حیرت انگیز ہی۔ وہ یہان سے دشمن بن کے گئی تھی۔ وہان پہونچکے اُسے جب یہ معلوم ہوا کہ یہ نئے پیغمبر حضرت مسیح کو بُرا نہین کہتے بلکہ ایک بڑا جلیل القدر پیغمبر بتاتے ہین۔ اُنھین روح اللہ کے لقب سے یاد کرتے اور کہتے ہین کہ وہ بغیر باپ کے محض خدا کی قدرت سے ایک پاکدامن کنواری کے بطن سے پیدا ہو گئے جو خدا کی تمام نیک بندیون پر فضیلت رکھتی ہی تو بہت ہی برافروختہ ہوئی اور ان کی جان لینے کے موقع ڈھونڈھنے لگی۔ مگر موقع نہ ملتا تھا۔ مین نے اپنے آقا شمعون کی بیوی راحیل کو شوہر سے کہتے سُنا کہ تین بار ہیروڈیہ خنجر باندھ کے گئی کہ اس ناموس الٰہی پر حربہ کرے اور ہر بار ایسے عجیب اتفاقات پیش آئے کہ اب اُسے حوصلہ نہین ہوتا۔ پہلی بار تو یہ ہوا کہ راستہ مین یکایک ٹھوکر کھا کے گری اور خنجر خود اُسی کی کمر مین کھنک گیا جس سے سیرون لہو بہ گیا۔ اور اتنی طاقت نہ رہی کہ اپنے پاؤن سے گھر واپس آئے لوگ اُٹھا لائے اور مہینون مین زخم اچھا ہوا۔ دوسری بار اُس نے اُن پیغمبر صاحب کو باہر والون کے مجمع مین وعظ کرتے دیکھا۔ اور غصہ کے ساتھ چلی کہ حربہ کرے۔ اِس بار اِس نے ارادہ کر لیا تھا کہ چاہے مار ڈالی جاؤن مگر بے حربہ کیے نہ رہونگی۔ لیکن جیسے ہی اُدھر کا رخ کیا، کیا دیکھتی ہی کہ ایک زبردست شیر ببر راستہ روکے کھڑا ہی۔ اور جب اُدھر کا رخ کرتی ہی مُنھ پھیلا کے جھپٹتا ہی۔ اُسکی سمجھ مین نہ آتا کہ سامنے بیسیون آدمی کھڑے ہین اُن کے بیچ مین یہ شیر کہان سے آ گیا۔ مگر آنکھون سے دیکھ رہی تھی اور کوئی تدبیر آگے قدم بڑھانے کی نہ بن پڑتی۔ مجبور ہو کے واپس چلی آئی تیسری بار یہ ہوا کہ ایک دن شہر کے باہر ایک پہاڑی کے دامن مین ایک یہودی کے ساتھ تھی کہ پیغمبر صاحب کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ خنجر پاس موجود ہی تھا دل مین کہا کہ آج بے حربہ کیے نہ رہونگی۔ اِس سے بہتر موقع نہ ملیگا۔ فوراً تیار ہو گئی۔ پیغمبر صاحب پہونچے اور وہ خنجر کھینچ کے جھپٹی۔ یکایک کسی غیبی شخص نے جس کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی اِس زور سے دھکا دیا کہ خنجر الگ جا پڑا اور خود وہ اپنی جگھ سے اُچھل کے کئی گز پیچھے آ گری۔ اور بیہوش ہو گئی۔ ساتھ والا یہودی اِس واقعہ سے اسقدر مرعوب ہوا کہ اُسے چھوڑ کے بدحواس بھاگا۔ ہوش آیا تو کیا دیکھتی ہی کہ وہی پیغمبر صاحب سرہانے بیٹھے اُسکے ہوش مین لانے کی تدبیرین کر رہے ہین اِسے ہوشیار دیکھتے ہی اُنھون نے ہمدردی و رحم کی آواز مین پوچھا

"کہین چوٹ تو نہین لگی ؟" اور اُس کا خنجر اُسکی طرف بڑھاکے کہا "لیو اپنا خنجر لو اور چلو مین تم کو تمھارے گھر تک پہونچا دون " یہ مافوق العادت رحم دیکھ کے اُس کے ہوش جاتے رہے نیچی نظر کیے ہوئے اُٹھی - اور اپنا خنجر لے کے کہا "مین خود چلی جاؤن گی - آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہین - لیکن اُنھون نے نہ مانا اور اُسکے قیام گاہ تک پہونچا دیا -

پیغمبر صاحب کے اِس احسان کا اُسکے دل پر بڑا اثر ہوا - راستے مین آپ سے کہنے لگی "مین آپکا دین قبول کرنے کو تیار ہون - مگر اس شرط سے کہ آپ عیسٰی اور اور اُن کی مان مریم کو اچھا نہ بتائیں " اُسکی زبان سے یہ الفاظ سُن کے اُنھین طیش سا آگیا - اور فرمایا وہ شخص جو حقیقت مین اچھا ہو اُسے اچھا کیسے نہ کہون وہ خدا کے مقبول اور نیک بندے تھے - خلقت کی ہدایت کے لیے دنیا مین آئے تھے - پیغمبر برحق تھے - اپنے معجزے سے بیارون کو تندرست اور مردون کو زندہ کرتے تھے - اور خدا نے اُن پر خوان نعمت نازل کیا تھا - اُن کی والدہ پاک دامن اور عفت مآب کنواری تھین - خدا کی پیاری اور صدیقہ تھین - اُن کی جیب مین خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے نے روح پھونک کے اُنھین حاملہ کیا اور مسیح پیدا ہوئے یہ سُن کے ہرو ڈیہ کو پھر غصہ آیا - دل مین آئی کہ دوبارہ آپ پر حملہ کرے مگر کچھ تو گذشتہ واقعات کا خوف طاری ہوا - اور کچھ آپکی ہمدردی و مرحمت یاد آئی - بہر حال گھر مین واپس آئی اور سمجھ گئی کہ یہ کام میرے کیے نہ ہوگا - آخر اب مکہ سے واپس آ کے شہر یثرب مین اپنے عزیزون مین ٹھہر گئی ہے - اُس کا بھائی بھی وہان اُسکے ساتھ ہے اور دونون کو اپنی ناکامی پر اسقدر ندامت ہے کہ گھر نہین آتے -

اِن واقعات کو سُن کے میرے آقا شمعون اور اُن کی بیوی سخت متحیر و پریشان ہین بیٹی اور بیٹے کو یثرب سے بُلا بُلا بھیجتے ہین مگر نہین آتے - جن یہودیون سے یہ واقعات بیان کیے گئے وہ کہتے ہین کہ عورت ہونے کی وجہ سے ہرو ڈیہ کا دل اتنے بڑے کام مین کمزوری دکھاتا ہے - اُسے مکہ مین اس نئے مدعیٔ نبوت کے ایسے ایسے حالات عوام سے سُنے ہین کہ اُسکے دل پر رعب پڑ گیا ہے - اور جب حربے کا ارادہ کرتی ہے طرح طرح کے اوہام اُس پر غالب آجاتے ہین جنکی وجہ سے اُسکو ایسے ایسے حیرت کے کرشمے نظر آئے -

مگر حضرت مجھے تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ معجزے ان پیغمبر صاحب کی رسالت کی دلیلین ہین۔ اور ثابت کرتے ہین کہ خدا کو اُن سے جو کام لینا ہی وہ پورا ہو کے رہیگا۔

سب سے پچھلی خبر ہیروڈیہ کی مجھے یہ معلوم ہوئی ہی کہ یثرب کے اطراف مین جو یہودی خاندان آباد ہین اُنھین مین سے ایک نوجوان یہودی ایوب نام اُس پر عاشق ہو گیا اور شادی کا پیام دیا۔ مگر ہیروڈیہ نے اُس سے یہ شرط پیش کی کہ اگر تم مکے کے اِس نئے نبی کو مار ڈالو گے تو مین تمھارے ساتھ شادی کر لون گی۔ نوجوان نے یہ شرط قبول کر لی ہی۔ اور ہیروڈیہ کے بھائی نے اپنے باپ کو خبر دی ہی کہ جبتک ایوب اِس شرط کو پورا نہ کرے شادی تو نہو گی۔ مگر ہم دونون بہن بھائی یثرب ہی مین ٹھہر کے انتظار کرینگے کہ یہ پُرجوش یہودی ایوب کب اور کسطرح اپنی شرط پوری کرتا ہی۔

مجھے معلوم ہوتا ہی کہ مرضی الٰہی کی مخالفت مین اصرار کر کے یہ دونون بہن بھائی زیادہ سخت نقصان اُٹھانے والے ہین۔ خاموش ولی ذکریا سے مین سُن چکا ہون کہ یہ پیغمبر شہر یثرب مین تشریف لائین گے۔ جہان مجھے اُن کی زیارت نصیب ہو گی۔ اسی انتظار مین یہ ناگوار زندگی بسر کر رہا ہون۔ اور متعصب یہود کے ہاتھ سے جو اذیتین پہونچتی ہین مجھے راحت و لذت معلوم ہوتی ہین لیکن ہیروڈیہ کا خاص یثرب مین ٹھہرنا اچھا نہین معلوم ہوتا۔ مگر کوئی اندیشہ نہین وہ خود ہی نقصان اُٹھالے گی"

مین یہ عریضہ بہت دیر مین بھیج سکا۔ اور اگر کوئی نئی بات نہ پیش آئی تو اب کی بھی دیر مین خط لکھونگا۔ اسلیے کہ اب مجھے ان پیغمبر صاحب کے خیال اور شوق مین اسقدر انہماک پیدا ہو گیا ہی کہ خط لکھنے کو بھی جی نہین چاہتا۔ زیادہ حدادب

حق کا ولدادہ ناؔدبہ

حق کے شوق مین بیتاب رہنا عبادت ہی

اِن واقعات کو پڑھ کے بحیرا اور استفانوس ایسے سہم گئے کہ دیر تک خاموش رہے۔ اندر آخر بحیرا نے اپنے مرید کی طرف ناتوانی کی عبرت آلود نظر سے دیکھ کے کہا "گیسے

لوگ ہین کہ ایسے معجزے اور جلال ربانی کے آپ پر غضب انسان کے ہوتے ہین اور پھر بھی نہین سمجھتے ہ آہ! یہود نے نہ حضرت مسیح کی باتون کو سُنا اور نہ اِس پیغمبر کی تعلیمون کا خیال کرتے ہین - پہلے ناموس الٰہی سے بھی دشمنی کی اور اِس آیت ربانی سے بھی اختلاف کر رہے ہین - گر ہدایت کی شمع اُن کی کمزور پھونکون سے گل نہین ہو سکتی "

استفانوس "جی ہان جس قوم پر خدا کا غضب نازل ہو اُسکی یہی حالت ہوتی ہے مگر یہ تو ارشاد ہو کہ ہم کیا اِسلیے ہین کہ یہان سے بیٹھے اِن باتون کو سُنین اور یونہین خاموش پڑے رہین ہ میرا تو اب یہ جی چاہتا ہے کہ اِس نئے ہادی کی خدمت مین جا کے اُسکی غلامی کرون "

بحیرا (مسکرا کے) "یہ تمھارا کام نہین - تم مین نہ اتنا صبر و ضبط ہے اور نہ اتنی ہمت و استقامت کہ ایسے نازک وقت اور ایسی سختی کی حالت مین کسی ناموس الٰہی کی مدد کرو - اِس موقع پر ٹھہرنا جن فرشتہ سیرت لوگون کا کام ہے اُن کو خدا نے اُس داعی حق کے پاس پہونچا دیا ہے - وہ اُس پر اپنی جانین فدا کر رہے ہین - اُسکے لیے اپنا مال لٹا رہے ہین - اُسکی محبت مین اپنی زندگی اور اپنی دنیا کو کھو رہے ہین - گویا وہ خود اور اُنکے پاس جو کچھ ہے سب اُسی کے لیے ہے - تم سے یہ کام انجام پانا بہت دشوار ہے "

استفانوس "یون تو حضرت جو ارشاد فرمائین بجا و درست ہے مگر میرا دل تو گواہی دے رہا ہے کہ اگر مین وہان موجود ہوتا تو نہ اطاعت و فرمان برداری مین کمی کرون گا اور نہ کسی خوف و وحشت سے مغلوب ہون گا "

بحیرا "فرض اور واقعے مین بڑا فرق ہے - ہم دل مین سیکڑون منصوبے گانٹھتے ہین کہ یہ دشواری پیش آئے گی تو یہ کرینگے - دشمن سے سابقہ پڑا تو یون لڑین گے اور اسطرح اُسے زیر کرین گے مگر وہی لوگ جو ایسی خیالی عمارتین قائم کیا کرتے ہین اُس دشواری کے پیش آنے اور دشمن کا سامنا ہو جانے پر اکثر نہایت ہی بزدل اور بدحواس ثابت ہوتے ہین - کسی پیغمبر کے آغاز تبلیغ کے وقت اُس کا ساتھ دینا بہت دشوار ہے - ہمارے مولا مسیح کے بلو کرده نظر ین کے سے بعض و حواری نے جب ساتھ چھوڑ دیا تو تم سے کیا اُمید ہو سکتی ہے؟ "

استفانوس "غالباً آپ کا فرمانا صحیح ہے مگر اُس وقت تو مجھے یقین نہین آتا کہ مین

ایسا کمزور اور اِس درجہ بے وفا ثابت ہوں گا"؟

پھر اُ "ماہبہ سے زیادہ سچائی اور جفاکشی تم مین نہین ہو سکتی۔ اور نہ تم مین مین ہزار غور کرون اس جویائے حق سے زیادہ ثابت قدمی وصداقت کو پاتا ہون۔ لیکن اِس نازک وقت مین مجھے اس سے بھی اُمید نہین کہ ثابت قدم رہ سکے۔ یہ دولت و نعمت خدا نے اور ہی لوگون کے لیے خاص کی ہی جن کو خدا نے اپنی توحید کے داعی کی مدد کے لیے بھیجدیا ہی اور اُس ہادی کے گرد موجود ہین۔ ماہبہ کا یہ رتبہ نہین کہ ابھی اُن کے پاس چلا جائے اور اُن کا ممدومعاون بنے"۔

ستفانوس "لیکن حضرت ابھی جانے کی اجازت نہین دیتے ہین تو مجھے کسی ایسے کام مین لگائین کہ اُسمین مشغول ہو کے مین اِس شوق کو بھول جاؤن۔ اب میری یہ حالت ہی کہ نہ میری عبادت عبادت ہی اور نہ ریاضت ریاضت"۔

پھرا "شوق کی بیتابی وبیقراری تو ہی بہ اُسی کو عبادت تصور کرو۔ حق کے شوق مین بیتاب رہنا سب سے بڑی عبادت ہی۔ دو سال کی بیقراری کے بعد تم ایسی باتین سنو گے جو تمھین یقین کے درجہ تک پہونچا دین گی۔ جاؤ جس طرح اُن پیغمبر صاحب کے حالات سننے کے شوق مین بیقراری کے ساتھ مارے مارے پھرتے ہو اُس سے زیادہ بیقراری دکھاؤ۔ اِس سے زیادہ سرگردان ہو"۔

مُرشد سے یہ جواب سُن کے ستفانوس چلا آیا۔ اور اب اِس شوق کی بیتابی و سرگردانی ہی کو اُس نے اپنی عبادت و ریاضت سمجھ لیا۔ اگرچہ معمولی عبادت نہین چھوٹی تھی مگر رسالت جدیدہ کے چشمہ فیض سے سیراب ہونیکا ذوق و شوق دل مین پرورش پاکے عشق اور بیتابانہ تشنگی کی شان پیدا کرتا جاتا تھا۔ اور اسی حالت مین اُسے تین سال ہو گئے۔

زبانی پیام

ایک دن وہ خانقاہ سے نکل کے اُس راستہ پر جو بصریٰ کو گیا ہی مترا تھا کہ ایک شتربان مشرق کی طرف سے آتا دکھائی دیا جس نے ستفانوس کی صورت غور سے دیکھی

پھر اونٹ کو روک کے پوچھا "اِس خانقاہ کے نائب امام استفانوس راہب آپ ہی ہیں؟"
استفانوس "ہان مین ہی ہون فرمایئے"
شترسوار "مین سمجھا تھا کہ آپ کی خانقاہ شہر کے اُس طرف ہی۔ اِس دھوکے مین ادھر چلا گیا۔ مگر بصریٰ کے اندر جا کے ٹھیک پتہ لگا۔ اور مجھے واپس آنا پڑا"
استفانوس "تو آپ کو مجھسے کیا کام ہی؟"
شترسوار "مین یمن کے شہر مآرب سے آرہا ہون اور قبیلۂ حمیر مین سے ہون۔ راستے مین مجھے ایک بوڑھا شخص ملا اور کہا کہ آپ کو اُس کا ایک پیام پہونچا دون۔ وہ خط لکھنا چاہتا تھا مگر مجھے جلدی تھی۔ ٹھہر نے مین عذر کیا اور اُس نے کہا یہ دو چار باتین جو مین بتاؤن میرے دوست استفانوس سے کہدینا"
استفانوس "تو اُس نے کیا پیام دیا ہی؟"
شترسوار "وہ یہان بیچ سڑک مین کہنے کی نہین بلکہ اطمینان سے بیٹھ کے بیان کرنیکی ہین۔ اپنی خانقاہ مین چلیے۔ اور کسی خلوت کی جگہ مین ہم آپ بیٹھ کے فراغت سے باتین کرین"
استفانوس "تو آیے تشریف لایے" یہ کہہ کے اُسے خانقاہ کے اندر خاص اپنے حجرے مین لیجا کے بٹھایا اور کہا "اب فرمایے آپ کیا پیام لائے ہین؟"
شترسوار "مگر میری باتین سُن کے آپ خفا تو نہ ہون گے۔ آپکے شہر مین مین نے ایک عیسائی شخص سے یہ باتین کی تھین وہ بہت ہی خفا ہوا اور لڑائی ہوتے ہوتے رہگئی اگر مین تلوار ہاتھ مین نہ لے لون تو وہ مجھے مار ہی بیٹھے"
استفانوس "نہین۔ آپ بیان تو فرمائین کہ وہ کون بوڑھا شخص تھا۔ کہان ملا تھا؟ اور آپ سے اُسنے کیا کہا؟"
شترسوار "مین سب بیان کیے دیتا ہون۔ آپ اطمینان سے بیٹھ کے سُنیین۔ مین یثرب سے آگے بڑھ کے وادی القریٰ مین گذر رہا تھا کہ مجھے ایک بہت ہی بوڑھا کہن سال شخص جو اونٹون پر پکھالین بھر کے پانی لیے جاتا تھا ملا۔ مجھے تنہا سفر کرتے دیکھ کے اُس نے اپنے اونٹ روکے اور دریافت کیا کہ کہان جاتے ہو؟ مین نے کہا اگر حجاز کی طرف ... دن ... سفر

دور و دراز کا عازم ہون۔ اتنا کہہ کے رکا اور اسطفانوس سے کہا معاف فرمایئے مین اِس سلسلہ مین اپنے ذاتی واقعات بھی بیان کرنا چاہتا ہون۔ اِسلیے سنیئے مین ایک شاعر اور یمانی قبیلہ حِمیر کی ایک شوخ وطناز لڑکی ام جمیل کا عاشق شیدا ہون۔ اور میرا نام سنان بن معافر حمیری ہی۔ ایک دن ایک دشت نورد راوی اشعار عکرمہ بن ہرثمہ قیسی کا میرے شہر مارب مین گزر ہوا۔ اُسکی زبان سے نامور شاعرون کا کلام سُن کے مین بہت خوش ہوا خصوص بعض عاشقانہ اشعار نے تو ایسی وجد کی کیفیت طاری کی کہ ام جمیل کا عشق ایک کی جگہ دو چند ہوگیا۔ اُسی شب کو مین نے اُم جمیل سے مل کے اُن اشعار کا حال بیان کیا۔ وہ مُصر ہوئی کہ اُس راوی اشعار کو لا کے مجھے بھی اُسکے شعر سنواؤ۔ اُسکی خوشی مین کیسے پوری نہ کرتا؟ دوسرے دن مین نے کشت زار عرم کی ایک شاداب وادی مین اُس شاعر کی دعوت کی۔ اُم جمیل کو وہان بلایا جو اپنی چند ہمجولیون کے ساتھ آئی۔ ایک دنبہ جو مین نے منگوا رکھا تھا ذبح کیا گیا۔ اور کباب بھُننے لگے۔ مین تھوڑی سی جَو کی شراب بھی لیتا گیا تھا جسے پی پی کے لڑکیون نے کباب کھانا شروع کیے۔ اور وہ راوی اشعار سُنانے لگا۔ اُسوقت کیف صہبا مین عاشقانہ اشعار نے بڑا لطف دیا ہم سب کا سرور زورون پر تھا کہ کمبخت راوی نے عمرو بن کلثوم کا قصیدۂ معلقہ سنانا شروع کیا۔ جو شراب کی تعریف سے شروع ہوا ہی۔ اور شاعر اپنی محبوبہ ام عمر سے جام بادۂ ناب مانگتا ہی اور جوش بیقراری کے الفاظ مین کہتا ہی وہ شراب پلاؤ جو مین نے بعلبک مین اور دمشق و قنسرین مین پی تھی۔ یہ اشعار سُن کے اُم جمیل پر بڑا اثر ہوا۔ پوچھنے لگی۔ بعلبک کی شراب اچھی ہوتی ہی یا دمشق کی؟ راوی نے کہا دمشق شام کی شراب کا جواب نہین۔ یہ اُسی کی صفت ہی کہ شیشے اور بلور کی طرح چمکتی ہی۔ اور رنگ معلوم ہوتا ہی کہ اُس مین زعفران گھلی ہوئی ہی۔ یہ سُن کے وہ بولی۔ بس اب مین شعر نہ سنون گی۔ اور میری طرف دیکھ کے کہا "اگر مجھے چاہتے ہو اور میرے عشق کا دعوی ہی تو میرے لیے دمشق سے جا کے شراب لے آؤ تاکہ ہم دونون ساتھ بیٹھ کے پیئین پلائین اور تم اُسی طرح مجھ سے اُس کا جام زعفرانی مانگو جس طرح عمرو بن کلثوم نے اپنی محبوبہ اُم عمر سے مانگا۔ اُس کا یہ حکم سُن کے ہم سب سناٹے مین آ گئے۔ اور ام جمیل نے ایسی ضد کے ساتھ اُسی وقت روانہ ہو جانے پر اصرار کیا کہ اب نہ اُس راوی کو کوئی شعر سُنانے دیتی نہ اپنی ہمجولیون کو ہنسنے بولنے دیتی اور مجھے اب [illegible] عشق کا جوش

ہوا۔ سب کو رخصت کرکے فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بغیر اسکے کہ کسی قافلے یا رفیق سفر کو تلاش کرون اونٹ پر بیٹھ کے گرم جولان ہو گیا۔ اور جاتا ہون کہ دمشق سے شراب لے آؤن"

میرا یہ بیان سُن کے وہ پیرمرد ہنسا اور کہا "تعجب ہو کہ تمھین راستے مین کوئی مزاحم نہ ہوا" مین نے کہا حجاز تک کے تمام معزز و ذی اثر قبائل میرے قبیلہ حمیر کے حلیف ہین۔ اور حجاز مین پہونچکے مین نے قریش سے وعدہ لے لیا کہ ارض شام تک جن قبیلون سے اُن سے مخالفہ ہو اُن سے میری سفارش کردین۔ چنانچہ اُنکی سفارش کے ثبوت کے لیے مین نے اُن کے ایک سردار کا خود پہن لیا ہو جو سارے عرب مین مشہور ہو۔ اور اُن خودون مین سے ہو جن کے لیے یوم ذی قار مین خسرو عجم نے عربون پر حملہ کرکے شکست کھائی تھی۔ اس خود کو جو کوئی عرب میرے سر پر دیکھتا ہو دوست بن جاتا ہو"

پیرمرد "تو غالباً اِس خود کے حاصل کرنیکے لیے تم مکے مین ضرور ٹھہرے ہو گے"
مین نے کہا "مین شہر مکہ مین ایک ہفتہ وہان کے رئیس ابو سفیان کا مہمان رہا" پیرمرد نے پوچھا "تو تم کو اُس نئے پیغمبر کا بھی حال معلوم ہو گا جو بت پرستی کا دشمن اور عربون کے تمام رسم و رواج کے خلاف ہو" مین نے کہا "بیشک مین نے اُس شخص کو دیکھا اور اُسکے حالات سُنے" یہ سُن کے پیرمرد نے کہا "تو تم وعدہ کرتے ہو کہ اُس شخص کے سچے سچے حالات بتادو گے؟" مین نے کہا "بیشک جو کچھ دیکھا اور سُنا ہو حق حق کہدون گا"

اب اُس بوڑھے پانی لانے والے کے اصرار سے مین اونٹ سے اُترا اور وہ بھی اُتر پڑا۔ ہم دونون زمین پر بیٹھ گئے اور اُس پیغمبر کا ذکر شروع کیا۔ مین نے کہا "اُسے اُسکے ہموطن بہت ہی برا کہتے اور مجنون و شاعر بتاتے ہین اور اسقدر خلاف ہو رہے ہین کہ مکہ کے چار آدمی جہان بیٹھین گے اُسی کا ذکر ہو گا۔ اور دشمنی و تمسخر کے لہجے مین وہ اُسکی ہر ہر چیز کا نام رکھتے ہین۔ اُسکی ہر ہر بات کو جھوٹ بتاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ جبتک یہ نہ مار ڈالا جائیگا ہمارے دین کی بدنامی دور نہ ہو گی۔ اور نہ ہمارے ملک کو چین آئیگا۔ بہو کوئی اِس شخص کو قتل کرے گا وہ بڑے بڑے انعام کا مستحق ہو گا"

یہان تک سُن کے استفانوس نے ایک بیقراری کے ساتھ سوال کیا آخر اِس دشمنی و عداوت کا وہ کوئی سبب بھی بتاتے ہین؟"

سِنان۔ (وہی شتر سوار) "یہی کہ وہ شخص اُنکے دین کا دشمن ہے۔ اُن کے بتون کو بُرا کہتا ہے۔ اُن کی قدیم رسمون مین عیب نکالتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ خدا نے ساری دنیا کے لوگون کی ہدایت کے لیے مجھے اپنا رسول بنا کے بھیجا ہے"

استفانوس "خود تم نے اُس شخص کو اپنی آنکھ سے دیکھا تو کیسا پایا؟"

سِنان "مین جھوٹ نہ کہونگا۔ مجھے اُس مین کوئی عیب نہین نظر آیا۔ وہ راست باز سچا رحم دل اور خلیق و متواضع ہے۔ اور ہر شخص کی بات پوری توجہ سے سنتا ہے۔ کوئی ایسی بات جو عقل مین نہ آئے نہین کہتا۔ اور اپنے ہر دعوے پر ایسی سچی دلیل لاتا ہے کہ کسی سے جواب نہین بن پڑتا۔ اسی وجہ سے مکہ والے اُسکو صابی کہتے ہین۔ اِسلیے کہ صابی لوگ جو عرب مین جا بجا موجود ہین اُن مین فلسفیون اور حکیمون کی سی شان پائی جاتی ہے۔ اور بے دلیل کے بات نہین کہتے۔ اِسی مشابہت سے ان لوگون نے اِس رسول کو صابی کہنا شروع کر دیا"

استفانوس "مگر تم نے اِن رسول کو کہان اور کس حال مین دیکھا؟ مین نے تو سُنا تھا کہ مکہ والون نے اُس سے اور اُسکے خاندان والون سے تعلقات قطع کر لیے۔ اور سب نے باہم عہد کیا ہے کہ نہ اُن سے ملین جلین گے نہ شادی بیاہ کرینگے۔ نہ لین دین رکھین گے نہ اُنکے ہاتھ کچھ بیچین گے نہ اُن سے مول لین گے۔ یہان تک کہ اُن سے بات چیت بھی نہ کرینگے"

سِنان "تو معلوم ہوتا ہے آپ اُس شخص کا کچھ حال کسی سے سُن چکے ہین۔ بیشک ایسا عہد لوگون نے کیا تھا اور چار پانچ سال تک ایسی ہی بے تعلقی و علیحدگی رہی۔ لیکن خود ہی اہل مکے مین سے بعض لوگ اپنی اِس بے رحمی پر پچھتائے۔ اور اُدھر یہ ہوا کہ اِس چھوڑ دینے کا جو معاہدہ لوگون نے لکھ کے کعبے مین لٹکا دیا تھا اُسے جا بجا سے دیمک چاٹ گئی۔ اور خدا ہی نے ایسے اسباب پیدا کیے کہ وہ کالعدم ہو گیا۔ بہرحال اب مکہ کے لوگون اور اُس رسول کے خاندان والون مین پھر صفائی ہو گئی۔ باہم میل جول ہو گیا۔ آمد و رفت ہونی لین دین جاری ہو گیا۔ چنانچہ مین نے خود اُس رسول کو کعبے کے سامنے اپنے چند رفیقون کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا"

استفانوس "یہ بے خبری سے؟ ہان یہ ضرور بتائیے کہ نماز وہ کسطرح پڑھتے ہین؟"

سنان ۔ "نہایت ہی عاجزی و رجوع قلب سے دونون ہاتھ باندھکے کھڑے ہوتے اور اپنی ایک کتاب کے جسے وہ آسمانی کتاب بتاتے ہین چند فقرے خوش الحانی سے پڑھ کر آگے کی طرف جھکتے ہین۔ اُسکے بعد کھڑے ہو کے زمین پر سجدے مین پڑتے ہین۔ اِسی طرح دو سجدے کر کے پھر کھڑے ہو جاتے ہین اور یونہین دوبارہ قیام و رکوع و سجود کر کے ادب سے دوزانو بیٹھ جاتے ہین اور دیر تک کچھ پڑھ کے اِدھر اُدھر دیکھ کے سلام کرتے ہین۔"

استفانوس ۔ "عبادت تو یہ بہت سیدھی سادھی ہے۔"

سنان ۔ "عبادت ہی پر کیا موقوف ہے آپ کو اُن کی کوئی چیز ظاہر مین بُری نہ نظر پڑے گی۔ لیکن ہان آپ اُن کے دشمن اہل مکہ سے پوچھین گے تو وہ ہر چیز کو برا بتائینگے۔"

استفانوس ۔ "مگر غنیمت ہوا کہ وہ آپس کی بے تعلقی موقوف ہو گئی۔"

سنان ۔ "لیکن اِس سے کچھ دشمنی تھوڑے ہی جاتی رہی؟ پہلے سے زیادہ عداوت ہے اور آج کل مین نے سُنا اُن رسول صاحب کو دو بڑے بھاری صدمے بھی پہونچے جن کی وجہ سے میل کا وہ پھر قائم ہو جانا بیکار ہو گیا۔"

استفانوس ۔ "وہ صدمے کیا ہین؟"

سنان ۔ "پہلا صدمہ تو یہ ہے کہ اُن کے ایک چچا جو اُن کے حال پر نہایت ہی مہربان تھے اور اُن کی حمایت مین اُنھون نے اپنی زندگی بسر کی تھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ دوسرے یہ کہ اُن کی محبت والی بی بی بھی سفر آخرت کر گئین جن سے ان کو اپنی تمام دینی و دنیوی باتون مین اعلی درجہ کی مدد ملتی رہی تھی۔"

استفانوس ۔ "واقعی اِن سانحون سے اُن کو بڑا صدمہ ہوا ہو گا۔ اور اپنے دین کی تبلیغ و ہدایت بھول گئے ہون گے۔"

سنان ۔ "تبلیغ بھول گئے ہون گے! یہ کہیے کہ غم تنہائی اور بیکسی نے ہدایت کا جوش اور بڑھا دیا۔ اِس مین کمی ہوتی تو مکہ والے بہت ہی خوش ہو جاتے۔ اور بجائے عداوت کے ان کے قدمون پر جا کے گرتے۔ لیکن اِن پیغمبر کو ایسی دُھن نہین ہے کہ کسی ضرر یا صدمے سے موقوف یا کم ہو۔"

استفانوس ۔ "مگر ایسی ہی ہے تو پھر مکہ والون کا کچھ زور نہ چلے گا اور وہ اپنے مقصد

ہین کامیاب ہو کے رہین گے۔ خیر اب بتائیے کہ اُن پیغمبر صاحب کے اور کچھ حالات بھی آپ کو معلوم ہوئے ہ؟"

سنان "اور حالات کیا کہون ؟ بس یہ سمجھیے کہ اپنے خیالات کے جوش اور اپنی سچائی کے زعم مین اُنھون نے ساری خدائی سے دشمنی مول لے لی ہی۔ اور پھر ملک عرب مین جہان کسی کا کسی کو مار ڈالنا کوئی بات ہی نہین۔ مجھے تو اندیشہ ہی کہ بجائے اپنے مقصد مین کامیاب ہونیکے کسی نہ کسی دن وہ مار ڈالے جائین گے۔ ہان ان دنون ان کی ایک نئی بات مشہور ہوئی جس پر اُن کی قوم والے نہایت ہی برافروختہ ہو رہے ہین۔ اور اپنی اپنی صحبتون مین مضحکہ اُڑاتے ہین"

استفانوس "وہ کون سی بات ہی ؟"

سنان "اُنھون نے ایک صبح کو اُٹھ کے لوگون سے بیان کیا کہ آج رات کو خدا کا فرشتہ جبرئیل مجھے بستر سے اُٹھا کے اور ایک آسمانی گھوڑے پر سوار کرا کے مکہ سے بیت المقدس مین لے آیا۔ یہان تمام اگلے پیغمبرون کو مین نے نماز پڑھائی اور پھر وہ فرشتہ مجھے عالم بالا پر لے گیا۔ آسمانون اور ملاء اعلیٰ کی سیر کرائی۔ جنت دوزخ کا حال دکھایا۔ اور پھر زمین پر لا کے میرے بچھونے پر لٹا دیا گیا۔ یہ قصہ مین جانتا ہون اُنھون نے اپنی فضیلت منوانے کے لیے دل سے جوڑ کے تصنیف کر لیا ہی"

استفانوس "لیکن مین نے تو سنا ہی کہ وہ آج تک جھوٹ نہین بولے"

سنان "مشہور تو مکہ مین بھی یہی ہے۔ لیکن وہ لوگ کہتے ہین کہ اب اس شخص کو جھوٹ کا مزہ پڑ گیا ہی۔ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے تو جھوٹ نہین بولتا تھا لیکن اب بولنا شروع کیا تو اُسکی حد کر دی۔ اور واقعی ایسے بے بنیاد اور خلاف عقل قصون کو کون مانے گا ؟"

استفانوس "لیکن روحانیت کے عالم اور خدا کی درگاہ مین یہ دشوار نہین ہی۔ بہر حال چند ہی روز مین جھوٹ سچ کھل جائے گا۔ اب یہ بتائیے کہ اُن پیرو کا آپ کیا پیام لائے ہین ؟ درمیان مین یہ باتین نکل آئین۔ اور اُن مین اسقدر دلچسپی ہوئی کہ اصل معاملہ جسکے لیے آپ یہان تشریف لائے ہین نہ مجھی کو یاد رہا اور نہ آپ اُس کا خیال کیا"

سنان ''جس طرح آپ نے کرکے اُن نے اور عجیب وغریب بزرگ کے حالات مجھ سے پوچھ پوچھ کے سُنے اُن پانی لے جانے والے پیر مرد نے بھی نہایت ہی توجہ سے کرید کرید کے پوچھے اور سنے تھے۔ اور آخر مین کہا تھا کہ یہی حالات مین آپ سے بھی آگے بیان کر دون۔ بس یہی اُن کا پیام ہے جسکو مین نے پہونچا دیا۔ اور اب اجازت دیجیے کہ اپنی محبوبہ ام ہبیل کی فرمایش پوری کرنے کے لیے دمشق روانہ ہو جاؤن''۔

استفانوس ''جلدی کیا ہے؟ دو چار روز ہمارے مہمان رہیے۔ خانقاہ کے اِس تر و تازہ باغ مین سیر کرکے سفر کی کلفت مٹائیے۔ جب جی گھبرائے چلے جائیگا''۔

سنان ''مین جب تک اپنی معشوقہ کا سوال نہ پورا کر لون کہین نہین ٹھہر سکتا۔ اگر اُن پیر مرد نے مجبور نہ کر دیا ہوتا تو مین اتنی دیر بھی یہان نہ ٹھہرتا۔ بس اب اجازت دیجیے رخصت''۔

یہ کہتے ہی سنان بغیر اسکے کہ استفانوس کے جواب کا انتظار کرے اُٹھ کھڑا ہوا استفانوس نے اُسے جاتے دیکھا تو پھر روکا اور کہا ''اچھا یہ تو بتا دیجیے کہ وہ پیر مرد کون تھے؟ اور اُن کا نام کیا تھا؟''

سنان ''نام اُنھون نے مجھے نہین بتایا۔ در اصل اُنھون نے مجھپر یہ مہربانی کی کہ میرے پاس پانی ختم ہو گیا تھا۔ پیاس کی شدت تھی اور کہین آس پاس پانی ملنے کی اُمید نہ تھی۔ ایسی حالت مین وہ بزرگ ملے۔ میری چمڑے کی چھاگل پانی سے بھر دی۔ پھر جب مین نے تکے کے یہ حالات بیان کیے تو اُنھون نے اپنی عنایت کے معاوضے مین خواہش کی کہ یہ سب واقعات آپ سے بل کے بیان کر دون۔ اِس سے زیادہ اُن کی نسبت مین کچھ نہین جانتا۔ اور اب اُمید ہے کہ آپ مجھے جانے کی اجازت دینگے''۔

مجبوراً استفانوس نے اجازت دی۔ خانقاہ کے پھاٹک تک خود جاکر رخصت کیا۔ اور واپس آکے یہ واقعات اپنے مرشد سے بیان کیے۔

چند شبہے اور اُن کا جواب

اب اِس پیام کو پہونچے ایک سال گزر گیا تھا۔ اور بحیرا اور استفانوس کو بکہ کے

پیغمبر کے حالات کا بیحد انتظار تھا۔ اُنھیں اُن نئے پیغمبر کے ساتھ کچھ ایسی دلچسپی ہو گئی تھی کہ قطع نظر مذہبی جوش اور مسئلہ نجات و کمال روحانی کے حل ہونے کی فکر کے اِس کا بے انتہا خیال رہتا کہ وطنی دشمنون اور متعصب یہودیون نے اس ہادی کے ساتھ کیا کیا۔ اور خدا نخواستہ اُسے کوئی نقصان تو نہین پہونچایا۔ قریش کی دشمنی کے علاوہ یہ بھی فکر تھی کہ شیرویہ کی عداوت کا کیا انجام ہوا۔ اور جس یہودی نے اُس سے نکاح کرنے کے شوق مین ان نیک نفس مصلح عالم کی جان لینے کا بیڑا اُٹھایا ہو اُس نے کیا کیا۔

استفانوس نے لوگون مین پھر پھر کے اور عربی سوداگرون سے پوچھ پوچھ کے جو کچھ واقفیت بہم پہونچائی اسی قدر تھی کہ وہ ہادی اُسی وضع۔ اُسی حال اُسی شان اور اُسی توحید پر قائم ہین۔ اور اہل مکہ و قریش پھر مشتعل و برافروختہ اور پہلے سے زیادہ ایذا رسانی پر آمادہ ہین۔ ابھی تک اُن کے محترم چچا اور اُن کی پاک نفس بی بی کا تھوڑا بہت اثر تھا جو دشمنون کا سد راہ ہوتا۔ مگر اب وہ بالکل بیکس و بے دست و پا ہین۔ اور دشمن جان کے خواہان ہین۔

چنانچہ ایک دن وہ ہموطنون کی بے رحمیون سے عاجز آ کے اپنے ایک خادم عزیز زید کو ساتھ لے کے باہر کی بستیون مین نکل گئے کہ وہان کے لوگون کو خدا کا راستہ بتائین اور توحید کی تعلیم دین۔ راستے مین بہت سی آبادیون مین صدائے حق بلند کرتے ہوئے پچاس میل کی مسافت تین دن مین بے آب و دانہ طے کر کے طائف نام ایک شہر مین پہونچے اور لوگون کو خدا کا کلام سنایا۔ اہل مکہ کے تعلقات اور دشمنون کی سازش نے یہان والون کو مخالف بنا دیا تھا۔ صورت دیکھتے ہی بہت بگڑے۔ حق کی آواز سے کان بہرے کر لیے۔ اور چارون طرف سے اُن پر ڈھیلے اور پتھر برسانے لگے۔ نہایت ہی سختی کے ساتھ پتھر کی بوچھار ہو رہی تھی اور خدا کا پیغام سُنانے کا صلہ سنگساری مل رہا تھا۔ مگر اُنکے پائے استقلال کو کسی طرح لغزش نہ ہوتی۔ اتنے مین ایک پتھر پنڈلی مین آ کے لگا۔ اور پاؤن لہولہان ہو گیا۔ اِس پر بھی وہ اپنا فرض تبلیغ ادا کر رہے تھے۔ گویا ہدایت خلق کی لذت کے آگے کسی درد دکھ کی تکلیف محسوس نہ ہوتی تھی۔ لیکن تھوڑی دیر مین پاؤن کے زخم سے سیرون خون بہ گیا اور ناتوانی

اس درجہ تک بڑھی کو قریب تھا کہ گر پڑیں تب وہ اپنے خادم کے ہمراہ ایک نخلستان مین جاکے بیٹھ گئے کہ ذرا دم لے لین -

اب تشنگی کا زور تھا - اور لب خشک تھے - سامنے ایک کنوان نظر آیا - اُٹھ کے گرتے پڑتے اُسکے پاس گئے کہ اُس سے پانی کھینچ کے پیاس بجھائین - ناگہان ایک یہوی سر پر آموجود ہوا - اور کہا "یہ کنوان میرا ہی - تم پانی لینے والے کون ؟" اُنھون نے بجائے اسکے کہ اپنا نام بتائین اُسے اپنا شعار بتایا اور کہا "لا الہ الا اللہ" یہ کلمہ سنتے ہی یہودی پہچان گیا - مارے غصے کے آگ بگولا ہو گیا - اور بولا "تمکو اپنے کنوین سے پانی نہ لینے دون گا" اگرچہ سخت مایوسی اور نہایت ہی تکلیف کا عالم تھا مگر صبر کیا اور پھر نخلستان مین واپس آکے کھجورون کے سایے مین بیٹھ گئے - اسوقت اگرچہ بڑی مصیبت مین مبتلا تھے - اور نہایت ہی نازک گھڑی تھی - مگر یہان اکیلے بیٹھے تو خدائے تعالی کی طرف جان و دل سے متوجہ ہو کے دعا کی کہ "خدایا میری قوم کو ہدایت کر! یہ جانتے نہین ہین کہ حق کیا ہے" مطلب یہ تھا کہ یا الہ العالمین اگرچہ انھون نے میرے ساتھ بڑی سنگدلی و بیرحمی کی اور مجھے سخت ترین ایذا پہونچائی ہی مگر اسکی سزا مین تو ان پر عذاب نہ کر - بلکہ انھین چشم بینا عطا کر تاکہ مجھے پہچانین اور میری بات سنین -

جس عرب تاجر نے یہ واقعات بیان کیے تھے اُس سی ستفانوس نے پوچھا "تمکو یہ مفصل حالات کیونکر معلوم ہوئے ؟" اُس نے کہا "خود اُنکے دشمن ان سب باتون کو تسلیم کرتے ہین - فرق اتنا ہی کہ مین نے آپ سے ایک غیر شخص بن کے عبرت کے لہجے مین بیان کیے - اور اہل مکہ اُن کو خوش ہو ہو کے اور بڑھا بڑھا کے مسخرہ پن کے الفاظ مین ظاہر کرتے ہین - بلکہ اُن کے مبالغون ہی کی وجہ سے شک مین پڑ کے مین اُس نوجوان زید سے جاکے ملا جو ان نئے پیغمبر کے ہمراہ طائف مین گیا تھا - اور اُسکی زبان سے یہ واقعات سُنے اور جس طرح اُسنے مجھ سے بیان کیے تھے اُسی طرح مین نے آپ سے بیان کر دیے -

ستفانوس کا معمول تھا کہ ان عربی رسول کا جو نیا واقعہ سنتا اُسی دن جاکے بحیرا سے بیان کر دیتا - چنانچہ یہ واقعات بھی بیان کیے اور ان کو سُن کے بحیرا مین ایسا عظیم الشان جوش پیدا ہوا جیسا کہ کبھی نہین دیکھا گیا تھا - وہ لیٹے سے اُٹھ بیٹھا - اور اس طرح گویا اُسکی زبان سے کوئی اور قوت کہلا رہی ہو زور و شور سے چلایا "یہ ہو سچا ناموس الٰہی!

یہ ہی پیغمبر برحق ! نہ درد دُکھ کا خیال ہے۔ نہ بھوک پیاس کی فکر ہی۔ نہ جان کا خوف ہی نہ دشمنوں کا ڈر ہے۔ تکلیف مین۔ مصیبت مین۔ ایذا پہونچنے مین۔ یاس و نا اُمیدی مین۔ بس یہی آواز نکلتی ہے کہ خدا ایک ہی۔ اور اِس سچائی اور حق نمائی کی مزاحمت مین جو لوگ آزار پہونچاتے۔ مارتے پیٹتے اور جان لینے کے درپے ہین اُنکے حق مین بجائے بددعا یا انتقام کی آرزو کے یہ دعا کی جاتی ہی کہ خداوندا ان کی ہدایت کر۔ اور میرے ساتھ اگر یہ لوگ سخت اور ظالمانہ سلوک کرتے ہین تو یہ ان کی ناواقفیت و نادانی ہے"

استفانوس "مگر ایک بات میری سمجھ مین نہین آتی۔ جب اِن رسول پر بڑے بڑے اہل مکہ ایمان لا چکے ہین تو پھر بغیر اُن کو ساتھ لیے وہ اکیلے دشمنون مین کیون چلے جاتے ہین مناسب تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب کسی مخالف گروہ مین پند و نصیحت کے لیے جائین تو اپنے جان نثار دوستون اور عقیدت کیشون کو ہمراہ لیتے جائین"

بحیرا "آہ! تم کو نہین معلوم کہ اظہار حق کی اذیت مین کتنی بڑی روحانی لذت ہی تمھارے نزدیک بیشک یہ مناسب ہی مگر ایک سچے پیغمبر کے نزدیک ہرگز مناسب نہین۔ اگر اُن لوگون کو یہ رسول اپنے ہمراہ لے جائے تو ہر جگہ تبلیغ کا انجام قتل و خونریزی ہو۔ طائف مین اگر حمزہ اور عمر کے ایسے جنگجو رفیق ہمراہ ہوتے تو پیغمبر جن لوگون کو پیام پہونچاتا اُن مین سے دو چار سرکشی کی وجہ سے ضرور مارے جاتے یا زخمی ہوتے۔ اور یہ اُس شخص کو کیونکر گوارا ہو سکتا۔ جو صرف یہ چاہتا ہی کہ ان کی ہدایت ہو۔ اور یہ ہرگز نہین چاہتا کہ اُنھین کسی قسم کی ایذا پہونچے جہانتک مجھے اِس ناموس الٰہی کے حالات معلوم ہوئے ہین اُن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اب اُس مین اتنی قوت ہی کہ اگر اپنے تمام رفیقون اور موحدون کو وعظ و نصیحت کے وقت ساتھ لے لیا کرے تو کسی کی مجال نہ ہو کہ اُسکے ساتھ برا سلوک کرے۔ مگر وہ اِس دنیوی قوت و وجاہت سے فائدہ نہین اُٹھاتا۔ اور لوگون کی ہدایت تبلیغ حق۔ اور پند و نصیحت کے لیے جب گھر سے نکلتا ہی اکیلا ہی نکلتا ہی"

استفانوس "بے شک اسکی یہی وجہ ہی۔ اور میرے دل سے یہ شبہ دور ہو گیا مگر ابھی ایک اور شبہ باقی ہی۔ اُسے بھی حضرت مٹا دین تو پھر مجھے اِس شخص کے سچے ناموس الٰہی ہونے مین شک باقی نہ رہی"

بحیرا "وہ کون سا شبہ ہی"

استفانوس " اُس شخص نے جس کی نبوت و توحید الٰہی کا دعی ہو ایک دولتمند بیوہ سے شادی کر لی جو کھلی دنیا پرستی ہے۔ اب اُن کی وفات کے بعد چاہیے تھا کہ باقی زندگی کو رہبانیت اور نفس کشی میں صرف کرتا۔ لیکن نہیں دو مہینے ہوئے مجھے ایک عرب سے معلوم ہوا کہ اُس نے پہلی بی بی کے مرنے کے دو ہی مہینے بعد ایک اور بیوہ عورت سے شادی کر لی۔ اور اسیقدر نہیں ایک نہایت ہی کمسن کنواری لڑکی سے بھی نکاح کیا ہے جو ابھی رخصت کرانے کے قابل بھی نہیں ہے"

بحیرا " تم کو اِس کا بھی پتہ لگا کہ یہ دونوں بیویاں کون ہیں؟ کیسی ہیں؟ اور کیوں اُن سے نکاح ہوا"

استفانوس " اُن میں سے پہلی کی نسبت تو میں سُنتا ہوں کہ سودہ نام ایک سانولی ستم رسیدہ بیوی ہیں۔ جو بالکل تنگدست اور شکستہ حال تھیں اُنکے شوہر فقط اسوجہ سے کہ مسلمان ہو گئے تھے بڑی بے رحمی کے ساتھ دشمنوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اُن کے بچے پر قریش طرح طرح کے ظلم کرتے تھے اور اُن کا کوئی والی وارث نہ تھا۔ مگر دوسری ایک خوبصورت نابالغ لڑکی کیساتھ عقد کرنا تو مجھے بھی کھٹکتا ہے۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ اُس لڑکی کے والد نے اپنے خلوص اور اپنی دوستی کا ثبوت دینے کے لیے خود ہی اصرار کر کے شادی پر مجبور کیا"

بحیرا " شادی و نکاح کے متعلق ہمارے یہاں خصوصاً راہبوں اور استفوں میں جو رائیں قائم ہو گئی ہیں وہ بالکل نئی اور مسیح کے بعد کی ایجاد کی ہوئی ہیں۔ ہمارے آقا مسیح نے اگرچہ شادی نہیں کی مگر کسی کو شادی کرنے سے بھی نہیں منع کیا۔ اور نہ یہ کہا کہ شادی کوئی بری چیز یا اتقا و زہد کے خلاف ہے۔ یہ اور بات ہے کہ خود اُن کو شادی کرنیکا موقع نہیں ملا پرانے تمام رسول جو خدا کا پیام پہونچانے کو دنیا میں آئے سب نے شادیاں کیں۔ آدمؑ اپنی بیوی حواؑ کو جنت ہی سے دنیا میں لائے۔ نوحؑ کی بیوی تھیں۔ ابراہیمؑ کی بیوی تھیں اسماعیلؑ و اسحٰقؑ کی بیویاں تھیں۔ یعقوبؑ و یوسفؑ کی بیویاں تھیں۔ موسیٰؑ و ہارونؑ کی بیویاں تھیں۔ داؤدؑ و سلیمانؑ کی بیویاں تھیں اور اُن کے بعد بھی شاذ و نادر ہی کوئی نبی گزرا ہے جو بیوی والا نہ ہو۔ اور جب اِن سب کی بیویاں موجود تھیں تو سمجھنا چاہیے کہ یہ انبیا کی سنت قدیم ہے۔ اور اِن پیغمبر کو تو جو خاندانی دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں لوگوں سے تعلقات بڑھانے اور بذریعہ قرابت ہمدرد دوست پیدا کرنے کی غرض سے

متعدد شادیان کرنے کی ضرورت ہو۔ میرے خیال مین تو کوئی اعتراض نہین ہو سکتا۔ ہمارے یہان راہبون نے بیشک تعلق نکاح کو مذموم بتایا ہو مگر مین نے اس رائے کو کبھی نہین پسند کیا۔ لیکن اس مسئلہ کا اصلی راز اُسوقت کھلے گا جب آہ بہ اُس رسول سے مل کے اُسکی تعلیم سے بہرہ یاب ہوگا۔ اور ہمین بتائے گا کر توحید و رسالت کے ساتھ اسکی اخلاقی تعلیم کیا ہی۔ ہم ابھی اندھی کوٹھری مین ہین اور کچھ نہین کہہ سکتے کہ حق کیا ہے"۔

استفانوس "لیکن مجھے تو یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ ایک عابد و زاہد شخص جو خدا سے لَو لگائے بیٹھا ہو شادی کر کے دنیوی لذتون مین پڑ جائے"۔

بحیرا "تم خود کہہ چکے ہو کہ جس بیوی کے ساتھ اُس پیغمبر نے شادی کی وہ انتہا درجے کی مظلوم ستم زدہ دکھیا اور بے والی و وارث تھی۔ ایسی کی خبر گیری نہ کرنا گناہ ہے؟"

استفانوس "مگر مین پوچھتا ہون کہ کیا بغیر نکاح کیے خبر گیری ممکن نہ تھی؟"

بحیرا "خراب جانے دو۔ تمھارے اِس شبہ کو مین نہین رفع کر سکتا۔ آہ بہ کو اُس پیغمبر کے پاس پہونچنے دو۔ وہ آسانی سے رفع کر دیگا"۔

اس کے بعد بحیرا اپنی ریاضت مین مصروف ہو گیا۔ اور استفانوس اُٹھ کے اپنے حجرے مین آیا۔ اتنے مین شام ہو گئی۔ گرجے کا گھنٹہ بجا۔ اور استفانوس حجرے سے اتر کے نماز پڑھانے کے لیے گرجے مین گیا۔

چاندنی رات تھی اور عالم بہار پر تھا۔ نماز کے بعد استفانوس چاندنی کی بہار دیکھتا ہوا اپنی خانقاہ کے باغ کے پھاٹک پر گیا۔ اور ریگزار عرب کے چٹیل میدان پر چارون طرف نظر دوڑانے لگا کہ کوئی اُدھر سے آتا تو نہین ہے۔ اتنے مین جرس کاروان کی آواز کان مین آئی۔ بالو کے سفید تودون کے درمیان مین سے ایک قافلہ آتا دکھائی دیا۔ اور وہ ٹھہر گیا کہ قافلے کے گزرنے کا تماشا دیکھے۔

یہ عربون کا قافلہ تھا جو یمن سے چلا تھا۔ اور راستے مین مختلف قبائل کے سیاحون اور تاجرون کو لیتا ہوا ارض شام کو جا رہا تھا۔ تقریباً دو ہزار اونٹ تھے۔ سب اونٹون کی گردنون مین گھنٹیان پڑی تھین۔ اور اُن کے نغمے پر حدی خوان نغمہ سرائی کر رہے تھے۔ اِس نغمے نے سارے قافلے کو اس قدر از خود رفتہ کر دیا تھا کہ اونٹ اور ساربان دونون مست تھے۔ جھومتے ہوے جا رہے تھے۔ اور قدم

گھنٹیون کی سُریلی تانون کی آوازون کو پڑتے ایک گھنٹہ گذر گیا اور قافلے کے اونٹون کا سلسلہ نہین ختم ہوا۔ استفانوس نے اِس دلکش تماشے کو بڑے لطف سے دیکھا اور دل مین کہا "اِس قوم کی یہی ادا خدا کو پسند آئی ہے کہ ہدایت و اصلاح کا سلسلہ اِس سے شروع کیا۔ ورنہ رومیون کی تہذیب۔ یونانیون کے علم و فضل۔ یہود کی قدامت و خداشناسی۔ اور مسیحیون کی نفس کشی و عبادت کے مقابل اِن وحشی لوٹیرون اور اِن جاہل بت پرستون کی اتنی وقعت نہین ہو سکتی کہ روحانی تعلیم اور تبلیغ دین کا کام اِن لوگون سے لیا جائے۔ اِن مین بہت ایسے ہون گے جو اُس ہاشمی رسول کے حالات سے خوب واقف ہونگے۔ اُسکے دوست بھی ہون گے اور دشمن بھی ہون گے۔ مگر افسوس مجھے پتہ نہین لگ سکتا کہ اِن مین سے کون کہان کا ہی اور کس خیال کا ہے۔ مگر یقین ہے کہ یہ لوگ بصری مین منزل کرین گے۔ اور چند روز وہان ضرور قیام کرین گے۔ مین کل ہی جا کے اِن لوگون سے ملون گا۔ اور بہت سی نئی باتین معلوم ہو جائین گی"۔

یکایک ایک ساربان نے گاتے گاتے رُک کے اُس سے کہا "حضرت بحیرا راہب کی خانقاہ یہی ہی۔ یا آگے بڑھ کے ہی؟"

استفانوس "وہ خانقاہ یہی ہے"۔

ساربان "اور اُن کے مُرید اور نائب استفانوس بھی یہین رہتے ہین؟"

استفانوس "استفانوس میرا نام ہی اور مین یہین رہتا ہون"۔

ساربان (خوش ہوکے) "تو آپ ہی حضرت بحیرا کے نائب اور یہان کے کنیسے کے امام ہین؟"

استفانوس "ہان مین ہی ہون"۔ یہ سنتے ہی ساربان نے آکے اُس کا ہاتھ چوم لیا اور کہا "مجھے آپ سے ملنے کے لیے بُصری مین منزل کرنے کے بعد واپس آنا پڑتا۔ خوب ملاقات ہو گئی"۔

استفانوس "کیا تم بھی مسیحی ہو؟"

ساربان "مین مسیحی تو نہین ہون۔ مگر آپکے ایسے پاک دل راہبون اور دیندار معتقدون کا ادب ضرور کرتا ہون۔ لیکن آپ سے ملنے کی یہ ضرورت ہی کہ مین جب شہر

یثرب سے روانہ ہوکے وادی القریٰ مین پہونچا تو رات کے اندھیرے مین ایک شخص منھ لپیٹے ہوئے آیا۔ اور التجا کی کہ اُسکی ایک چھوٹی سی پوٹلی لے کے یہان آپ کو پہونچا دون۔ مین نے ذرا تامل کیا تو اُس نے ایک فارسی ریال میرے ہاتھ مین دیا اور کہا "اِسے اس کی اُجرت سمجھیے۔ مگر پوٹلی کو مہربانی کرکے ضرور پہونچا دیجیے" ریال کی لالچ مین مین نے پوٹلی لے تو لی۔ مگر راستے بھر پچھتاتا آیا۔ اِس لیے کہ اگر قافلہ تبرکی مین نہ ٹھہرا تو مجھے فقط اِس پوٹلی کی وجہ سے قافلہ کو چھوڑ دینا پڑے گا۔ اب یہان قریب پہونچکے معلوم ہوا کہ قافلہ یہان نہین ٹھہرے گا۔ بلکہ دمشق سے پہلے کہین قیام نہ کریگا۔ اور خود مجھے یہان قیام کرنے کی ضرورت نہ تھی۔" یہ کہتے ہی وہ دوڑ کے اپنے اونٹ کے پاس گیا جو آگے بڑھ گیا تھا۔ اُسکے کجاوے مین سے ایک پوٹلی کھول کے واپس آیا۔ اور اُسکو سِتفانوس کے ہاتھ مین دے کے کہا "رخصت۔ اب مین زیادہ نہین ٹھہر سکتا" اور قبل اِسکے کہ سِتفانوس کچھ جواب دے بھاگا چلا گیا۔

سِتفانوس کو یقین آگیا کہ اِس پوٹلی مین ماہ بہ کے خط کے سوا اور کوئی چیز نہین ہوسکتی۔ اور قافلہ کا سلسلہ ختم نہین ہوا تھا کہ اُس پوٹلی کو لے کے اپنے حجرے مین آیا اور اُسے کھول کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ واقعی ماہ بہ کا خط ہی جو کھجور کے پتون پر لکھا ہوا ہی اور پتے ایک ڈورے مین ترتیب وار منسلک کر دیے گئے ہین۔ فوراً اُسے لے کے اپنے مرشد بحیرا کے پاس گیا۔ اور اُس نئے خط کے آنے کی اطلاع دے کے پڑھنا شروع کیا۔

ساتوان خط

مرشدی ومولائی۔ مجھے بہت دنون سے اُس سرچشمۂ ہدایت کا کچھ حال نہین معلوم ہوا تھا جس سے سیراب ہونے کی تمنا و آرزو مین ہر قسم کی تکلیفون کو مین راحت سمجھتا۔ اذیت مین مزہ پاتا۔ ذلت پر فخر کرتا۔ اور مصیبت کو خوشی کے ساتھ جھیلتا ہون۔ لیکن اِس ہفتہ مین میرے آقا شمعون کو جو یوشع کے نام سے بھی کبھی کبھی یاد کیے جاتے ہین یثرب سے اپنی بیٹی ہیرودیّہ کا خط ملا جس نے اُسے بہت پریشان اور

متردد کر دیا۔ مین اکثر ان باپ بیٹی کی خط و کتابت سے حتی الامکان واقف ہونیکی کوشش کرتا ہون۔ یہ امر میرے مذاق کے خلاف ہے کہ کسی کے معاملات مین دخل دون۔ مگر اِس مراسلت مین چونکہ اکثر باتین مکے کے نبی برحق کے متعلق ہوتی ہین اِسلیے اُسکے حالات کا پتہ لگانے کی مجھے فکر رہتی ہے۔ لیکن اب کی یہ خط آیا تو شمعون نے اُسے سب سے چھپایا۔ بی بی اور بھائی تک سے تذکرہ نہین کیا۔ جن سے کسی نہ کسی طرح مجھے بھی واقعات کا پتہ لگ جاتا تھا۔ لیکن اُسکے ساتھ مین اپنے آقا کے دل پر ایک بار سا پاتا تھا۔ اور جب دیکھتا وہ ملول و متفکر نظر آتے۔ آخر نہ رہا گیا۔ اور پرسون مین اُنسے پوچھ بیٹھا کہ "آپ کو تردد کس بات کا ہے؟"

اِس موقع پر اتنا اور مین عرض کرنا چاہتا ہون کہ یہان کے اور تمام یہود تو حسب معمول میری توہین کرنا۔ مجھے مارنا۔ میرے منھ پر تھوکنا ثواب و عبادت سمجھتے ہین۔ مگر میرے آقا شمعون کو مجھ سے محبت سی ہو گئی ہے۔ اور یہان میرے حال پر اگر کوئی مہربان ہے تو وہی ہین۔ اپنی قوم اور اپنے مذہب والون کے سامنے تو اُن کا بھی وہی سلوک ہوتا ہے جو اورون کا ہے۔ مگر تنہائی مین وہ مجھ سے ہمدردی کرتے۔ مجھپر بھروسا کرتے۔ اور محبت و شفقت کی باتین کیا کرتے ہین۔ اور اِسی وجہ سے مجھے اتنی جرأت ہو گئی کہ اُن سے ایسی بات دریافت کر بیٹھا۔ میرے سوال پر اُنھون نے کہا "آہ! مجھے اپنی بیٹی کے متعلق اندیشہ ہے کہ اپنے مذہبی جوش اور اپنی ضد سے وہ کسی آفت مین مبتلا ہو جائے۔ پرسون اُس نے لکھا ہے کہ مکے کے وہ پیغمبر اب یہان یثرب مین آنے والے ہین۔" یہ سنتے ہی مین بے اختیار چونک پڑا۔ اور پوچھ بیٹھا "یثرب مین آنے والے ہین؟"

شمعون۔ (میری حیرت پر متعجب ہو کے) "ہان آنے والے ہین۔ مگر تمھین اِس پر کیون حیرت ہوئی؟"

مین "کچھ نہین میرے دل مین یہ خیال گزرا کہ وہ یہان آئے تو شاید مین بھی کبھی اُن کو دیکھ سکون۔"

شمعون "پہلے سب واقعات تو سُن لو۔ پھر اُن کے آنے پر خوش ہو لینا۔ ہرودیہ لکھتی ہے کہ تین سال ہوئے یثرب کے چھ آدمی حج کے لیے مکہ مین گئے۔ اور اُس نے پیغمبر کی باتین

سن کے اُسکے جال مین پھنس گئے۔ اُسکے دوسرے برس وہ چھٹون شخص اپنے اور چھ دوستون کو ساتھ لے کے گئے۔ ڈھونڈھ کے اُس پیغمبر سے ملے اُسکی باتین سنین۔ معتقد ہوگئے۔ بیعت کرکے اُس کا کلمہ پڑھا۔ اور اُسکے ہاتھ مین ہاتھ دیکے یہ اقرار کیا کہ ہم خدا کو ایک جانین گے ہمیشہ سچ بولین گے۔ حرام کاری وزنا سے بچین گے۔ دختر کشی نہ کرین گے۔ جوا نہ کھیلین گے۔ اور حق کی باتون مین محمد کی پیروی کرینگے۔ اِن لوگون نے یثرب مین واپس آکے تمام ہموطنون کو اُس پیغمبر کی طرف متوجہ کرنا شروع کردیا۔ اور جن باتون کی پیروی کا اقرار کیا تھا اورون کو بتائین۔ اور اکثر نے قبول کیا کہ یہ سب باتین ماننے کے قابل ہین۔ غرض اِن لوگون نے اہل یثرب کی محفلون مین بیٹھ بیٹھ کے اُس شخص کی علانیہ تعریفین کرنا شروع کین اور اس قدر ثنا و صفت بیان کی کہ بہت سے لوگ ان کے ہم خیال ہوگئے۔ اور بعد والے برس مین حج کعبہ کے موقع پر یثرب کے پچھتر آدمی مکہ مین گئے۔ کسی تنہائی کے مقام مین اُس پیغمبر سے ملے اور سب کے سب اُسکے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے۔ اسی قدر نہین اُن لوگون نے اُس نبی سے کہا کہ اب آپ یثرب مین آکے ہدایت شروع کرین ہم ہر امر مین آپ کا ساتھ دین گے۔ اور جان نثاری سے باہر نہ ہون گے۔ اُس کے بعد وہ سب لوگ رخصت ہو کے واپس روانہ ہوئے۔

اتفاقاً مکہ والون کے کسی جاسوس کو یہ سب حالات معلوم ہوگئے۔ اُس نے فوراً جاکے اہل شہر کو خبر کردی۔ جو سخت برافروختہ ہوئے اور اہل یثرب کے پڑاو کی طرف چلے کہ جو لوگ اُس مدعی نبوت کے کہنے مین آگئے ہین اُن کو سمجھا بجھا کے مخالف بنا دین۔ مگر وہان پہونچ کے دیکھا تو حاجیان یثرب کا قافلہ کوچ کرچکا تھا۔ ناکام و نامراد واپس آئے۔ مگر جوش عداوت اسقدر زیادہ تھا کہ گھرون مین نہ بیٹھا گیا۔ اور آخر صنم پرستان مکہ کا ایک زبردست لشکر مرتب ہو کے چلا کہ یثربی قافلے کو یثرب نہ پہونچنے دے۔ یا تو انھین اُس پیغمبر کا دشمن بنا دے۔ اور یا اُس مین کے ہر شخص کو قتل کر ڈالے۔

یہ لوگ اِس تیزی سے کوچ کرتے ہوئے چلے کہ راستے ہی مین قافلہ یثرب کو پا لیا اور بلا تامل لڑائی چھیڑ دی۔ وہ تعداد مین بہت کم تھے۔ مجبوراً لڑنے لگے۔ مگر تھوڑے ہی دیر مین لڑ بھڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور اپنی بستی کی راہ لی۔ سنا ہے اُن کے ایک معزز سردار کو اہل مکہ پکڑ لے گئے تھے مگر گھر مین پہونچے تو بعض ذی فہم

بزرگان قوم نے کہا اِس شخص کو چھوڑ دو ورنہ اہل مدینہ تمہارے دشمن ہو گئے تو ہمارے تاجرانہ قافلون کے لیے شام کا راستہ مخدوش ہو جائیگا۔ اِس اندیشے سے خائف ہو کے اُس معزز یثربی عرب کو تو اہل مکہ نے چھوڑ دیا۔ مگر اُس وقت سے وہ پیغمبر اور اُسکے معتقدون کے اور زیادہ دشمن ہو گئے۔ مسلمانون کو خوب جی کھول کے ستانا شروع کر دیا۔ اور سب نے دل مین ٹھان لی کہ اُن کے وطنی مدعی نبوت کو اہل یثرب مین جو کامیابی حاصل ہو گئی ہے اُس کا انتقام یون لین کہ خاص مکہ کے مسلمانون کو پریشان کرتے کرتے زندگی سے عاجز کر دین۔

درمیان مین چند روز سے اُن لوگون کا جوش مخالفت دھیما پڑ گیا تھا۔ لیکن اب پھر یکایک وہ جوش تازہ ہو گیا۔ اور اُن پیغمبر صاحب کو نظر آ گیا کہ اب میری اور میرے پیروون کی جان خطرے مین ہے۔ پہلے اُن کے چچا حامی و مددگار رہے تھے اب وہ بھی نہ رہے۔ دولت مندبی بی کے خاندان والون کا تھوڑا بہت دباؤ تھا۔ اب دنیا مین کوئی ہمدرد و معاون نہ رہا۔ اُن پر ایمان لانے والے غربا خصوصاً اُن مین سے وہ جو اُن کے عزیز اور دوست تھے وہ البتہ لڑنے اور جان دینے کو تیار ہو گئے مگر سارے شہر والون کے مقابلہ مین اُن بیچارون کی کیا ہستی ہو سکتی ہے۔ حمزہؓ اور عمرؓ سارے شہر کی مخالفت کی بھی پروا نہین کرتے۔ لیکن یہ اندیشہ روز بروز زیادہ ترقی کرتا جاتا ہے کہ ایسا نہو حمایت دین کی کوشش مین یہ قیمتی جانین بھی ضایع ہو جائین جو نے پیغمبر کی دس بارہ سال کی دعوت و تبلیغ کا سرمایہ ناز ہین۔

بہر حال جب اُس پیغمبر کو اہل مکہ سے کسی ہمدردی و صلاح کی اُمید نہ باقی رہی اور دہان رہنے مین اندیشہ ہی اندیشہ نظر آیا تو اُس نے اپنے اوپر ایمان لانے والے مسلمانون کو حکم دیدیا کہ مکہ چھوڑ کے یثرب چلے جائین۔ اِس لیے کہ اہل یثرب نے مہمان نوازی کا وعدہ کیا ہے اور اُمید ہے کہ اُن کی مدد سے اِس نئے دین کی اشاعت بڑی کامیابی کے ساتھ ہو سکے گی۔

اپنے ہادی سے اجازت پاتے ہی مسلمان بھاگ بھاگ کے یثرب کو جانے لگے مگر اہل مکہ کی عداوت اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ وہ لوگ مسلمانون کو اپنے شہر سے نکل کے کہین جانے بھی نہین دیتے۔ اور ڈرتے ہین کہ کسی اور جگہ بیٹھ کے یہ لوگ قوت نہ پکڑ لین۔

جیسا کہ اُن کے ارض حبش مین سپلے جانیکا نتیجہ ہوا تھا۔ بہر حال وہ باہر جانے مین بھی مسلمانون کے مزاحم ہوتے ہین اور مسلمان چھپ چھپ کے اور ایک ایک دو دو کر کے مکہ سے نکلتے اور بھاگ کے ارض مقدس یثرب مین چلے آتے ہین یہ نہین رفتہ رفتہ چند روز مین سب مسلمان یثرب مین چلے آئے۔ فقط وہی چند مخصوص لوگ رہ گئے ہین جو اپنے ہادی کو چھوڑ کے تنہا جانا گوارا نہ کر سکے۔ یا جنھین اُن پیغمبر خدا نے اپنی رفاقت کے لیے روک لیا ہی اُن کے سوا کوئی مسلمان مکہ مین باقی نہین رہا۔"

اپنی بیٹی کے خط کا یہ مضمون بتا کے میرے آقا نے کہا اُن واقعات سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ نیا پیغمبر مکہ جسکے تم مشتاق ہو عنقریب خود بھی یثرب مین آجائیگا۔ اور اگر ایسا ہوا تو میری بیٹی ہیرو ڈیہ کے لیے بڑا خطرہ ہے جو انتقام کی دُھن مین ابتک وہین پڑی ہی۔ اور سمجھتی ہے کہ اُسکا سنگتیر ایوب کسی نہ کسی تدبیر سے اُسے مار ڈالیگا۔ لیکن جو واقعات ہیرو ڈیہ کو اس پیغمبر کی دشمنی مین پیش آچکے ہین اُن سے میرے دل مین یہ خیال پیدا ہو گیا ہی کہ اُس پیغمبر کا وہ کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ اور خود نقصان اُٹھائے گی۔"

اپنے آقا کی یہ گفتگو سُن کے مین نے کہا "آپ اِس معاملہ مین اگر میری رائے پوچھتے ہین تو مین بالکل آپکے ہم خیال ہون۔ میرے اعتقاد مین یہ پیغمبر جھوٹا نہین بالکل سچا ہی۔ اور سچائی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہی کہ وہ ہر برائی کو برائی اور خوبی کو خوبی کہتا ہی۔ کبھی کسی کو کسی ایسی بات کا اُس نے حکم نہین دیا جو بری یا بد اخلاقی یا خلاف دانائی کہی جا سکے۔ لیکن یہود مین سے کوئی شخص آپکے خیالات سے اتفاق نہ کریگا۔

شمعون "بیشک میرے تمام ہم مذہب یہی چاہتے ہین کہ ہیرو ڈیہ اسی دھن مین لگی رہی اور جبتک اس پیغمبر کو قتل نہ کرا لے دم نہ لے۔ بلکہ جب سے یہ معلوم ہوا ہی کہ یہ پیغمبر یثرب مین آنے والا ہی سارے اسرائیلیون مین عجیب جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اور چاہتے ہین کہ وہ جلد یہان آجائے۔" مین نے پوچھا "کیون؟" میرے آقا نے کہا "اِسلیے کہ یثرب اور اُسکے گرد و نواح مین تھوڑے سے بت پرست ہین باقی تمام اسرائیلی ہین۔ یہودیونکی قوت یہان بہت زیادہ ہی اُنھین کی حکومت ہی۔ اور اُنھین کا اثر۔ آس پاس کے تمام باغ اور قلعے خاص یہود کے قبضے مین ہین۔ اِن مین جو یکا یک یہ خیال پیدا ہوا کہ یہان کے کمزور بت پرست ایک نئے دین کے بانی کو اپنا مقتدا اور پیغمبر مان کے یہان بلاتے ہین اور چاہتے ہین کہ ساری حکومت اور قوت اُسی کے ہاتھ مین دیدین تو اِس خیال سے

وادی القریٰ سے لیکر تیما خیبر تک کے تمام اسرائیلی اُس شخص کے دشمن اور خون کے پیاسے ہو رہے ہین اور چاہتے ہین کہ یہان پہونچتے ہی اُس مدعی نبوت کی زندگی کا خاتمہ کردین - اُنھون نے ہروڈیہ اور اُسکے منگیتر ایوب کو اور شہ دینا شروع کردی ہی تاکہ اسی بہانے سے اُس نئے رقیب حکومت کی زندگی کا چراغ گل کرین - بہ ظاہر اسباب یہود مین اتنی قوت ہی کہ اُنھین اور اُنکے ساتھ ہروڈیہ کو اپنے مقصد مین ضرور کامیابی حاصل ہو جائے۔ لیکن مین نے جب سے وہ واقعات سنے ہین جو ہروڈیہ کو مکہ مین پیش آئے تھے کسی طرح یقین نہین آتا کہ دنیا کی کوئی قوت بھی اُس شخص کو ضرر پہونچا سکے گی اِسلیے کہ اُسکی تائید غیب سے ہوتی ہے - اور کوئی روحانی قوت اُس کا ساتھ دے رہی ہے"

مین نے اپنے آقا سے کہا کہ آپکا اندیشہ بالکل بجا ہی اور گو کہ ابھی مین کوئی قطعی رائے نہین قائم کرسکتا لیکن بہ ظن غالب یہی کہہ سکتا ہون کہ اُس پیغمبر کے راستے مین جو شخص آکے مزاحم ہوگا ذلیل و نامراد رہیگا - اور زیادہ ضد کرے گا تو خود نقصان اُٹھائے گا"

شمعون "مین نے یہ واقعات تم سے فقط مشورہ لینے کے لیے نہین بیان کیے - بلکہ تم سے ایک کام لینا چاہتا ہون - بشرطیکہ تم وفاداری کے ساتھ اُسکے انجام دینے کا وعدہ کرو"

مین "آپ مجھے ہر امر مین وفادار پائین گے"

شمعون "تمھارے ذہن مین ہوگا کہ مین نے تم کو زبردستی اپنا غلام بنالیا - اور مین نے اور میرے تمام عزیزون اور دوستون نے تم پر طرح طرح کے ظلم کیے جو تم کو بھول نہین سکتے ایسا نہ ہو کہ مین تمھین کسی کام کو بھیجون اور تم آزادی پاتے ہی بھاگ کھڑے ہو یا دشمنی کرو"

مین "مین پھر یہی کہتا ہون کہ آپ مجھے وفادار پائینگے اور اگر میرے اِس وعدے کو آپ باور کرتے ہون تو آزما دیکھین"

شمعون "تمھارے بڑھاپے تمھاری پختہ مغزی و تجربہ کاری اور نیز تمھارے اخلاق و عادات سے جنکا تجربہ ہو چکا ہی مجھے یقین ہی کہ تم مجھسے بدعہدی نہ کروگے - اِسلیے کہ تمھاری ہر بات کو مین نے ہمیشہ سچ پایا ہی - خیر تو اب مین یہ چاہتا ہون کہ تم یثرب مین جا کے ہروڈیہ سے ملو اور جس طرح بنے سمجھا بجھا کے اُسے یہان واپس لاؤ - اور اگر تمھاری کوشش سے وہ بغیر کسی شرط کے ایوب کے ساتھ شادی کرلے تو بہت ہی اچھا ہو"

مین "مجھے آپکا حکم بجالانے مین عذر نہین - مگر صاحبزادی نے جب آپکا کہنا نہ مانا تو میرا کہنا کیون ماننے لگین"

شمعون "مین نے بذات خود اُسے منع نہین کیا - بلکہ اپنے ہم مذہب لوگون اور عزیزون کے

خیال سے بہ ظاہر مین بھی وہی کہونگا جو اور سب کی رائے ہی۔ لیکن تم کو اتنی اجازت دیتا ہون کہ اُس سے تنہائی مین کہدینا کہ میری بھی یہی رائے ہی جو تمھاری ہی۔ اوّل تو مجھے یقین ہی کہ تمھارے سمجھانے سے وہ سمجھ جائے گی۔ اور اِسکے ساتھ جب تمھاری زبانی اُسے معلوم ہوگا کہ میری بھی یہی مرضی ہے تو فوراً واپس چلی آئے گی۔"

مین "اگر آپ کا یہ خیال ہے تو جس دن کہیے یثرب چلا جاؤن۔ لیکن آپ جانتے ہین کہ یہود مجھے کس نگاہ سے دیکھتے اور میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہین۔ اور یہ حضور ہی کی اِس عنایت کا نتیجہ ہی کہ مجھے عیسیٰ بن مریم قرار دیا گیا۔"

شمعون "بیشک یثرب کے یہود بھی تمھارے ساتھ وہی سلوک کرینگے جو یہان کے اسرائیلی کرتے رہے ہین۔ مگر مجھے اُمید ہی کہ ہمارے سلوک کی طرح اُن کے سلوک کو بھی تم برداشت کروگے۔ مگر ہروڈیہ کو تمھارے ساتھ ایسا اُنس ہو گیا ہی کہ ظاہر مین تمسخر سے تمھین جتنا چاہی ستائے مگر دل مین تم سے محبت کرتی ہی۔ اور تمھاری سچائی اور راست بازی کی معترف ہی۔ اِسلیے تم تین ہی چار روز کے اندر چلے جاؤ۔"

مین نے فوراً تعمیل حکم کا وعدہ کیا۔ اور اِسی بنا پر آج مین یثرب کے ارادے سے جا رہا ہون۔ اتفاق سے آج ہی شام کو جانے والا ایک قافلہ مل گیا۔ اور یہ عریضہ مین خادم والا مین روانہ کرسکا۔ ارض یثرب مین جا کے جو کچھ حالات معلوم ہون گے اگر موقع ملا تو اُنکو وہین سے لکھ بھیجونگا۔ لہٰذا اب اشتیاق قدمبوسی کا اظہار کر کے جناب سے رُخصت ہوتا ہون۔

تلاشی حقیقت ماہ بہ

ایک ضِدّی اور مُتعصب عرب

یہ خط سُنانے کے بعد استفانوس اور بحیرا دونون کچھ دیر تک خاموش رہے گویا دونون کسی خلاف توقع امر کے پیش آنے پر متحیر و متعجب تھے۔ آخر استفانوس نے حیرت کا قفل توڑا۔ اور اپنے عابد و مرتاض مرشد کی طرف دیکھ کے حیرت کے لہجے مین کہا "وہ وقت آگیا کہ اُس خاموش ولی زکریا کی پیشین گوئی پوری ہو۔"

بحیرا "آثار تو ایسے ہی ہین۔"

استفانوس ""جو چیز ہونے والی ہوتی ہے خدا اُسکا سامان خود ہی کر دیتا ہے ایک طرف تو یہ سُنا جاتا ہے کہ وہ پیغمبر عرب مکہ چھوڑ کے یثرب مین آنے والے ہین۔ دوسری طرف ہمارا دوست ماہ بہ جو ظالم و بیرحم یہود کا غلام ہے اور جسے کسی راہ گیر سے بھی بات کرنے کی اجازت نہین اُسکا وہی سنگدل آقا خود ہی اُسے یثرب مین بھیجتا ہے۔"

بحیرا۔ (ریاضت کی سُرخ اور اُبلی ہوئی آنکھون سے اپنے مرید پر ایک تیز نگاہ ڈال کے) "اور یہ دونون باتین کیون ہین؟ اس لیے کہ خدا کی مرضی مین ہے کہ ماہ بہ یثرب مین اس پیغمبر آخر الزمان سے ملے۔ جیسا کہ اُس سے پہلے ہی کہدیا گیا تھا؟"

استفانوس ""لیکن یہ بات البتہ خوفناک ہے کہ اِس پیغمبر کے ورود کا خیال آتے ہی یہود مین شورش پیدا ہو گئی۔ اور جس طرح مکہ مین وہان کے صنم پرست اِس داعی توحید کو ستاتے تھے یثرب مین وہان کے اسرائیلی اُسے پریشان کرین گے۔"

بحیرا۔ (کمال جوش سے) "اُن سے کہدو کہ جتنا ستایا جائے ستائین۔ مگر حق کی آواز سب کے شور و ہنگامے پر غالب آئے گی۔ خدا کی مرضی ہے کہ پیغمبر کے راستے مین ہر جگہ اور ہر وقت طرح طرح کے خطرے پیدا ہون۔ وہ سب کو ہٹا کے اُن پر غالب آئے اور ساری دنیا کو اپنی دعوت حق کا پیغام پہونچا دے۔"

استفانوس ""مگر ظاہر مین تو اندیشہ معلوم ہوتا ہے کہ مبادا ہروڈیہ اور اُسکے ہم مذہبون کے ہاتھ سے اِن موحد رسول کو کسی قسم کا آزار پہونچ جاوے۔"

بحیرا۔ (جوش اور طیش سے) "ہروڈیہ کے باپ شمعون کو تو اپنی بیٹی اور اُس کے دوستون کے لیے خطرہ نظر آتا ہے مگر تمھارے دل سے یہ دھڑکا نہین جاتا کہ کہین حق کو باطل سے شکست نہ ہو جائے۔ آہ! شمعون کا ایمان تمھارے ایمان سے زیادہ مضبوط ہے اسی سبب سے مین کہہ رہا ہون کہ تم ابھی اِس قابل نہین ہو کہ ایک سچے داعی حق کی رفاقت کر سکو۔"

استفانوس ""حضور کا ارشاد بجا و درست ہے۔ واقعی مین اِس حق کو نہ ادا کر سکتا اِن رسول صاحب کے رفقا نے جیسے مظالم برداشت کر کے حق رفاقت ادا کیا ہے اور کسی سے نہ ہو سکتا۔ افسوس اہل مکہ نے ایک ایسے زبردست اور سچے ہادی کی قدر نہ کی۔"

بحیرا:- "وہ بھی قدر کرینگے اور ساری دنیا قدر کرے گی"۔

استفانوس:- "اپنے ہاتھ سے کھوکے قدر کی تو کیا؟"

اِن باتون کے بعد استفانوس مرشد سے اجازت لیکے اپنے حجرے مین واپس آیا۔ لیکن اب اُسکے دل پر مکی شہزادہ پیغمبر کا اس قدر اثر پڑگیا تھا کہ ہر وقت دل مین اُنھین کا خیال رہتا۔

دوسرے دن ابھی پہر دن بھی نہ آیا ہوگا اور وظیفہ صباحی سے فارغ ہوا تھا کہ کان مین جلاجل کی آواز آئی۔ اور معلوم ہوا کہ خانقاہ کے قریب سے کوئی قافلہ گزر رہا ہے۔ فوراً اُٹھکے دوڑا اور پھاٹک پر پہونچکے دیکھا کہ عربون کا ایک قافلہ بُصری کی طرف جارہا ہے۔ گرد کاروان کے ساتھ ہولیا۔ اور اِس دُھن مین چلا کہ اِن دشت نوردان عرب مین کوئی مکہ کا تاجر ہو تو اُس سے مِل کے کچھ اور حالات دریافت کرے۔

بُصری کے اندر داخل ہوکے جب قافلہ ایک میدان مین ٹھہر گیا تو وہ ہر ہر ساربان کے پاس جاکے حالات دریافت کرنے لگا۔ پوچھتے پوچھتے ایک نوجوان شخص سے دوچار ہوا جو خاص قریشی اور مکہ کے کارہنے والا تھا۔ اور اپنا نام عتبہ بتاتا تھا۔ عتبہ نے ایک نصرانی راہب کو اپنے سامنے دیکھکے ادب سے سرجھکایا۔ اور نہایت اخلاق سے کہا "آیئے بیٹھیے"

مشرکین مکہ کی یہ حالت تھی کہ اگرچہ بت پرستی پر قائم تھے مگر اپنے مذہب کی کمزوری کو بھی دل مین محسوس کرتے تھے۔ علاوہ برین ان کے دلون مین ضعیف الاعتقادی نے طرح طرح کے اوہام پیدا کردیے تھے۔ اور اُن اوہام کا تقاضا یہ تھا کہ ہر مذہب کے مقتداؤن اور ہر قسم کے کاہنون کا نہایت ادب کرتے۔ کبھی اُن سے اپنی تمناؤن اور ہوسون کے مطابق دعائین کراتے۔ کبھی اُن کی غیب دانی کا یقین کرکے اپنی زندگی کے مشکلات حل کرتے۔ کبھی اُن سے اپنے مرضون کا علاج کراتے۔ اور کبھی اُن کے فیصلون سے اپنے باہمی جھگڑے طے کرتے۔ بہرحال جوش عقیدت اُنھین ہر بھلے بُرے اور ہر ادنی و اعلی کے سامنے زمین بوس کراتا۔

اِسی خیال سے عتبہ نے استفانوس کے آگے سرجھکادیا۔ اور پوچھا "آپ نے تو یقین ہے کہ قدیم آسمانی کتابون کا مطالعہ کیا ہوگا۔ اور ہستی کے راز اور اس عالم کے رموز و اسرار سے واقف ہونگے جو ہماری نظر سے مستور مگر ہم پر حاکم و متصرف ہین؟"

استفانوس:- "ہان مین نے قریب قریب تمام آسمانی کتابین اور انبیائے سلف کے صحیفے

پڑھے ہین اگر آپکا کوئی کام مجھسے نکل سکے تو مین خوشی سے اُسکو انجام دونگا۔

عتبہ " مین مکہ کا رہنے والا ہون اور ہماری قوم بت پرست اور دین ابراہیمی کی پیرو ہے۔ ہمارے معبد کعبے کا تمام بت پرستان عرب احترام کرتے ہین۔ اور ہمکو اِس پر ناز ہے کہ اِس پرانے معبد کے ہم ہی خادم و محافظ ہین۔ سیکڑون برس سے ہم اِسی کیش و آئین پر چلے آتے ہین مگر فی الحال ہماری قوم مین ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جس نے ہماری یکرنگی و یکجہتی مین فرق ڈال دیا۔ اور چاہتا ہے کہ ہم سب اپنے آبا و اجداد کے تمام رسوم اور بزرگان سلف کے طور و طریق کو چھوڑ کے بے دین ہو جائین۔ ہم نے ہزار سمجھایا۔ طرح طرح کا لالچ دیا۔ مخالفت و عداوت کی۔ غرض کوئی بات اُٹھا نہین رکھی مگر وہ اپنی ضد نہین چھوڑتا۔ بہت سے لوگ اُسکے طرفدار ہو گئے ہین۔ اور اُسکا زور روز بروز بڑھتا ہی جاتا ہے "

استفانوس " وہ کہتا کیا ہے؟"

عتبہ " مہمل و بیہودہ باتین کرتا ہے جن کو ہم کبھی کان لگا کے سنتے بھی نہین۔ مگر وہ مجنونون کی طرح پیچھے پڑ جاتا ہے۔ اور بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے انبیاے سلف کے مذہب پر وہی ہے۔ اور پرانی کتابون سے اپنے عقیدون اور اپنی نبوت کی دلیلین نکال نکال کے پیش کرتا ہے۔ ہم لوگ اُمی و جاہل ہین۔ لکھنا پڑھنا نہین جانتے۔ اور سوا اِسکے کہ دلیلون مین اِس سے قائل ہو جائین کوئی بات نہین بن پڑتی "

استفانوس " بے شک اگر وہ لکھا پڑھا ہے تو جاہل لوگ اُس سے بحث نہ کر سکتے ہونگے "

عتبہ " پڑھا لکھا تو وہ بھی نہین ہے۔ مگر خدا جانے اُسے کیونکر اگلی کتابون کے حالات معلوم ہو گئے کہ جو کچھ کہتا ہے اُن کتابون مین بھی نکل آتا ہے "

استفانوس " مین اُس شخص کے حالات پہلے بھی سُن چکا ہون لیکن آجتک پتہ نہین لگا کہ آپ لوگون مین اور اُس مین اختلاف کیا ہے۔ کیا وہ کسی بری بات کی تعلیم دیتا ہے؟"

عتبہ " ہمارے اُسکے اختلاف مین بُرے بھلے کا ذکر نہین۔ اور نہ ہم نے اُسے کوئی بُری بات کہتے سُنا۔ اصلی اختلاف یہ ہے کہ وہ ہمارے دیوتاؤن کو بُرا کہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ سوا ایک خداے رب الارباب کے اور کسی کو نہ مانو۔ نہ کسی کا سجدہ کرو۔ نہ کسی کے آگے سر جھکاؤ نہ کسی سے ڈرو۔ اور نہ کسی کا کہنا مانو۔ یہ باتین ہم کیونکر منظور کر سکتے ہین؟ ہمارے بزرگون اور آبا و اجداد

کے وقت سے جو باتین ہوتی آئی ہین اُن کو ہم کیسے بھلا سکتے ہین؟"

استفانوس "تو کیا تمھارا اعتقاد ہی کہ تمھارے دادا ابراہیمؑ بت پرست تھے؟"

عتبہ "بیشک۔ ہمین اسکا یقین ہی وہ بت پرست نہ ہوتے تو ہمین اپنے بزرگون اور باپ دادا‌ؤن سے یہ مذہب نہ ملتا۔"

استفانوس "تو تم کبھی اپنی قوم کے اِس نئے ہادی سے بحث نہ کرسکو گے۔ تمام کتب آسمانی گواہی دے رہی ہین کہ ابراہیمؑ موحد و خداپرست تھے اور بت پرستی کو برا سمجھتے تھے۔"

عتبہ "خیر حضرت ابراہیمؑ کا چاہے جو مذہب ہو لیکن ہمین اپنے بزرگون سے جو دین و مذہب ملا ہی اُسی کو ایک مبتدع شخص کے کہنے سے کیون چھوڑ دین؟"

استفانوس۔ (مسکرا کے) "اس کا جواب تو کھلا ہوا ہی اِسلیے اپنے اِس مذہب کو چھوڑ دو کہ وہ غلط ہی اور خدا کی تعلیم و ہدایت کے خلاف ہی۔ رہا یہ کہ ایک نئے مبتدع شخص کے کہنے سے کیون چھوڑ دین۔ اس کا جواب بھی ظاہر ہی کہ ہر ہادی و پیغمبر اور ہر مصلح نیا اور مبتدع ہی ہوا ہی۔ تمھاری یہ ضد کہ ہم اپنے مروجہ طریق کو نہ چھوڑینگے میری سمجھ مین نہین آتی۔"

عتبہ "آپ چونکہ مکہ مین نہین گئے ہین اور ہمارے جھگڑون سے دور ہین اسلیے آپ کو نظر نہین آسکتا کہ اِس شخص کی وجہ سے ہم مین کتنا بڑا جھگڑا پیدا ہو گیا ہی۔ اور آپ ہی پر موقوف نہین۔ دور کا جو شخص ہماری مصیبت کو سنتا ہی اُسی شخص کی طرفداری کرتا ہی۔ آپ چند روز ہم مین آکے رہین تو آپ کو نظر آئے کہ اِس شخص کی وجہ سے ہم کیسی آفت مین پھنس گئے ہین۔"

استفانوس "مین تو یہ سمجھتا ہون کہ اگر تم لوگ تعصب کا پردہ آنکھونکے سامنے سے ہٹا کے اور اپنے دلون سے ضد اور ہٹ کو دور کرکے اِس اصول پر عمل شروع کردو کہ جو حق بات بتائی جائے چاہے کسی کی زبان سے ہو وہ فوراً مان لی جائے۔ اور جو چیز باطل نظر آئے اُسکو فوراً چھوڑ دیا جائے تو کوئی جھگڑا نہ باقی رہے۔ اور ساری آفتین دور ہو جائین۔"

عتبہ "تو آپکی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ شخص جو کچھ کہتا ہے کتب آسمانی کے مطابق ہی۔"

استفانوس "مین علی العموم تو یہ نہین کہہ سکتا۔ مجھے کیا معلوم کہ وہ کیا کہتا ہی؟ لیکن ہان اُسکے اس قول کی مین البتہ تصدیق کرتا ہون کہ حضرت ابراہیمؑ بت پرست نہ تھے۔"

عتبہ "خیر آپ اُس کی چاہے تصدیق کرین یا طرفداری ہم اُس شخص کو تو سچا نہین مان سکتے اُس نے ہماری قومیت بگاڑ دی۔ ہمارے گھر برباد کر دیے ہمارے عزیزون مین یہانتک

کہان بیٹون اور بیبیون مین بھی تفرقہ ڈال دیا ہی۔ ہم نے اس شخص کے بچانے کی بہت کوشش کی۔ حد سے زیادہ طرح دی۔ مگر وہ اپنی حرکتون اور آزار رسانیون سے باز نہین آتا نتیجہ یہ ہونے والا ہی کہ ہم سب ایک دن نرغہ کرکے اُسے مار ڈالین گے۔ پھر ساری پیغمبری اور صلاح رکھی رہ جائے گی"

استفانوس " (سہم کے) ایسا غضب نہ کرنا۔ یہ خدا کے معاملات ہین۔ اور ایسے لوگون کے ساتھ عالم غیب مین ایک بہت بڑا انتظام رہا کرتا ہی۔ جو دنیا کے تمام منصوبون پر غالب آجاتا ہی۔ اگر تم نے ایسی جرأت کی تو مجھے اندیشہ ہی کہ تم کو کسی قسم کا سخت نقصان نہ پہونچ جائے۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰ۔ داؤد اور عیسیٰ علیہم السلام کی مخالفتون کا کیا انجام ہوا؟ قوم لوط۔ قوم عاد اور قوم ثمود کی عداوتون کے انجام کو یاد کرو اور خدا سے ڈرو"

علقمہ " ایسی ہی مثالین نہ دیجیے۔ یہ شخص ہم مین پیدا ہوا۔ ہم ہی مین پل کے بڑا ہوا۔ ہماری ہی صحبتون مین اُسنے ہوش سنبھالا۔ ایسے شخص کو ہم نہ نوح و ابراہیم کا ہم مرتبہ مان سکتے ہین نہ موسیٰ و عیسیٰ کا اور نہ کسی اور ہادی دین کا"

استفانوس " سب پیغمبر اور ہادی تمھارے اسی شخص کی طرح اپنی قوم اور اپنے لوگون مین پیدا ہوئے۔ اور اُنھین کے درمیان مین پل کے بڑے ہوئے تھے۔ کوئی آسمان سے اُتر کے نہین آیا تھا"

علقمہ " وہ سچا پیغمبر سہی مگر ہم اُسے نہ مانین گے۔ اِسکی اُمید نہ رکھیے کہ آپکے کہنے سننے اور سمجھانے سے ہم اسکے طرفدار ہو جائین گے۔ فی الحال ہمین اندیشہ ہو گیا ہی کہ اُس شخص کا فتنہ بڑھ نہ جائے کئی برس ہوئے اُسکے ساتھیون نے ملک حبش مین جا کے پناہ لی تھی۔ ہمارے لوگون نے وہان جا کے ان لوگون کو اس ملک سے نکلوانا چاہا تو جس طرح آپ سُنی سنائی باتون پر اُس کی طرفداری کر رہی ہین اُسی طرح وہان کے بادشاہ نجاشی نے بھی اُسکی رعایت کی طرفداری کی اور ہمین بالکل ناکامی ہوئی۔ اب سُنا ہی کہ یثرب نام ایک شہر کے بہت سے لوگ اُسکے مرید اور معتقد ہو گئے ہین۔ اور اُسکے مریدون نے بھاگ بھاگ کے وہان جانا شروع کیا ہی۔ اور کیا عجب کہ خود یہ شخص بھی ہمارے پنجے سے نکل کے وہان جانیکا ارادہ کرے لیکن ہم اُسے ہرگز اتنی مہلت نہ دین گے۔ وجہ یہ کہ آجتک ہم نے یثرب والون کو کبھی اپنے رتبے کا نہین پایا۔ ہم خاص حرم مکہ کے رہنے والے۔ اور سارے عرب کے لوگون سے زیادہ شریف اور افضل و اعلیٰ ہین۔ شخص اگر وہان پہونچگیا تو اہل یثرب اُسکے طرفدار ہو جائینگے۔ اور نتیجہ یہ ہوگا

کہ اول تو ہمین اہل یثرب سے لڑنا پڑیگا جن کو ہم اپنے برابر کا اور اپنا ہم رتبہ نہین تسلیم کرتے اور دوسرے یثرب والے ہمارا شام آنے کا راستہ روک دین گے اِسلیے کہ اِن سفرون مین ہمین اُنھین کے شہر اور اُنھین کی سرزمین سے ہو کے گزرنا پڑتا ہی"

ستفانوس "انھین دشواریون کا خیال کر کے مین تھین صلاح دیتا ہون کہ اِس پیغمبر کی مخالفت چھوڑ دو۔ اور اُسکے دوست بن جاؤ"

علتبہ "یہ تو قیامت تک نہوگا۔ ہم اول تو یہی کوشش کرین گے کہ یہ شخص مکہ چھوڑنے سے پہلے ہی مار ڈالا جائے۔ لیکن اگر زور نہ چلا اور یہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تو ہم یثرب مین اُس کا رہنا دشوار کر دین گے"

استفانوس "وہان اِس پر تمھارا کیا زور چل سکے گا"

عتبہ "وہان اصل مین یہود کا زور ہی جن کو اُمید پیدا ہو گئی ہی کہ یثرب اور اُسکے اطراف مین جو چند برانے بت پرست باقی رہ گئے ہین اُن کو بھی فنا کر کے اِس علاقے کے حکمران بن جائین۔ اِس شخص کا جانا خواہ مخواہ اُنھین ناگوار گزریگا۔ اِسی خیال سے ہم نے وہان کے یہود سے تعلقات پیدا کرنا شروع کر دیے ہین۔ اور ارادہ ہی کہ اُنھین اندر ہی اندر اُسکے قتل پر اُبھارین۔ بلکہ یہ تدبیر اُس شخص کے جان لینے کی زیادہ مناسب ہی۔ اِسلیے کہ اگر ہم لوگون کے ہاتھ سے اِسکا خون ہو گیا تو اُسکے قبیلے والے ہم سے انتقام لینا چاہین گے۔ اور یہود کو اختیار ہی کہ اپنی ذمہ داری پر جو چاہین کرین"

ستفانوس "تم کو اپنے کامون کا اختیار ہی۔ مگر تھین پہلے سے ہوشیار کیے دیتا ہون کہ یہ ساری کارروائی نہایت خطرناک ہی۔ تم سب زک اُٹھاؤ گے۔ اور آخر مین اُسی کو فتح اور کامیابی حاصل ہوگی۔ مجھے کتب آسمانی سے پوری پوری تصدیق ہوتی ہی کہ یہ شخص جو تم مین پیدا ہوا ہی سچا ناموس الٰہی اور خاص خدا کا بھیجا ہوا رسول ہی۔ اُسکی تعلیم تمام تعلیمون پر اور اُس کا دین تمام دینون پر غالب آجائے گا۔ اِسلیے کہ تمام انبیائے سلف اور خود حضرت مسیح ابن مریم اُسکے آنے کی خبر دے گئے ہین"

عتبہ۔ (طیش کے ساتھ) "اب آپ نے اُس شخص کی طرفداری کا جامہ پہن لیا ہی تو مین بھی صاف کہے دیتا ہون کہ اِس شخص کی نبوت اور اسکی مجنونانہ باتون کو چاہے ساری دنیا مان لے۔ اور تمام ملوک ارض اُسکے آگے سر جھکا دین مگر ہم نہ مانین گے اور ہم ہرگز نہ مانین گے۔ مین نے آپکا بہت خاص احترام

اِس خیال سے کیا تھا کہ آپ کو ایک تارک الدنیا نصرانی اور خدا شناس راہب تصور کرتا تھا۔ لیکن میری اُمید کے خلاف آپ اِس شخص کے طرفدار نکلے جس سے ہم کو سخت نفرت و عداوت ہی اِسلیے مین آپکا بھی دشمن ہون۔ اور آپکی جو کچھ قدر و منزلت میرے دلمین تھی سب جاتی رہی۔"

استقانوس۔ (مسکرا کے) مین نے یہ تمھارے ہی بھلے کو کہا تھا۔"

عتبہ۔ "جی ہان ہمارے ہی بھلے کو وہ شخص بھی کہا کرتا ہی پہلے پہل جب اُس نے اپنی لامذہبی کو ظاہر کیا ہی تو اُسکا یہ عنوان ہوا تھا کہ ہمارے شہر مین صفا نام ایک پہاڑ ہی اور معمول ہی کہ جس کسی کو عام اہل شہر سے کوئی ضروری اور اہم بات کہنا ہوتی ہی یا کسی امر کی اشاعت منظور ہوتی ہی تو سب لوگون کو وہین بلا کے جمع کرتا ہی اور اپنا منشا اُن کے سامنے ظاہر کر دیتا ہی۔ اِسی طرح اُس شخص نے ہم سب کو ایک بڑی اہم ضرورت کے دھوکے مین رکھ کے کوہ صفا پر بلایا۔ ہم چونکہ پہلے اُس پر بھروسہ رکھتے تھے اور اُسے اعلیٰ درجہ کا امانت دار خیال کرتے تھے چلے گئے۔ جب سب لوگ جمع ہو چکے تو اُس نے بلندی پر کھڑے ہو کے کہا "اے آل غالب (یہ ہمارے ایک قدیم مورث کا نام ہی) مجھے تم کیسا سمجھتے ہو؟ جھوٹا یا سچا؟" ہم سب نے کہا "سچا اور امین" اس نے کہا "اگر یہ کہون کہ اِس پہاڑ کے پیچھے دشمنون کا ایک لشکر عظیم پڑا ہوا ہی۔ جو عنقریب تم پر آ پڑیگا تو تم مان لوگے؟" سب نے جواب دیا "بیشک مان لین گے" ہم سے یون دھوکے دھوکے مین قبولوا کے اُس نے کہا "تو مرنے کے بعد جو وقت آنے والا ہی اُس سے ڈرو۔ اپنے کفر کو چھوڑ دو۔ بت پرستی سے باز آؤ" اور اِسی سلسلہ مین اپنی نئی نئی باتون اور اپنے بیدینی کے عقیدون کو ظاہر کرنے لگا جن کو سُنکے ہمین بڑا طیش آیا۔ اور بعض لوگون کو تو اسقدر غصہ آگیا تھا کہ اگر اُسکے عزیزون کے بگڑ جانیکا اندیشہ نہوتا تو یہ قصہ اُسی دن تمام ہو گیا تھا۔ یہ مین نے اِسلیے کہا کہ آپکی طرح وہ بھی یہی کہتا ہی کہ ہمارے ہی فائدے کے لیے وہ نیا دین سکھاتا ہی۔ جب ہم اُسکے فقرون مین نہ آئے تو بھلا آپکے فقرے مین کیا آئین گے؟"

استقانوس نے کچھ اور کہنا چاہا مگر عتبہ نے روک دیا اور کہا "بس آپ تشریف لیجائین ہم آپکی نصیحت ماننا کیسا اُسے سننا بھی نہین چاہتے" بحیرا کا صادق العقیدہ مرید اُس ضدی عرب کی برافروختگی دیکھ کے بغیر اُس سے رخصت ہوئے واپس چلا آیا۔ مگر دل مین تعجب کر رہا تھا کہ یہ جاہل بدوی کسقدر ضدی اور متعصب ہی۔ یہی سوچتا ہوا اپنی خانقاہ مین آیا۔ اور اپنے پیر سے مِلنے کی عادی ہرگز شتابیان کردی

بحیرا:۔ اسی شخص کی باتون سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ اِس عربی پیغمبر کو کیسے ناسمجھ اور بے عقل دشمنون سے سابقہ پڑا ہی۔ اور توحید کی اشاعت مین اُسے کیسی کیسی دشواریان پیش آرہی ہونگی ؛

استفانوس ؛ بے شک ایسا ایک شخص بھی بلائے بے درمان ہوتا ہی۔ اور جب مکہ مین ایسے ایسے بہت سے جاہل موجود ہین تو واقعی اُن مین حق کی آواز بلند کرانا کوئی آسان کام نہین ہی ؛

بحیرا:۔ اُس شخص کے حالات سُن کے ایک اور بات میرے خیال مین آتی ہی جس سے یہ راز کھل جاتا ہی کہ خدا نے کس مصلحت سے اپنے اِس آخری ناموس کو بجائے دوسرے ممالک اور دوسری قومون کے ارض عرب اور قوم عرب مین ظاہر کیا۔ اگلے تمام پیغمبرون کے حالات پڑھو۔ اور ان کے واقعات پر غور کرو۔ معلوم ہوگا کہ ہر پیغمبر اُسی سرزمین پر ظاہر ہوا جو سب سے بڑا کفرستان تھی۔ اور اسی قوم مین بھیجا گیا جو دنیا بھر کے لوگون سے زیادہ ضدی متعصب اور کج فہم تھی۔ نوح کو دیکھو اور اُن کی قوم کو دیکھو۔ ابراہیم کو دیکھو اور اُن کے وطن والون کی سنگدلی کو دیکھو۔ موسیٰ کو دیکھو اور فرعون اور قبطیون کی حالت کا اندازہ کرو۔ مسیح کو دیکھو اور ارض مقدس کے یہود کو دیکھو۔ یہ سب اپنے اپنے زمانے کے سخت ترین لوگ تھے۔ اُسی طرح خدا نے اِس پیغمبر کو اُس قوم مین مبعوث کیا جو آجکل کی تمام قومون سے زیادہ بے عقل اور ضدّی ہی۔ جو نہ کسی بات کو سمجھتی ہی نہ مانتی ہی۔ اور بالکل سلف کی اُن اُمتون کے مماثل ہی جن پر خدا کا سخت ترین عذاب نازل ہوا تھا ؛

اِستفانوس ؛ بے شک اہل مکہ ہمارے مسیحا کے عہد کے یہود بیت المقدس سے بہت مشابہ ہین ؛

بحیرا:۔ فقط اُنھین سے نہین قوم نوح۔ قوم لوط۔ قوم موسیٰ سے بھی۔ اور مجھے اندیشہ ہی کہ اُنھین قومون کی طرح اِس متعصب و بداخلاق قوم پر بھی خدا کا عذاب نہ نازل ہو جائے ؛

استفانوس ؛ اب دیکھین ماہ بہ کا خط کب آتا ہی ؛

بحیرا:۔ اب کی اُسکی تحریر سے شاید یہ معلوم ہو کہ ہمارا دوست کب اُس پیغمبر سے ملا۔ اور اُسکی زیارت کا اُس پر کیا اثر پڑا۔ اور غالباً ماہ بہ کی یہی آخری تحریر ہوگی۔ جو ہمین مطمئن کر دے گی۔ یہ شک کا باریک پردہ جو ہماری آنکھون پر پڑا ہوا ہی ہٹ جائیگا۔ اور صاف نمایان ہو جائیگا کہ یہ شخص سچا ناموس الٰہی ہی یا نبوت کے پردے مین دنیوی عروج حاصل کرنیکی کوشش کر رہا ہے ؛

استفانوس ؛ اگر یہ مدعی نبوت وطن سے نکال دیا گیا۔ اہل وطن نے اُسکی رسالت نہ مانی۔ اور غیر لوگون مین جا کے زندگی بسر کرنی پڑی تو ایسی حالت مین آپ اُسکی نسبت کیا خیال کرینگے ؛

بحیرا:۔ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہی؟ ایسی حالت مین اُس شخص کے دعوون کی سچائی کی مجھے

زیادہ تصدیق ہو جائیگی۔ بروطن مین ناکام ہوکے دوسرونکی اطاعت سے بامراد ہونا تو خاص انبیا کی پہچان ہی۔ پیغمبرون مین سے کون ایسا گزرا ہی جو گھر سے نکالا نہین گیا؟ ابراہیم وطن چھوڑ کے ارض فلسطین مین آئے اور کامیاب ہوئے۔ یوسف غلامونکی طرح بک کے گھر سے نکلے اور مقبولیت حاصل کی۔ موسیٰ مصر سے بھاگ کے مدائن مین رہی تو نبوت ملی۔ اور جب اپنے وطن مصر کو خیرباد کہدی تب قوم بنی اسرائیل کو کامیابی اور آزادی نصیب ہوئی۔ اسی طرح ہمارے ہادی و مولا مسیح نے جب اپنا وطن ناصرہ چھوڑ دیا تو خدا کی خلقت کے ہادی و نجات دہندہ بن سکے۔ پیغمبرون کو ہمیشہ جلاوطنی ہی باعث کامیابی ہوا کی ہے۔"

استفانوس اپنے خیال مین ان چیزون کو شان پیغمبری کے خلاف تصور کرتا تھا۔ بحیرا کے اس جواب نے اُسے خاموش و مطمئن کر دیا۔ جسکے بعد وہ اُٹھ کے اپنے حجرے مین گیا۔ اور کچھ کھاپی کے نیچے اُترا۔ اور خانقاہ کے باغ مین ٹہلنے لگا۔

ترکِ وطن

اسوقت ظاہر مین تو وہ گلگشت مین مصروف تھا مگر اصل مین اُسکے خیالات ارض حجاز اور خاک بطحا مین ٹھوکرین کھا رہے تھے۔ نبی آخر الزمان کی مظلومانہ صورت اور اہل مکہ کا جوش و خروش اُسکی نظر کے سامنے تھا۔ اور دل مین کہہ رہا تھا کہ خدا ان لوگون کی ہدایت کرتا۔ اور وہ اپنے ہادی کی قدر جانتے۔ آخر اُن خیالات کی بدولت خاک عرب نے اُسکے دل مین ایک کشش پیدا کی۔ ٹہلتے ہی ٹہلتے باغ کے حدود سے نکل کے جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ گویا ارض حجاز کو وہ دو ہی چار میل کی مسافت پر جانتا ہے۔ اور پیغمبر عرب کی زیارت کے شوق مین ناپیدا کنار صحرائے عرب مین قدم مارتا چلا جاتا ہی۔ دل مین کہتا ہی جس شخص کی نسبت ہمارے ولی کامل مرشد بحیرا کو پیغمبر برحق ہونیکا گمان ہی وہ یقیناً اپنے دعوے مین سچا ہی اور سب کام چھوڑ کے اُسی کی خدمت مین حاضر ہو کے آستان بوس ہونا چاہیے۔

خانقاہ سے بُصریٰ کی طرف جانا اور بات تھا۔ اُدھر امن و امان تھا۔ اور آبادی کے قریب ہونیکے باعث کسی قسم کا خطرہ نہ تھا۔ مگر جنوبی صحرا قزاق بدویون سے بھرا ہوا تھا۔ بڑے بڑے قافلے تو اپنے مسافرونکی کثرت کے وجہ سے چلے آتے مگر کسی شخص کا یکہ و تنہا اس دشت بے گیاہ مین داخل ہونا زندگی سے ہاتھ دھونا اور موت سے دو چار ہونا تھا۔ اسلیے کہ ابنائے بادیہ

اپنے شکار یعنے اکیلے دوکیلے کے لوٹنے مارنے کے لیے جابجا پھیلے رہتے - اور اُن کے ہاتھ سے کسی کا بچ کے نکل آنا منجملہ محالات تھا۔

یہ بھی نہ تھا کہ استفانوس اِن اندیشون سے واقف نہو۔ اِس کو نصف صدی کے قریب زمانہ اِسی عرب و جوار مین بسر ہو چکا تھا۔ اور ہزارون واقعات سُن چکا تھا جن مین غریب رہ نورد نہایت بے رحمی سے لُٹے مارے گئے اور پتہ بھی نہ چلا کہ کیا ہو گئے۔ مگر نہین اُسکے دل پر کوئی ایسی زبردست کشش قابض تھی اور کوئی ایسا جذبہ اُسکے دماغ پر متصرف تھا کہ نہ کسی بات کا اندیشہ تھا نہ خطرہ۔ نہ کوئی فکر تھی اور نہ کسی قسم کا تردد۔

ناگہان ایک وحشت ناک صورت والا صحرائی سامنے آیا۔ اور راستہ رونک کے کھڑا ہو گیا۔ استفانوس نے داہنی طرف سے دب کے نکلنا چاہا تو اُس نے اُدھر بڑھ کے بھی روکا اور تلوار کھینچ کے کہا "لا تیرے پاس جو کچھ ہے۔ ورنہ سر خاک پر لوٹتا ہوگا"

استفانوس نے حیرت سے اُسکی صورت دیکھی۔ عالم استغراق سے چونکا اور کہا "میرے پاس جو کچھ ہے لے لو۔ مجھے کسی چیز کے دینے مین تامل نہین۔ مگر میری جان نہ لو"

بدوی "این! تو بزدل بھی ہے۔ خیر تو نامرد کے ارض عرب مین زندہ رہنے کی ضرورت نہین"

استفانوس "نہین مین بزدل نہین ہون۔ مجھے جان دینے مین بالکل تامل نہین۔ مگر اتنی مہلت دو کہ ارض حجاز مین جا کے خدا کے نئے پیغمبر کے قدم چوم آؤن۔ پھر مجھے مار ڈالنا"

بدوی "خوب اُس صابی کا تو معتقد ہے جس نے اہل مکہ مین سخت ہنگامہ پیدا کر رکھا ہے؟ اب کی سال حج مین مین بھی وہان گیا تھا اور اُس مجنون شخص کو بھی دیکھا تھا جسے تو پیغمبر جانتا ہے"

استفانوس "تم نے اُسے دیکھا ہے! بڑے خوش نصیب ہو۔ بتاؤ تم نے کیا دیکھا؟ اُسکی زبان سے کیا سُنا اور اُسے کیسا پایا؟"

بدوی "مین نے فقط اسقدر دیکھا کہ مکے کے باہر بیرونی قبائل عرب کے پڑاؤ مین ایک مجنون سا شخص لوگون کو مخاطب کر کر کے کچھ کہتا ہے مگر اُسکے ساتھ ساتھ مکے کے بہت سے جوان اور لڑکے غل مچا کے یہ کہہ رہے ہین کہ خبردار اسکی بات نہ سننا۔ یہ مجنون ہے۔ اور بے دین اپنے جی سے جوڑ کے باتین بناتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ خدا کا پیام ہے۔ ہم نے خوب جانچ لیا۔ یہ کوئی بات سچی نہین کہتا۔ ہمارے دیوتاؤن کو بُرا کہتا ہے۔ اور ہمارے دین کا دشمن۔ اِن سب

لوگون کے شور و غل مین اسکی کوئی بات ہماری سمجھ مین نہ آئی اور مین نے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی مجنون ہی جسے لوگ پریشان کرتے ہین۔ اِسکے بعد لوگون سے یہ سُنا کہ اُس نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہی اور چاہتا ہے کہ سب لوگ اُسکے معتقد اور پیرو ہو جائین۔ اب آج یہ دیکھ کے مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ایک نصرانی راہب اُسکی زیارت کے شوق مین بُصریٰ سے پاپیادہ چل کھڑا ہوا ہی۔ اسکے حالات مجھ سے زیادہ میرا ابن عم صفوان بن مخمل لخمی جانتا ہوگا۔ جو کل ہی مکہ سے آیا ہی اور بنی مخزوم مین اُسکی شادی ہوئی ہے جو خاص مکہ مین رہتے ہین ؎

استغانوس "اور آپکا کیا نام ہے؟"

بدوی "مین حنظلہ بن نمر لخمی ہون"

استفانوس "مین ایک غریب الوطن اور بے خانمان مسافر ہون۔ اور خوشی سے اپنے یہ سب کپڑے اُتار دونگا اگر تم مجھے لے چل کے اپنے چچازاد بھائی صفوان سے مِلا دو"

حنظلہ "اب تم ہمارے مہمان ہو۔ اِسلیے مجھے تمھاری کسی چیز کی ضرورت نہین۔ آج چل کے ہمارے خیمون مین رہو جو قریب ہی ہین۔ وہان صفوان سے تم سے ملاقات ہو جائے گی اور تم اُس سے مِل کے خوش ہوگے۔ اِسلیے کہ وہ غسانیون کی صحبت مین نصرانی ہو گیا ہے اور بت پرستی کو بُرا بتاتا ہے"

استفانوس "مین اُس سے مِل کے بہت خوش ہونگا۔ اور تمھاری اِس عنایت کے عوض مین تمکو بہت کچھ دونگا"

حنظلہ "تو کیا تم مفلس نہین ہو؟ اگر یہ صحیح ہے تو تمھارے پاس جو کچھ ہوگا مین چھین لونگا اور تمھین یہین مار کے ڈالدونگا"

استفانوس "میرے مفلس ہونے مین شک نہ کرو۔ اور نہ میرے پاس کچھ ہی کہ تمھارے ہاتھ آئے۔ لیکن ہان دلی بحیرا کی خانقاہ مین میرا اتنا اثر ہی کہ تمھین وہان سے جتنا روپیہ کہو دِلوا سکتا ہون"

حنظلہ "ہم خانقاہون اور عبادت و ریاضت کرنے والون سے روپیہ نہین لیتے۔ خیر اب چلو تم کو اپنے بھائی صفوان سے مِلا دون" یہ کہہ کے وہ شاہراہ عام سے کٹ کے ایک طرف مڑا اور استفانوس اُسکے ساتھ ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد دونون بالو کے ٹیلون مین گھُسے۔

اگرچہ ریگ رواں کے اِن متحرک تودون کے درمیان مین گھسنا بہت خطرناک تھا۔ مگر حنظلہ نہایت بیباکی کے ساتھ ایسے راستے پر جا رہا تھا جس سے اُسکے قدم خوب آشنا تھے۔ دیر کے بعد تودون سے گزر کے وہ ایک کوہستان مین داخل ہوا جس کی نیچی نیچی پہاڑیون کا سلسلہ یہان سے شروع ہو کے مشرق کی طرف خدا جانے کہان تک چلا گیا تھا۔ اور پہاڑیون مین داخل ہونے کے بعد وہ ایک بلند سنگستانی تختۂ زمین پر پہونچا جسکے کنارے پر ایک پہاڑی مین سے سوتا جاری تھا۔ اور اُسکا پانی رس رس کے پتھرون کے ایک قدرتی حوض مین جو کئی چٹانون کے اکٹھا ہو جانے سے بن گیا تھا جمع ہوتا رہتا تھا اور کسی جگہ زمین کے نہ کھلے ہونیکے باعث جذب ہونیسے محفوظ رہتا۔ یہ چشمہ والا پہاڑ کبھی بجلی گرنے سے چٹخ گیا تھا اُسکی سرزمین چند درخت کھجور اور ببول کے اُگ آئے تھے۔ اتفاقاً ایک لخمی شخص کا اُدھر گزر ہوا اُسنے اپنے اونٹ کیلیے ببول کا درخت کاٹنا شروع کیا۔ کلھاڑی اتفاق سے چٹان پر پڑ گئی جس سے پتھر کی ایک چٹان اُکھڑ گئی۔ اور اُس سے پانی کا سوتا جاری ہو گیا جو عربون کے لیے ایک دولت لازوال ہی۔ دو چار روز مین وہ قدرتی حوض جو قریب تھا لبریز ہو گیا۔ اور پانی اُس سے چھلک کے بہتا ہوا پہاڑون کے نیچے گیا۔ اور دشت کی ریتلی زمین مین ایک نخلستان پیدا ہو گیا اُس لخمی شخص نے اپنے قبیلہ کے دس بارہ خاندانون کو لاکے یہان بسا دیا۔ جب سے اُن کے خیمے یہان نصب ہو گئے اور بنی لخم کی ایک چھوٹی شاخ ارض بنی غسان مین آکے آباد ہو گئی۔

استقانوس اِن خیمون اور اُس مقام کی شادابی کو دیکھ کے خوش ہوا۔ اور حنظلہ سے کہا "واہ! معلوم ہوتا ہے تمھاری راحت رسانی کے لیے خدا نے جنت کا ایک چھوٹا قطعہ زمین پر لاکے رکھ دیا ہے"

حنظلہ "اِس دولت پر سو برس سے ہمارے قبیلے والے قابض ہین۔ شاہان بنی غسان نے کئی بار چاہا کہ اِس بقعۂ رحمت کو ہم سے چھین لین۔ مگر ہم سب جان دینے پر تیار ہو گئے۔ اور وسط عرب مین جو ہمارے حلیف قبائل آباد ہین وہ ہماری مدد کو آمادہ ہوئے۔ اِس وجہ سے آج تک ہم ہی اِس شاداب قطعہ زمین اور اُس چشمۂ مارمعین کے مالک و وارث ہین"۔ یہ کہتے ہی ایک خیمے کے پاس پہونچ کے آواز دی "یا امّ مالک" آواز سنتے ہی ایک اُدھیڑ عورت خیمے سے نکلی۔ ایک اجنبی کو شوہر کے

ساتھ دیکھ کے اُس نے چادر مین مُنھ چھپا لیا- اور بولی" ابو مالک تم نے مجھے کیون بلایا؟"
حنظلہ- (اس لیے کہ اُس کی کنیت ابو مالک ہے اور یہ عورت اُسکی بیوی ہے)
خدا نے آج ہمین ایک اچھا مہمان دیا ہے- تمھاری مرغیون کے انڈے ہون تو اُن کو اُبال لو- اور بھیڑیون کا تھوڑا اسا دودھ دوھ لاؤ- جو کی روٹی موجود ہی ہے- رات کو ہم اُن کے لیے ایک بکری ذبح کرینگے"۔
اُم مالک نے مرحبا کہہ کے اپنے مہمان کا خیر مقدم ادا کیا- اور شوہر کا حکم بجا لانے کے لیے روانہ ہوئی- اُدھر حنظلہ نے اِستفانوس کو برابر والے دوسرے خیمے مین لے جا کے اپنے بھائی صفوان سے ملایا- اور کہا" یہ ہمارے مہمان ہین- اُس پیغمبر کے بڑے معتقد ہین جو مکہ مین پیدا ہوا ہے اور اُسکے حالات سُننے کے لیے میرے ساتھ تمھارے پاس آئے ہین"۔
صفوان" میرے پاس آئے ہوتے تو میرے ہی مہمان ہوتے"۔
حنظلہ" اب تو مین نے اُن کو اپنا مہمان بنا لیا"۔
صفوان" مگر تمھین کیا حق تھا کہ میرے مہمان کو اپنا مہمان بنا لو"۔
حنظلہ" یہ حق کہ مین ہی اُن کو لایا ہون"۔
صفوان" لانے اور راستہ بتانے سے کوئی کسی کا مہمان نہین ہو جاتا"۔
حنظلہ" اب تو یہ میرے مہمان ہو گئے اور کوئی ان کو مجھ سے نہین چھین سکتا"۔
صفوان (تلوار کھینچ کے) "مین اپنے مہمان کو بزور شمشیر چھینون گا"۔ ساتھ ہی حنظلہ نے بھی تلوار کھینچ لی- اور دونون بھائی لڑنے لگے- ستفانوس نہایت ہی متحیر تھا- اور جب دیکھا کہ میرے مہمان بنانے کے شوق مین دونون ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہین تو ارادہ کیا کہ دونون کے بیچ مین پڑ کے فیصلہ کرا دے- اور یہ کہتا ہوا بڑھا کہ" اگر آپ ایسی خونخوار لڑائی لڑین گے تو مین کسی کا مہمان نہ ہون گا"۔
لیکن قبل اِسکے کہ وہ درمیان مین آئے حنظلہ کی ایک تلوار صفوان پر پڑ گئی- جو زخمی ہو کے پیچھے ہٹا- ناتوانی کے ساتھ زمین پر بیٹھ گیا- اور بولا- بس میرا کام تمام ہو چکا- اور میرے بعد تم کو اختیار ہی کہ اِس نیک مہمان کو اپنے خیمے مین لے جا کے رکھو"۔ ساتھ ہی حنظلہ نے تلوار پھینک دی اور بھائی کے زخم کو کترا کے دیکھا- (اپنا شانہ آدھے

سینے تک کٹ گیا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ پھیپھڑے اور کلیجے کو بھی کسیقدر صدمہ پہونچ گیا ہی۔ آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہا "بھائی مجھے اپنے مہمان کے جینے کی اتنی خوشی نہوگی جتنا صدمہ آپکے زخمی ہونے سے ہوا" اب تمام قبیلے والے مرد اور عورت لڑکے اور لڑکیان سب جمع تھے اور اس ناخلف اُمیہ واقعے پر افسوس کر رہے تھے۔

صفوان "کوئی صدمہ کی بات نہین۔ تم خوش ہو۔ اسلیے کہ مجھے اپنی جان جانیکا اتنا صدمہ نہین ہی جتنا اس مہمان کے چھن جانے کا ہی"

ستفانوس "مگر مین اپنی نامرادی کو کس کے آگے روؤن۔ مین تو آپ ہی کے پاس اور فقط اس لیے آیا تھا کہ آپ سے حجاز کے نئے پیغمبر کے حالات سنون"

صفوان "مضائقہ نہین۔ اب مین اس حیثیت سے آپکی خاطر و تواضع کرونگا کہ آپ میرے بھائی کے مہمان ہین"

ستفانوس "لیکن آپ کو تو ایسا زخم آیا ہی کہ آپ کا اُس سے جان بر ہونا دشوار ہی"

صفوان "بے شک زخم کاری ہی اور مین زندہ نہین بچ سکتا۔ لیکن مجھے یقین ہی کہ ابھی دو تین دن جیونگا۔ کل اور پرسون نہین مر سکتا۔ اور اُسوقت تک اپنے ہوش مین رہونگا۔ (اپنی بی بی سے) "اُم الہول۔ مجھے اپنے خیمے مین لے چلو۔ اور میرے بستر پر لٹاکے اُس کے برابر اپنا اونٹ کے بالون کا عمانی کمل بچھا دو۔ اور اپنے شوہر کے بھائی کے اِن معزز مہمان کو لیجاکے اس پر بٹھاؤ۔ تاکہ مین اُن کی خواہش پوری کرون" فوراً حنظلہ اور اُم الہول صفوان کو اُٹھاکے خیمے کے اندر لے گئے۔ اور ستفانوس کے بیٹھنے کا انتظام کرنے لگے۔

ستفانوس اِن لوگون کی وحشیانہ ہمدردی اور بہائم کی سی مہمانداری پر متحیر تھا۔ اور صفوان کی جان جانے پر متاسف۔ اِس سے زیادہ تعجب اُسے صفوان کے طرز عمل پر تھا کہ جس بھائی نے جان لی اُسی کے مہمان کی خاطر داشت مین یہانتک مصروف ہی کہ اپنی جان جانیکا بھی خیال نہین۔ اتنے مین اُم الہول نے آکے کہا "اندر چل کے بیٹھیے" اور وہ اُس کے ساتھ جاکے زندگی سے مایوس صفوان کے برابر بیٹھ گیا لیکن بیٹھا ہی تھا کہ حنظلہ کی بیوی اُم مالک نے آکے اُس سے کہا "کھانا تیار ہی۔ پہلے

چل کے کھانا کھا لیجیے پھر اطمینان سے بیٹھ کے آپ باتیں کیجیے گا۔

استفانوس "مین صفوان سے باتین کرنیکے بعد کھاؤن گا"۔

ام مالک "نہین۔ پہلے کھانا کھا لیجیے۔ شاید آپ اپنے میزبان حنظلہ کے کہنے سے کھائین گے۔ تو مین اُنھین بلائے لاتی ہون۔ وہ اپنے کپڑون سے خون دھونے کے لیے حوض پر گئے ہین"۔ یہ کہتی ہوئی وہ چلی گئی۔ اور صفوان نے کہا "یہی مناسب ہے کہ آپ پہلے کھالین پھر آکے مجھ سے باتین کرین۔ مین اطمینان دلاتا ہون کہ ابھی نہ مرون گا۔ اور نہ اتنی جلدی بیہوش ہونگا۔ کہ آپ سے باتین کرنیکا موقع نہ ملے"۔

اُم الہول "اگر آپ جلدی کھالینگے تو اپنے میزبان پر احسان بھی کرین گے۔ حنظلہ کے خیمے مین آج اُتنا ہی کھانا ہے کہ اُن کا مہمان پیٹ بھرلے۔ وہ دونون میان بیوی اور اُن کے بچے رات کو کھائین گے جب بکری ذبح ہوگی۔ اُن کے بچے کل سے بھوکے ہین۔ کھانے کے لیے ضد کر رہے ہین۔ اور چاہتے ہین کہ جو کچھ غذا موجود ہے اُسے کھائین۔ اُم مالک نے اُنھین بہلا پھسلا کے ایک دوسرے عزیز کے خیمے مین بھیج دیا ہے۔ اور چاہتی ہین کہ آپ کھانا کھالین تو اُنھین واپس بلائین"۔

یہ سنتے ہی استفانوس اُٹھ کے حنظلہ کے خیمے مین گیا۔ اور ام مالک سے کہا "اپنے بچون کو لائیے تو مین کھاؤن"۔ حنظلہ اور ام مالک دونون نے بہت عذر کیا۔ اور آخر مین لڑنے تک کو تیار ہوگئے۔ مگر استفانوس نے ایک سماعت نہ کی۔ آخر بچے آئے جن کو دسترخوان پر ساتھ بٹھا کے کچھ استفانوس نے کھایا کچھ اُنھین کھلایا۔ کھانے سے فارغ ہوتے ہی استفانوس فوراً اُٹھ کے پھر صفوان کے خیمے مین گیا اور کہا "اب آپ اُن پیغمبر کے حالات بیان کرین"۔

صفوان "میرے دوست مین نے جو کچھ دیکھا ہے سچ سچ بلا کم وکاست بیان کر دون گا۔ آپ یقین جانین کہ ایک مرنے والا شخص جھوٹ نہ بولیگا۔ مین بتائے دیتا ہون کہ اُس نئے پیغمبر کے بارے مین نہایت حیران ہون کہ کیا خیال کرون؟ اُسے سچا پیغمبر مانون یا نہ مانون؟ اگرچہ خیال کرتا ہون کہ یہ شخص آج تک کسی معاملہ مین جھوٹ نہین بولا۔ ہمیشہ ہموطنون اور عزیزون کا خیر اندیش اور خالص ہمدرد رہا۔ اور اب بھی جتنی باتین کہتا ہے وہ دل کو لگتی ہوئی عقل و مصلحت کی رو سے سچی۔ ہمارے اصلی عقائد کے

مطابق۔ اور نہایت ہی اچھی اور قابل قبول ہوتی ہو تو بے اختیار جی چاہتا ہو کہ اُسے سچا ہی مان لون۔ اور جب اِس بات کا خیال آتا ہے کہ اُس نے اپنے قبیلے بلکہ اپنی قوم اور اپنے مذہب مین ایک تفرقۂ عظیم ڈال دیا ہے۔ پرانی معاشرت اور عربی قومیت کی بنیاد متزلزل کردی ہو۔ ساری قوم ایک طرف ہو اور وہ ایک طرف۔ سب کو کافر مشرک بتاتا ہو۔ سب کو دوزخ کا کندہ کہتا ہے۔ اپنی ضد مین مجنونون کی سی حرکتین ظاہر کرنے لگتا ہو۔ اور جب اپنے شہر والون پر زور نہین چلتا تو غیر لوگون کو جا جا کے بہکاتا ہے۔ تو اُسکی طرف سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ اُسکے دشمنون کا ساتھ دیجیے۔ اور یہی مین نے کیا۔ اگرچہ اِسکا بار اسوقت تک میرے دل پر ہو کہ بے وجہ مین نے اُسکے دشمنون کی طرفداری کی۔

مگر اب اہل مکہ بہت ہی حیران ہین۔ اِسلیے کہ وہ اُن کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور ہوا یہ کہ ہم لوگون کو خبر نہ ہوئی۔ اور یثرب کے بہت سے لوگ اُسکے معتقد ہوکے اپنے شہر مین اُسکے نئے دین کی اشاعت کرنے لگے۔ اور جب اُن کی جماعت بڑھی تو اُنھون نے اُس شخص کو اپنے وہان بلانا شروع کیا۔ مگر اُس نے بعوض خود جانے کے اُن اہل مکہ کو جو اُسکے دین کو قبول کر چکے تھے یثرب چلے جانیکا حکم دیا۔ ہم نے اِسکی بھی روک کی کہ اِس ارادے سے کوئی باہر نہ جانے پائے۔ لیکن ہماری بندش کارگر نہوئی۔ اور سیکڑون خاندان مکہ چھوڑ کے چلے گئے۔ یہان تک کہ یکایک یہ نظر آیا کہ مکہ اُجاڑ ہوا جاتا ہو اور جدھر دیکھیے سناٹا پڑا ہو۔ اپنی یہ تباہی اور بے بسی دیکھ کے اہل مکہ کو بڑا غصہ آیا۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر چند اور خاندان چلے گئے تو ہمارا شہر ہی تباہ ہو جائیگا۔ اور یہ ساری بلا اِسی مدعی نبوت کی وجہ سے ہمارے شہر پر نازل ہوئی ہے۔ آخر سب نے اپنی پرانی انجمن مین جو دار الندوہ کے نام سے مشہور ہے جمع ہوکے اِس امر مین مشورہ کیا۔ اور بڑی بحث و تکرار کے بعد بہ اتفاق یہ طے ہوگیا کہ اُس شخص کو مار ڈالنا چاہیے۔ اِس لیے کہ اب سوا اُسکی جان لینے کے اور کوئی علاج نہین باقی ہے ؟"

اب یہ بحث پیدا ہوئی کہ اُس شخص کو قتل کون کرے ؟ ہر شخص ایک نئی بات کہتا تھا۔ آخر ابو جہل نام ایک رئیس مکہ نے جو اِسی شخص کا چچا ہے یہ تجویز پیش کی کہ ہر قبیلہ مین سے ایک ایک آدمی چن لیا جائے۔ وہ سب ایک ہی وقت مین اُسکے مکان کا

محاصرہ کرلیں پھر سب اندر گھس کے ایک ہی ساتھ اُس پر حملہ کریں تاکہ قتل کی ذمہ داری سب قبیلون پر بنٹ جائے اور کوئی ایک شخص خون کا ذمہ دار قرار نہ دیا جاسکے۔

اِس قرارداد کا حال اُس شخص کے چند اُن دوستون کو جو مکہ مین باقی تھے معلوم ہوا تو وہ سب جان نثاری پر تیار ہوگئے۔ اور اُسکے مکان کی حفاظت کرنے لگے۔ مگر سنتا ہون خود اُس نے ان سب لوگون سے بلا کے کہدیا "تم میری فکر نہ کرو۔ مجھے کوئی ضرر نہ پہونچے گا۔ خدا نے میری نگہبانی کا وعدہ کیا ہی اِسلیے تم مجھے میرے حال پر چھوڑدو۔"

اِس کے بعد یوم موعود آیا جس روز قریش نے نرغہ کرکے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اُس دن اُس نے یہ کارروائی کی کہ اپنے بچھونے پر اپنے ایک کمسن بھائی علیؓ کو لِٹا دیا۔ اپنی عبا اس پر ڈال دی۔ اور خود اپنے ایک رفیق ابوبکر کو ساتھ لے کے اُسی کے گھر سے نکلا۔ ایک دن کا کھانا ساتھ لیا۔ اور جو لوگ راستہ روکے ہوئے تھے اُن کی آنکھوں مین خاک جھونک کے مکہ سے نکل گیا۔ ایک شخص نے جاتے دیکھ لیا تھا۔ چونکہ اکیلا تھا اِسلیے کچھ بولنے کی جرات نہ ہوئی۔ مگر دوڑ کے اہل مکہ کو خبر کی کہ تم گھر گھیرے کھڑے ہو اور وہ شخص نکل گیا۔

اُنھون نے کھڑکیون سے جھانک کے دیکھا اور اُسے بیوقوف بنانے لگے کہ "محمد تو دیکھو وہ بچھونے پر لیٹے ہوئے ہین تم نے کسے دیکھا ہے"۔ اُس شخص نے قسم کھائی کہ مین نے اُنھین کو باہر جاتے دیکھا ہے۔ وہ ہرگز یہان نہین ہوسکتے۔ اِس پر برافروختہ ہوکے سب لوگ بھڑبھڑا کے اندر گھس پڑے بچھونے کے قریب پہونچے تو علیؓ اُٹھ بیٹھے۔ اور کہا "کیا ہے؟" محمد (صلعم) کی جگہ علی کو دیکھ کے سب ہکابکا رہگئے۔ پھر ڈانٹ کے پوچھا "محمد (صلعم) کہان ہین؟" علی نے کہا "مین کیا جانون کہان ہین؟ کیا تم نے مجھے ان کی حراست پر مقرر کیا تھا جو مجھ سے پوچھتے ہو؟" آخر جب کوئی زور نہ چلا تو سب نے علی کو گرفتار کرلیا۔ مگر ابوجہل نے کہا "علی کے پکڑنے سے کیا حاصل؟ اُنھین چھوڑدو۔" چنانچہ علی کو سب نے چھوڑ دیا۔ اور اُس پر نہایت برہم ہوئے کہ جس شخص کی جان لینے کے لیے ایسا زبردست بندوبست کیا گیا تھا وہ ہاتھ سے نکل گیا۔ دوسرے دن سب نے ابوبکرؓ کے گھر پر یورش کی۔ اُن کو بھی نہ پایا۔ اُنکے بچون وغیرہ کو مار مار کر پوچھا کہ بتاؤ دونون کہان گئے ہین۔ مگر کچھ پتہ نہ لگا۔

اب سب نے طیش مین آکے اشتہار دیدیا کہ جو شخص محمد (صلعم) یا ابوبکرؓ کو زندہ پکڑ لائیگا یا اُنکے سر کاٹ لائیگا اُسے سو اونٹ انعام دیے جائینگے۔ اِس اشتہار کی وجہ سے مکہ بھر

مین گھر گھر تلاشی لی گئی۔ اطراف کی تمام گھاٹیان۔ پہاڑیان۔ اور کل کھوہ اور غار ڈھونڈھے گئے۔ مگر کچھ سُراغ نہ لگا کہ وہ دونون کیا ہوئے۔ اہل مکہ مایوس ہو کے بیٹھ رہے۔ لیکن اب سب کو خیال ہے کہ یہ شخص اُن کی گرفت سے نکل کے یثرب مین پہونچ جائیگا اور اگر وہ یثرب مین پہونچ گیا تو پھر اُس پر زور چلنا دشوار ہے۔ اس لیے کہ اہل یثرب اور غریب مکہ کی جماعت سے مِل کے ایسی قوت پیدا ہو جائیگی جس پر غالب آنا نہایت دشوار ہے۔

اِسی قدر واقعات گزرے تھے کہ مین یہان چلا آیا۔ اور اب چونکہ مرنے کا وقت آگیا اِس لیے پریشان ہون کہ کیا کرون؟"

استفانوس "برادر عرب۔ اگر تمھارے دل پر اُس مدعی نبوت کی صداقت و راستبازی کا اثر ہے تو مین بھی اتنی تصدیق کر سکتا ہون کہ کتب آسمانی مین جس ناموس الٰہی کی بشارت دی گئی ہے اُسکی سب علامتین اس پر صادق آتی ہین۔ اور یہ وہی ہے جسکی بشارت حضرت مسیح دے گئے تھے۔"

صفوان "آپ نے اُن بشارتون کو خود دیکھا ہے؟"

استفانوس "مین نے بھی میرے پیشوا بحیرا نے بھی جن سے بڑا کوئی ولی دنیا مین نہین ہے۔ اور تمام حقیقت شناس لوگ اُسی ناموس کی تلاش مین تھے۔"

یہ سنتے ہی صفوان پر عجیب اثر پڑا۔ بولا مین اپنی گمراہی پر نادم ہون۔ اور اب مرتے وقت آپ کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ" اور یہ کہتے ہی اُس نے جان دیدی۔

اکثر کتب فروش اور اہل مطابع نگہداشت حقوق طبع اور قانون رجسٹری کتب کا لحاظ نہین کرتے اور آخر مین نقصان اُٹھاتے ہین لہٰذا عام اطلاع دیجاتی ہے کہ مولانا شرر مرحوم کی تمام کتابونکا حق محفوظ ہے۔ اگر کسی صاحب نے کسی کو بھی طبع کیا تو فوراً عدالت سے چارہ جوئی کیجائیگی اور وہ سخت نقصان اٹھاوینگے لہٰذا کوئی صاحب مولانا مرحوم کی کسی کتاب اور نیز اِس کتاب کے چھاپنے کا ارادہ نہ کرین ہان جسقدر کتاب کی جلدین درکار ہون خاکسار سے طلب کر لین۔

خاکسار حکیم محمد سراج الحق منیجر دلگداز پریس
کرمن بیگ خان لکھنؤ

دلگداز

مولنا شرر کا مشہور ادبی و تاریخی رسالہ
زبان اردو کے علمی خزانے کو اعلیٰ لٹریچر سے
بھر دیا خریداروں کو ایک سال خریدار رہنے پر
تو ایک نیا ناول مفت نذر کیا جاتا ہے اور
سال ما بعد کے چندے اور محصول ڈاک بھیج دے
روانہ کر دیا جاتا ہے قیمت سالانہ مع
ڈاک عہ/ دلگداز کا وی پی اس کا محصول
ملا کے عہ/ کا بھیجا جاتا ہے نمونے کی قیمت ۱/
منیجر دلگداز۔ لکھنؤ

مولنا شرر کے خیالی نا...

آغا صادق کی شادی - ایک ڈر...
حسن کا ڈاکو ...
اسٹر در بار ...
حالات ...

دلگداز کی مکمل جلدین

جلد سنہ ۱۸۹۷ء	عہ/	جلد سنہ ۱۹۱۶ء	عہ/
جلد سنہ ۱۸۹۹ء	عہ/	جلد سنہ ۱۹۱۷ء	عہ/
جلد سنہ ۱۹۰۰ء	عہ/	جلد سنہ ۱۹۱۸ء	عہ/
جلد سنہ ۱۹۰۵ء	عہ/	جلد سنہ ۱۹۲۱ء	عہ/
جلد سنہ ۱۹۰۶ء	عہ/	جلد سنہ ۱۹۲۲ء	عہ/
جلد سنہ ۱۹۱۴ء	عہ/	جلد سنہ ۱۹۲۳ء	عہ/
جلد سنہ ۱۹۱۵ء	عہ/	جلد سنہ ۱۹۲۴ء نامکمل	عہ/

دلگداز کی نامکمل جلدین

جلد سنہ ۱۹۰۱ء	۱۰/	جلد سنہ ۱۹۱۱ء	۱۰/
جلد سنہ ۱۹۱۰ء	۱۵/	جلد سنہ ۱۹۱۲ء	عہ/
		منتخب مضامین سنہ ۱۸۸۷ء	۱۰/

مشہور مصنفین کی کتابین

دیوان حسرت	۲/	نواب حسن	عہ/
الفاروق	۳/	محبوس گذشت	۱۰/
الغزالی	عہ/	مجذوب	۸/
سیرۃ النعمان	عہ/	شاعر کی پہلی کتاب	
سوانحعمری مولنا روم	عہ/	۔ دوسری کتاب	
بیان خسرو	۸/	۔ تیسری کتا...	
موازنہ انیس و دبیر	۳/	زبان دا...	
مثنوی صبح امید	۴/	اصول...	
اورنگ زیب عالمگیر	۸/	قوا...	
حیات حافظ	۶/	حا...	
حیات سعدی	۶/	ا...	
مجموعہ نظم	۲/	ز...	
المامون	عہ/	نیل...	
رام پیاری	۵/	...	
عبرت کامل	۳/	...	
حسن سمرور	۷/		
گورا	۷/		
نیل کا سانپ	۶/		
نشتر	۵/		
اختر و حسینہ کامل	۸/		
تقدیر	۶/		
مکافات عمل	۲/		
پارۂ دل	۴/		
المنشتر	۴/		

آسیا کا خا...

تصانیف مولانا محمد عبد الحلیم صاحب شرر

تاریخ۔ سوانح عمری اور لکچر وغیرہ

(۱) جنید بغدادی حضرت جنید کے حالات۔ ۸ر

(۲) ابوبکر شبلی۔ حضرت شبلی کے حالات۔ ۸ر

(۳) تاریخ سندھ۔ عرب کے فتوحات سندھ کی محققانہ تاریخ۔ ۱۲ر

… تاریخ خلافت۔ خلافت کے مختصر حالات ۲ر

… حسن بن صباح۔ بانی فرقہ باطنیہ کے حالات ۶ر

… خواجہ معین الدین۔ خواجہ اجمیری کے حالات ۶ر

… نوبہیہ۔ سلف کی عربی نژاد ملکہ ۳ر

… حسین جناب سکینہ بنت امام حسین ۶ر

… ناموران اسلام کے حالات …

استفانوس …

اثر ہے تو مین بھی …

بشارت دی گئی ہے اُسکی …

بشارت حضرت مسیح دے گئے تھے۔

صفوان "آپ نے اُن بشارتون کو خود دیکھا ہے"

استفانوس "مین نے بھی میرے پیشوا بحیرا نے بھی جن…

اور تمام حقیقت شناس لوگ اُسی ناموس کی تلاش مین تھے

یہ سنتے ہی صفوان پر عجیب اثر پڑا۔ بولا مین اپنی گمراہی پر …

وقت آپ کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ "اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد …

اور یہ کہتے ہی اُس نے جان دیدی۔

اکثر کتب فروش اور اہل مطابع نگہداشت حقوق طبع اور قانون جٹری کتب کا … نقصان اُٹھاتے ہین لہذا عام اطلاع دیجاتی ہے کہ مولانا شرر مرحوم کی تمام کتب … کسی صاحب نے کسی کو بھی طبع کیا تو فوراً عدالت سے چارہ جوئی کیجائیگی اور وہ سخت … لہذا کوئی صاحب مولانا مرحوم کی کسی کتاب اور نیز اس کتاب کے چھاپنے کا ارادہ … کتاب کی جلدین درکار ہون خاکسار سے طلب کرلین۔

خاکسار حکیم محمد سراج الحق منیجر دلگداز

… مرزا بیگ خان لکھنؤ

(۲۷) عزیزہ مصر۔ عہد بنی طولون کا تاریخی ناول

(۲۸) فتح اندلس۔ اسپین پر عربون کا حملہ

(۲۹) رومۃ الکبریٰ۔ روم پر گاتھ لوگون کا حملہ

(۳۰) مفتوح فاتح۔ ایک نہایت دلچسپ تاریخی ناول

(۳۱) فلپانا۔ ارض طرابلس الغرب پر صحابہ کا حملہ

(۳۲) فلورنڈا۔ ہسپانیہ کے عہد خلافت آل مروان مین عیسائیون کی حالت اور اُن کا مجنونانہ جوش۔

(۳۳) فردوس بریں۔ جیتے جی جنت کی سیر۔

(۳۴) قیس و لبنیٰ۔ مشہور عاشق عرب اور اسکی معشوقہ لبنیٰ

(۳۵) لعبت چین۔ عہد صحابہ کا تاریخی ناول

(۳۶) ملک العزیز ورجنا۔ … اور صلاح الدین اعظم ۱۰ر

(۳۷) مقدس نازنین۔ ایک حسینہ کا پوپ بن جانا

(۳۸) ماہ ملک۔ غوریون کا عروج اور فتوحات

(۳۹) منصور موہنا۔ ارض سندھ مین ایک نصاری کا خاندان ۱۰ر

(۴۰) یوسف نجمہ کامل۔ جگ بیتی نہین آپ بیتی

… ایام عرب۔ جاہلیت عرب کی مکمل تصویر ہر دو حصہ

… حق۔ حضرت رسول کریم کی سوانح عمری

… ناول حصہ اول … دوم … کامل …

… مطبوعات دلگداز پریس

… شاعری مرزا محمد عسکری صاحب ۱۲ر

… محققانہ لکچر

… مرزا صاحب موصوف کا لکچر ۱۲ر

… مروجہ پردہ کی تردید ۱۴ر

… ض سین۔

… ان ہند دہلی کے بادشاہون

… تین حصے

… کات احمد صاحب ۱۲ر

ایضاً ۱۲ر

… کے مشہور ناول کنٹھ کا ترجمہ

… سوم چہارم پنجم

… کی حرکتون پر … بی بی

… خان لکھنؤ